

# سیف یمانی

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی



المشرق للنشر والتوزيع

اردو بازار لاہور



## تقاریظ

حضرات اکابر علماء اہل سنت و جماعت رحمہ اللہ الاسلام و المسلمین بطول بقائہم  
(۱) قدوة الاولیاء زبدة الاقویاء حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب

(دامت فیوضہم و برکاتہم) قدس اللہ سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم: بعد الحمد والصلوة اشرف علی غنی عنہ نے رسالہ ”سیفِ یمانی“  
بلاستیعاب دیکھا جو بعض اہل ادواء کے اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا ہے تحقیقی جواب بھی  
ہے اور اثری بھی بلا مبالغہ اس کو جاد لہم بالقی ہی احسن کا مصداق پایا اللہ تعالیٰ مصنف کو  
اس نصرت حق پر جزائے خیر عطا فرمائے اور رسالہ کو سرمایہ رشد و ہدایت بنائے۔ والسلام

(۲) خاتم المفسرین فخر الکلمین شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب

عثمانی (دامت فیوضہم و برکاتہم) قدس سرہ فرماتے ہیں

رسالہ ”سیفِ یمانی“ پہنچا تقریباً نصف کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن  
الجزاء مدت سے میری تمنائی کہ اس موضوع پر ایک جامع رسالہ لکھا جائے تو بہت فائدہ ہو، کئی  
مرتبہ خود خیال لکھنے کا ہوا مگر۔۔۔ یہاں آپ کے حصہ میں تھا۔ ماشاء اللہ نہایت سلیس عام فہم اور  
چست عبارت میں اقوال و ارشادات اکابر کامل کر دیا گیا ہے اگر کسی جگہ عبارت میں کچھ سختی  
محسوس ہوتی ہے تو میں اس کو دو انصروا من بعد ما ظلموا میں داخل سمجھتا ہوں میرے  
نزدیک ہمارا فرض ہے کہ اس کی اشاعت میں پوری جدوجہد کریں خصوصاً ان اطراف میں  
جہاں مبتدعین مارقمین نے یہ زبردقوں سے پھیلا رکھا ہے۔ میں ان شاء اللہ اپنے احباب کو ادھر  
متوجہ کروں گا۔ حق تعالیٰ آپ کی سعی کو مشکور فرمائے اور مزید خدمات کی توفیق بخشے۔

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب \_\_\_\_\_ سیفِ یمانی

مصنف \_\_\_\_\_ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی

ناشر \_\_\_\_\_ المشرق للنشر والتوزيع

طابع \_\_\_\_\_ حاجی خیر ایضہ سنز

قانونی مشیر \_\_\_\_\_ سید علی نواز (ہدایت لایڈ و ویکٹ، پیریم کورٹ)

باہتمام \_\_\_\_\_ محمد طارق جاوید (0321-2565051)

## لکھنے کا پتہ

کتبہ انعامیہ قائم ستراد و بازار، کراچی

کتبہ السجدہ شاہ فیصل کالونی، کراچی

کتبہ امینیہ، برنی پور

رضوان خوشبو اسلامی کیسٹ، تبلیغ مرکز ماسکو

اہم ہاں کتبہ شریعت، داد پور بازار لاہور

المشرق

دکان نمبر 8 فرسٹ فلور زبیدہ ستراد، 40 بازار لاہور



(۳) تقریظ از رئیس المناظرین زبدة العلماء العارفين قدوة الفضلاء الراشدين  
حجة اهل السنة على العالمين حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب لکھنؤی مدیر "النجم"

(دامت فیہم) بیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
عالمہ اوسلمی

اما بعد: اس تقریر نے رسالہ ہذا موسوم بہ "سیف یمنی بر مکاتذ فرقة رضا خانی" کو دیکھا  
اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے ان تمام مسائل پر اچھی طرح روشنی ڈالی ہے جو  
مابین اہلسنت و جماعت و فرقة جدیدہ محمدیہ رضا خانیہ مختلف فریق ہیں۔ مخالفین کے محدثات کو  
بدلائل شافیہ رد کیا اور اصول مناظرہ کے مطابق ہر بات کا جواب دیا امید ہے کہ رضا خانی  
صاحبان بھی اگر نظر انصاف مطالعہ کریں گے تو سمجھ لیں گے کہ حق کیا ہے اور اہلسنت  
و جماعت کا مسلک اور احکام کرام کا مذہب کیا ہے لا فخر و العیسیٰ من یشاء النبی  
صرابط مستقیم:

کتبہ احقر عبداللہ محمد عبدالشکور عاقلہ مولانا ۲۹۔ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ

(۴) تقریظ از سلطان المناظرین عمدة المتکلمین حضرت مولانا محمد مرتضیٰ حسن

چاند پوری صاحب صدر شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند (دامت فداکم فیہم) بیہ

میں نے رسالہ "رشاد الخیار" (مطبوعہ سیف یمنی) اکثر مقامات سے اللہ تعالیٰ کی  
ذات سے قوی امید ہے کہ طالبان حق کے لیے یہ رسالہ مفید ثابت ہوگا۔ جو لوگ دید و دوستانہ  
اہل حق کے خلاف کرتے ہیں ان کی ہدایت کی تو بظاہر کوئی توقع نہیں ہاں جو لوگ ہواقیقت کی  
وجہ سے دھوکے میں پڑ گئے ان کی تسلی کے لیے یہ رسالہ ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہے اللہ تعالیٰ مولوی  
محمد منظور صاحب نعمانی سنبھلی (سلم اللہ تعالیٰ) کو جزائے خیر عطایت فرمائے کہ انہوں نے  
مسلمانوں پر یہ احسان فرمایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب موصوف کے علم و عمل و عمت  
و فراغ میں ترقی عنایت فرما کر اسلام اور اہل اسلام کو نفع پہنچائے۔

بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن علی عزہ ۲۹۔ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ

(۵) تاج الادباء سراج الکمل عالم حقانی فاضل یزدانی جناب مولانا ظفر احمد صاحب

عثمانی تھانوی تحریر فرماتے ہیں

الحمد لله الذي اتزل الكتب وارسل الرسل فصر بهم العمى وهدى بهم  
السبل ثم انزل الحديد فيه بأس شديد ليعلم الله من يتصره ورسله  
بالعجب ان الله قوي عزيز ولا ريب ثم الصلوة والسلام على سيد  
ولدا آدم صفوة الله من خلقه سيدنا محمد الذي هدى الناس بنوره  
ورعده وبرقه وعلى آله واصحابه الذين هم اشبه الانام بهديه وفحلفه  
وبعد فقد نشرلت بمطالعة الرسالة المسماة بالسيف اليماني ولعمري  
انها كاسمها سيف قاطع لرقاب اهل الاهواء والاماني. لقد اجدت مؤلفها  
والفاد. وارى الانام سبل الرشاد واسم الله انه ان شاء الله جواد ماله  
كبره. بيده سيف ماله نبوة. بقلعه الله تعالى مدارج الكمال وابقاه هداية  
لاولى الضلال ووقاية لاهل الحق بالغلو والاصال وعلی الله علی خير  
خلقه سيدنا النبي محمد وعلى اصحابه وال ال مدام وجهه مشرقاً.

خلاصہ۔ مضمون تقریظ ہذا بزبان اردو

بعد الحمد والصلوة میں رسالہ موسوم بہ "سیف یمنی" کے مطالعہ سے شرف ہوا اشک پر رسالہ  
اسم باسکی مبتدین مغزین کی گردنوں کے لیے ایک بے پناہ گوار ہے لاریب اس کے  
مصنف (جناب مولوی محمد منظور صاحب) نے یہ عمدہ رسالہ لکھ کر مسلمانوں کو بڑا فائدہ پہنچایا  
اور اللہ کی مخلوق کو راہ ہدایت دکھلا دی بخدا مولوی صاحب موصوف اس میدان کے شہسوار ہیں  
ان کے ہاتھ میں (باطل پرستوں کی) سرکوبی کے لیے وہ گوار ہے جس کا دار خالی نہیں جاتا۔  
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو اہل باطل کی ہدایت اور اہل حق کی حمایت کے لیے جادو  
قائم رکھے۔



(۶) مخدوم العلماء حضرت مولانا سید محمد نعمت اللہ صاحب مانکپوری (محدث)  
تلمیذ رشید حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد صاحب گنگوئی دامت برکاتہم  
تحریر فرماتے ہیں

..... اما بعد حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کا رسالہ "سیف  
یرمکانی بر مکائہ فرقہ رضا خانی" قطع بدعات میں لائق ہے۔ خصوصاً مجدد بدعات حاضرہ (خان  
صاحب۔ بریلوی) نے جو الزامات باطلہ اکابر علماء کرام اہلسنت پر محض کور بطنی سے عائد کیے  
ہیں ان کا جواب ثانی کافی ہے برحق پسند اور منصف ذی فہم کے لیے نافع اور تمام شبہات کا  
دافع ہے۔

(۷) علامہ فہامہ فاضل تکلام مناظر اسلام جناب مولانا محمد اسعد اللہ صاحب  
ناظم تعلیمات مدرسہ عالیہ مظاہر العلوم سہارنپور تحریر فرماتے ہیں:  
بسم اللہ الرحمن الرحیم حامدہ امصلیٰ

علامہ محترم مولانا مولوی محمد منظور صاحب نعمانی سنبھلی عم فیضیم کی تالیف مفید "ارشاد  
الاخیار الی سید الارباب ملقب بہ "سیف یرمکانی بر مکائہ فرقہ رضا خانی" کو میں نے حرفا حرفا  
بالاستیعاب دیکھا اور اس کے فوائد فوائد سے دامن ذہن کو پر کیا۔ غالباً میں نے اس سے قبل رضا  
خانی مناظرہ کے سلسلہ میں کسی کتاب کو بائے بسم اللہ سے تائید تک نہیں دیکھا ہے۔ یہ  
کتاب مستطاب اس موضوع پر آپ ہی اپنی نظیر ہے خیر الکلام ماقبل وذل کا نمونہ اور پھر تقریباً  
تمام اختلافی مسائل کے لیے قول فیصل ہے۔ حضرات علماء دیوبند کے عقائد کی بے مثال توضیح  
ہے اور ان پر جو تعصب یا نا فہمی سے التراضات کیے جاتے ہیں ان کی بہترین تنقید۔ خصوصاً  
رضا خانی فرقہ کے جوابات انہی کے اقوال سے ان کی تکفیر۔ اور ان سے ایک سو پانچ سوال  
نو جوان علامہ کے علم و فضل کے لیے شاہد عدل ہیں۔ قول فیہ ماقبل فی العارف الروی

من چہ گویم وصف آل عالی جناب  
نیست جو غیر دے دارو کتاب

اثاثے استفادہ میں جو باتیں خصوصیت سے اس کتاب کی مجھ کو پسند آئی ہیں حسب  
ذیل ہیں۔

(۱) اترامی جوابات کے ساتھ ہر بات کا تحقیقی جواب عالمانہ اسلوب اور نہایت متانت  
و سنجیدگی سے دیا ہے۔

(۲) رضا خانی لٹریچر سے کسی مہذب سے مہذب آدمی کا متاثر ہو کر بے قابو نہ ہونا میرے  
خیال میں لازم کا لازم سے منک ہوتا ہے۔ مگر لکھنے والے صاحب الفاضل کہ باوجود نوجوانی و جوش  
طبیعت و مقصیات کثیرہ نہ دائرہ متانت سے باہر ہوئے نہ طرز بیان میں بے قابو۔

(۳) عبارت مجموعی حیثیت سے صاف اور شستہ ہے اور علمی مضامین کے مناسب۔  
(۴) علمی مضامین کو سہل سے سہل طرز میں پیش کرنے کی کامیاب سعی فرمائی ہے۔ میں

اخیر میں اس حقیقت کا اظہار بھی کر دینا چاہتا ہوں کہ علامہ محترم کو میں ایک سال قبل صرف مولوی  
منظور صاحب کی حیثیت سے جانتا تھا اب سے چھ ماہ قبل میں اپنی ذہنیت بدلنے پر مجبور ہوا اور  
مولانا مولوی محمد منظور صاحب کہنے لگا لیکن اس تصنیف لطیف کے غیر فانی نقوش نے میرے  
قلب کو علامہ محترم حضرت مولانا مولوی۔ عم فیضہ کہنے پر مجبور کر دیا ہے۔

محمد اسعد اللہ

وحید العصر فرید اللہ ہر حضرت مولانا ابوالہماثر حبیب الرحمن الاعظمی (مولوی فاضل)  
مصنف الحاوی لرجال الطحاوی و دیگر "مذکرہ" موضوع اعظم لکھتے تحریر فرماتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد لله و کفی وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ  
اما بعد ناچیز نے "ارشاد الاخیار الی سید الارباب" کا اکثر حصہ بامعان نظر پڑھا۔ ماشاء  
اللہ خوب کتاب ہے

کتاب لونا قلم صریح  
لغاد کریمناہ بلا ارباب

اس دور متاخرین میں بمقابلہ اہل بدعت مناظرانہ رنگ میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان  
میں یہ کتاب لحاظ وضاحت بیان۔ متانت کلام و ثبوت دلائل و احاطہ اطراف و جواب بحث



بہترین چیز ہے مصنف نے اکثر مسائل اختلافیہ میں ایسی سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور مخالفین کے معومات کی توہین و تزییف و مسلک اہل حق کی تحقید و توثیق میں وہ داد تحقیق دی ہے کہ اگر اردوں وال طبقہ اور طلبائے مدارس عربیہ اس کتاب کو زیر مطالعہ رکھیں تو مبتدعین کے بڑے سے بڑے مناظر کا ناظر بند کر سکتے ہیں۔

کتاب کے مطالعہ کے بعد مصنف کتاب عزیز محترم مولانا محمد منظور صاحب نعمانی سر اللہ تعالیٰ کی وسعت مطالعہ، دقت نظر، قوت بیان و جوت ادا کی داد دینا بھی بے انصافی ہے۔  
فجزاه اللہ عنا وعن سائر المسلمين جزاءً بکافی عناء وبارک جل مجدہ  
فی علمہ و عمرہ واجزل لہ عطاء

حامی سنت جناب مولانا عبدالشکور صاحب مرزا پوری الہی ایک طویل تحریر کے ضمن میں سیف یمانانی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ماشاء اللہ تحریر مہذب۔ دلچسپ۔ عالمانہ اور عام فہم ہے جواب میں تحقیق اور التزام ہر دو کا حتی الوسع التزام ہے۔ بعض مقامات پر تو ایسا نہیں لکھا ہے کہ دیکھ کر بے ساختہ دل سے دعا نکلتی ہے..... اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## تمہید

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ مَبْنًى سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا  
مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَىٰ وَعَلَىٰ آلِهِ الْمُجْتَمَىٰ مَا أَشْرَفَتْ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ  
وَنَصَادِمُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔

## برادران ملت و درو مندان امت

پرستاران حق کی تھلیل و تذلیل اور ان کے بدنام کرنے کی ناکام سعی بیش سے اہل باطل کا شیوہ رہا ہے عوام الناس کو حق اور اہل حق سے متفر کرنے کے لیے جو سرگرمیاں ہر زمانہ کے باطل پرستوں نے کی ہیں تاریخ عالم ان سے خاموش نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ حق و باطل کے زبردست مظاہرے آدم ہانی سیدنا حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے شروع ہوئے ہیں خدا کی آخری کتاب قرآن مجید شاہد ہے کہ ان کو ان کی قوم نے کذاب اور مغتری بتایا ان کا مذاق بنایا علیٰ ہذا حضرت ہود علیہ السلام کو صاف لفظوں میں دیوانہ بتایا گیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی گئی۔ حضرت لوط علیہ السلام کے ذلیل اور رسوا کرنے کی تدبیریں کی گئیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو ذلیل کہا گیا۔ سٹار کرنے کی دھمکیاں دی گئیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو مجرم اور ظالم ٹھہرا کر نذر آتش کیا گیا۔ اللہ کے لادنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور فرعونوں نے شیعہ و باز کہا اور کبھی دیوانہ بتلایا اسرائیلی سلسلہ کے خاتم حضرت یحییٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے مجنون ٹھہرا کر واجب القتل کہا، ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم صدیقہ پر وہ جھتیس لگائیں کہ انسانیت و شرافت سے الگ ہیں ان کی صدا آئیں آئیں۔ تا آنکہ آکائے نامہ اردو دعائیت کے آخری تاجدار حبیب کردگار احمد مختار (رحمۃ اللہ علیہ) کو آپ



کے زمانہ کے باطل پرستوں نے دیوانہ بتلایا جاو کر ٹھہرایا اور بھی ایسے ایسے ناپاک لفظوں سے یاد کیا جن کے تصور سے بھی دل تھرا تا اور کیجہ منہ کو آتا ہے۔ یہ سب کچھ کیوں تھا صرف حمایت حق کے جرم میں:

یہ تو وہ سلوک تھا جو ہر زمانہ کے اہل باطل نے اپنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا۔ پھر چونکہ علماء امت بنگلم نبوی حضرات انبیاء علیہم السلام کے سچے وارث ہیں لہذا ضرور تھا کہ ان کو بھی ان باقیات صالحات میں سے کچھ حصہ ملتا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور زمانہ مابعد میں بھی ہر قرن کے باطل پرستوں نے اپنے ہم عصر علماء حقانی کے ساتھ یہی سلوک کیا۔ حضرات خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو درافض نے مبغض اہل بیت بتلایا کافر ٹھہرایا۔ نواصب و خوارج نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضی کی تکفیر کی۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خون ناحق کا ناپاک اثر ام ان کے سر رکھ کر قاتل گردن زدنی ٹھہرایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان کے بعض ہمعصروں نے طعن کیا کہ یہ بے سمجھے ہوئے قرآن عظیم کی غلط تفسیر کرتے ہیں

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیادہ نماز پڑھنے پر لوگوں نے کہا کہ یہ نکار اور منافق ہیں۔

امام زین العابدین کے متعلق دشمنوں نے کہا کہ یہ بت پرستوں کی سی باتیں کرتے ہیں حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بعض لوگوں نے قدربہ یعنی منکر اللہ پر بتلایا۔

رئیس الامت کا شرف اللہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو صاف الفاظ میں ٹکرا دیا گیا۔

امام دارالرحمت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی مصیبتیں بھی ہماری عبرت انگیزی کے لیے کافی ہیں مدت دراز تک جمعہ و جمعیت کے لیے بھی باہر نہ نکل سکے اور ایسی ذلت کے ساتھ قید کیے گئے کہ کسی بدترین جرم کے مرتکب کے ساتھ بھی ایسا برتاؤ نہیں کیا جاتا۔ اس بے درونی کے ساتھ ان کی مشکلیں باندھی گئیں کہ ہاتھ بازو سے اکھڑ گیا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بعض نفس پرستوں نے اخصر من ابلیس کا خطاب دیا بعض اہل عراق و مصر نے ان پر ایسی جہتیں لگائیں کہ یمن سے دارالاسلام تک ایسی بے حرمتی اور بے عزتی سے قید کر کے بھیجے گئے کہ ہزاروں آدمی ملامت کرتے تھے گالیاں دیتے تھے اور وہ ان

کے حلقہ میں سر جھکائے ہوئے تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اسی حق پرستی کے جرم میں اٹھائیس مہینے متواتر قید میں رکھے گئے۔ بھارتی بھاری زنجیریں ان کے پاؤں میں ڈالی گئیں یہ ذلت ان کو دی گئی کہ مجلسوں میں بلائے جاتے اور مٹی روئیں اللہ شہاد لوگ ان کے منہ پر تھوپتے روزمرہ شام کو جھٹکانے سے نکالے جاتے اور کوڑوں کی مار ان پر پڑتی:

آؤ! حضرت امام بخاری اسی جرم میں جلاوطن کیے گئے۔

امام نسائی بدعتوں کے ظالم ہاتھوں سے خانہ خدا میں شہید ہوئے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کو بعض اہل عناد نے کفر کے فتوؤں سے اس قدر تنگ کیا کہ وہ مسائل توحید کو علانیہ نہ بیان کر سکے:

محمد بن فضیل ثنی با ایں جلالت قدر اس طور پر نکالے گئے کہ ایک ذلیل سی اُنکے گلے میں پڑی ہوئی تھی اور گلی کو پے ان کی تشبیہ کی جاتی تھی۔

حضرت ثعلبی پر کفر کا فتویٰ دیا گیا اور اُنکے پاس اٹھنا بیٹھنا بھی ایک گناہ قرار دیا گیا۔

حضرت امام ابو بکر تلمیسی جیسے جلیل القدر فاضل کی کمال بعض کافر گروں کے حکم سے کھینچی گئی۔ شیخ امام الدین سبکی کو باجہ بتلایا گیا۔

خاتم الوالیہ حضرت شیخ محمد بن اکبر ابن عربی کے متعلق لکھا گیا "کفرہ اللہ من کفر الیہود والنصارى" یعنی اُنکا کفر نصرانیوں اور یہودیوں کے کفر سے بڑھ کر ہے۔

اہلسنت کے مسلم امام حضرت ابو الحسن اشعری کو بھی بعض کافر گروں نے صاف الفاظ میں کافر اور ملحد کہا۔

جنت الاسلام امام غزالی بھی اپنے زمانہ میں کافر ٹھہرائے گئے بہت سے نفس پرستوں نے فتویٰ دیا کہ ان کی کتابوں کو جلاؤ! ان فرض اور ان پر لعنت کرنا ثواب عظیم ہے اللہ واما الیہ راجعون حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر کفر کے فتوے دیے گئے:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بدعتوں نے اس قدر تنگ کیا کہ وہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔

یہ صرف بطور "مثبتہ نمونہ از خروارے" چند بزرگان ملت کے اسما لکھ دیے گئے ہیں اور نہ



تاریخ بتا رہی ہے کہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کسی نے دین حنیف کی کوئی نمایاں خدمت کی ہو اور ایمان و زمانہ نے اُسے کفر کے لائبے لائبے فتووں سے نہ نوازا ہو۔

گھائل تیری نظر کا بیج وگر ہر ایک  
زخمی کچھ ایک بندہ درگاہ ہی نہیں  
الغرض لہجوں کو نہ کہا زمانہ حال کے  
باطل پرستوں کی کوئی عی دہیت نہیں بلکہ  
ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو نہ کہتے ہیں

اسی سلسلہ میں خیش کی ایک کڑی رسالہ ”عقائد“ دہلیہ دیوبندیہ“ اس وقت ہمارے زیر نظر ہے اس چو درقہ رسالہ میں جس چیز کے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان کے جملہ اکابر اہلسنت وجماعت (ظاہری اسباب میں آج جن کے فضیل سے ہندوستان کے طول و عرض میں شعائر اسلامیہ کا وجود نظر آ رہا ہے اور جن پر گزیدہ ہستیوں کو اللہ عظیم و خیر نے اس دور فتن میں حمایت سنت اور امامت بدعت کے لیے جن لیا ہے) سب کے سب کافر مرتد زندیق ملحد ہیں۔ فان اللہ وانا الیہ راجعون۔

اس رسالہ کے مصنف و مولف بدعت کے کوئی نوزائیدہ فرزند عزیز احمد صاحب کانپوری ہیں نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کس حیثیت کے شخص ہیں۔

یہ رسالہ آخر ۱۳۳۷ھ میں شائع ہوا تھا اور چونکہ بزم مصنف رسالہ ہذا انکا یہ رسالہ میری ایک ”تحریر مقبہ“ ”کشف الحجاب“ کا جواب تھا اور اس کی تصنیف کی محرک بھی میری اس تحریر کی اشاعت ہی ہوئی تھی اس لیے کانپور کے بعض احباب نے اس رسالہ کی ایک کاپی میرے پاس بھی بھیج دی لیکن چونکہ اس میں جو نبیست اچھائی گئی تھی وہ میرے نزدیک کوئی نئی چیز نہ تھی بلکہ بیشتر وہی فرسودہ خیالات تھے جن کی اشاعت بارہا صدر دارالکفر یا کفر کے ہائی کورٹ بریلی سے کی جا چکی ہے اور ان کے دندان شکن دو ہاندہ وز جوابات اہل سنت کی طرف سے وقتاً فوقتاً دیے جا چکے ہیں جن کے جواب الجواب سے دنیا نے رضا غایت آج تک سکت ہے اور

● اہل بدعت کی طرف سے شائع ہوا۔

انشاء اللہ العزیز تا قیامت سکت رہے گی اس لیے میں نے اس رسالہ کے جواب کی چند اس ضرورت نہ سمجھی اور اس وقت کوئی جواب نہ لکھا یہاں تک کہ جب خاکسار شعبان کی تعطیل میں اپنے وطن (سنبھل) پہنچا تو وہاں ایک صاحب نے کانپور کا شائع شدہ ایک اشتہار دکھایا اس کے مشتمل بھی عزیز احمد صاحب ہی ہیں تاریخ اشاعت ۱۰ صفر ۱۳۸۸ھ پڑی ہوئی ہے لیکن نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کس وقت شائع ہوا بہر کیف میں نے وہ اشتہار ۱۲ شعبان کو دیکھا اس اشتہار میں بہت کچھ لٹریاں بگھاری گئی ہیں اور بہت فخر کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ ہمارے رسالہ کا اس وقت تک کوئی جواب کسی نے نہیں دیا ہمارے ۲۲ سوال آج تک لا جواب ہیں۔“

الغرض ہماری اس عدم توجہی کو مجز پر محمول کیا گیا اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اتمام حجت کرتے ہوئے اس رسالہ کا جواب لکھ دیا جائے تاکہ مصنف صاحب کا وہ مقالہ بھی رفع ہو جائے اور دوسرے ناظرین بھی دلائل کی روشنی میں حق و باطل کا فیصلہ کر سکیں۔

اس رسالہ ۱۰ میں اولا حضرت علامہ دیوبند اور ان کے اکابر کی طرف میں (۳۰) عقیدوں کی نسبت کی گئی ہے اور آخر میں بائیس (۲۲) سوال کیے گئے ہیں اور صرف انہی کے جوابات کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے لیکن ہم اختصار کے ساتھ رسالہ کے کل مضامین پر روشنی ڈالنا زیادہ مناسب سمجھتے ہیں لہذا ہم پہلے میں (۳۰) عقیدوں کی حقیقت بتائیں گے اور اس کے بعد ان کے سوالات کی طرف متوجہ ہو گئے۔

اب ہم بحول اللہ تعالیٰ جواب شروع کرتے ہیں نظر انصاف ملاحظہ فرمایا جائے۔

ضروری تنبیہ:

قال کے تحت میں ”رسالہ عقائد دہلیہ دیوبندیہ“ کی عبارت ہوگی اور  
اقول سے اس کا جواب۔

قال (۱) نبی صلا کا علم ملائکہ اور شیطان سے کم ہے۔

(۲) شیطان کا علم نفس قطعی سے ثابت ہے حضور صلا کا علم کی وسعت کے واسطے کوئی نفس قطعی ہے۔

(۳) شیطان کے علم سے حضور کی ذات کو زیادہ علم دار سمجھنا شرک ہے اٹل

● یعنی اہل بدعت کے رسالہ میں



اقول: مستعینا بالله ومنه التوفیق والاعانة۔

الحمد لله کہ ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر علوم کمالیہ عطا فرمائے اتنے ملائکہ مقربین اور انبیائے مرسلین کی پاک جماعت میں بھی کسی کو نہیں دیے چہ جائیکہ شیطان علیہ اللعین کو۔ ہمارے نزدیک نصوص کثیرہ وافرہ سے یہ امر ثابت ہے، ہاں اگر کوئی احمق آنحضرت ﷺ کے لیے علم ذاتی ثابت کرے وہ باتفاق امت کافر و مشرک ہے براہین قاطعہ مصنفہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ وصدقہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کے ص ۴ پر ہے۔

”کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب کمالات میں کسی کو آپ کا مماثل نہیں جانتا۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دامت فیوضہم وبراہیم بطالبان کے آخری صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں ”بفضلہ تعالیٰ ہمیشہ سے میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ آپ ﷺ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکالات العلیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے

ع۔۔۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یہ تو تھا اپنے اس عقیدہ کا اظہار جس پر ہم اپنی حیات و ممات چاہتے ہیں اس کے بعد ہم اپنے ناظرین کی طمانیت کے لیے انتہائی اختصار کے ساتھ براہین ص ۵۵ کی اس عبارت کی بھی توضیح کر دینا مناسب سمجھتے ہیں جس میں ناجائز قطع و برید کر کے مذکورہ بالا تین (۳) عقیدے تراشے گئے ہیں۔

ناظرین! براہین ص ۵۱ سے جو عبارت اس رسالہ میں نقل کی گئی ہے اس میں نہایت شرمناک خیانت سے کام لیا گیا ہے اگر براہین کی پوری عبارت بغیر کسی قطع و برید کے نقل کر دی جاتی تو آج جواب لکھنے کی بھی حاجت نہ ہوتی ناظرین اس سے خود فیصلہ کر لیتے کہ براہین کے مصنف یہاں کس وسعت علمی میں کلام فرما رہے ہیں اور کونسی وسعت کے ماننے کو شرک قرار دے رہے ہیں لیکن یہ توقع اس سے کی جاسکتی تھی جس کے دل میں خدا کا خوف اور ایمان کا کوئی ذرہ ہوتا یہاں تو کورا غلال ہے بدعات کی محبت اور سنت رسول اللہ ﷺ کی عداوت نے بالکل ہی صفایا کر دیا۔ کذلک العذاب والعذاب الاخرة اکبر لو کانوا یعلمون۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مرحوم یہاں جس وسعت علمی کا انکار فرما رہے ہیں اور جس کے ماننے کو شرک قرار دے رہے ہیں وہ وہ ہے جو بغیر عطائے خداوندی ذاتی طور پر جناب رسول اللہ ﷺ کے لیے ثابت کی جائے۔

(اس امر کا ثبوت کہ براہین کی عبارت زیر بحث میں وسعت علم ذاتی ہی مراد ہے) براہین قاطعہ میں جس جگہ یہ بحث ہے اس کی پہلی سطر یہ ہے۔

”تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخر عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوق کو جس قدر علم حق تعالیٰ نے عنایت کر دیا اور بتا دیا اس سے ایک ذرہ زیادہ کا بھی علم ثابت کرنا شرک ہے سب کتب شریعہ سے یہی مستفاد ہے۔“

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحب براہین کے نزدیک صرف اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے جو عطا و عطائے خداوندی کے کسی مخلوق کے لیے ثابت کیا جائے۔ پھر اسی بحث میں کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں:

”عقیدہ اہلسنت کا یہ ہے کہ کوئی صفت حق تعالیٰ کی بندہ میں نہیں ہوتی اور جو کچھ اپنی صفات کا ظل کسی کو عطا فرماتے ہیں اس سے زیادہ ہرگز کسی میں ہونا ممکن نہیں۔ پھر جس کو جس قدر علم عطا فرمایا ہے۔ اس سے زیادہ وہ ہرگز ذرہ بھر بھی نہیں بڑھ سکتا۔ شیطان اور ملک الموت کو جس قدر وسعت دی (جس کو انوار ساطعہ کے بدعتی مصنف مولوی عبدالمسیح صاحب میرٹھی نے بہت سی روایات سے ثابت کیا ہے مائل) اس سے زیادہ کی ان کو کچھ قدرت نہیں۔“

پھر فرماتے ہیں ”علم مکلفہ جس قدر حضرت خضر کو ملا اس سے زیادہ پروردگار نے تجھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باوجود انضیلت کے نہ ملا تو وہ حضرت خضر مفضل کے برابر بھی اس علم مکلفہ کو پیدا نہ کر سکے۔“

یعنی یہ خیال غلط ہے کہ کوئی افضل اپنی انضیلت کی وجہ سے بغیر عطائے خداوندی کوئی صفت کمال مفضل سے زیادہ اپنے اندر پیدا کر سکے بلکہ جس کو جو کچھ علم وغیرہ ملے گا وہ اللہ تعالیٰ ہی سے ملے گا اس مضمون کو مدلل کرنے کے بعد مصنف براہین تحریر فرماتے ہیں:

”الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر (یعنی یہ دیکھ کر کہ ان کو بعض مواقع زمین کا علم بھائے خداوندی حاصل ہے جیسا کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے جو



اُس کے ثبوت میں مولوی عبدالمسیح صاحب نے پیش کی ہیں (علم محیط زمین کا) (یعنی علم ذاتی) فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا (یعنی اس انکل سے کہ جب آنحضرت ﷺ شیطان و ملک الموت سے افضل ہیں تو آپ بعد اپنی اس انفیلیت کے اپنے اندر خود ہی ساری زمین کا علم پیدا کر لیں گے) شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (یعنی اللہ کے علم سے بہت سے مواقع زمین کا علم ہونا) نص سے ثابت ہوئی (یعنی ان نصوص سے جو مولوی عبدالمسیح نے ان دونوں کے علم کی وسعت ثابت کرنے کے لیے پیش کیے ہیں) فخر عالم کی وسعت علم کی (یعنی علم ذاتی کی کیونکہ قیاس فاسد اور محض انکل سے تو وہی ثابت کیا جا رہا ہے اور حضرت مولانا اسی کی بحث فرما رہے ہیں جیسا کہ اوپر کے مضمون سے معلوم ہو چکا اور آئندہ خود حضرت مرحوم کی تصریح سے معلوم ہو جائے گا، کوئی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

اس آخری جملہ سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ حضرت مولانا فاضل احمد صاحب مرحوم اسی وسعت کی نفی فرما رہے ہیں جس کا ثابت کرنا شرک ہے اور یہ سب سے پہلی سطر نے بتا دیا تھا کہ شرک صرف اسی علم کا ثابت کرنا ہے جو عطاے خداوندی کے علاوہ ذاتی طور پر ثابت کیا جائے۔ الغرض زیر بحث عبارت سے پہلی عبارت اور اس کے متصل ہی اُس سے بعد کی عبارت صاف طور سے بتا رہی ہے کہ صاحب براہین اس موقع پر صرف وسعت علم ذاتی میں کام فرما رہے ہیں نہ علم عطائی کی وسعت میں۔

اگرچہ ہمارے نزدیک اس نزاع کا فیصلہ کرنے کے لیے سیاق و سباق کے یہ قریبے بھی کسی طرح ناکافی نہیں ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ان سے روگردانی کرنا ہمارے مخالفین کے نزدیک بھی ہٹ دھرمی اور خن پروری ہی ہوگی کیونکہ رضا خانیوں کے استاذ العلماء مولوی نعیم الدین صاحب۔ مراد آبادی اپنی مشہور تصنیف النکرة العلیا ص ۵۶ پر تصریح فرما چکے ہیں کہ۔

”مراد وہی قابل قبول ہے جس پر قائل کے قول میں قرینہ ہو۔“ لہذا کوئی وجہ نہیں کہ سیاق و سباق کے ان قرینوں کو نعیم مراد میں حکم نہ بنایا جائے اور وسعت علم سے علم ذاتی کی وسعت مراد نہ لی جائے۔ لیکن یہاں تو غضب یہ ہے کہ چند ہی سطر کے بعد حضرت مولانا نے صراحت یہ لکھ بھی دیا کہ یہ بحث صرف علم ذاتی میں ہے نہ عطائی میں پھر بھی دشمنان صداقت کہتے ہیں کہ

مولوی فاضل احمد صاحب نے جناب رسول اللہ ﷺ کے علم کو شیطان ملعون کے علم سے گناہ یاد انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چند ہی جملوں کے بعد حضرت مرحوم کی عبادت یہ ہے۔  
”اور یہ بحث اُس میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو ثابت کر کے کوئی یہ عقیدہ کرے۔“  
الغرض اس عبارت میں صاحب براہین وسعت علم ذاتی کی نفی فرما رہے ہیں اور اس کے ماننے کو شرک قرار دے رہے ہیں اور اس کے متعلق فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب کا بھی یہی فیصلہ ہے چنانچہ خالص الاعتقاد ص ۲۲ پر تحریر فرماتے ہیں۔

”علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے اُس کے غیر کے لیے محال ہے جو اُس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر غیر خدا کے لیے مانے وہ یقیناً کافر و شرک ہے۔“

اور اگر بغرض براہین میں یہ تصریح بھی نہ ہوتی اور سابق و سیاق کے وہ قرائن بھی نہ ہوتے جو علم ذاتی کے مراد لینے پر مجبور کر رہے ہیں تب بھی وسعت علم سے علم عطائی کی وسعت مراد لینا کسی رضا خانی کو ہرگز جائز نہ تھا کیونکہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اصول موضوعہ کی رو سے ایسے مواقع میں علم ذاتی یا علم محیط کل کا مراد لینا متعین ہے۔ چنانچہ خان صاحب موصوف خالص الاعتقاد ص ۳۸ پر قلم فرما رہے ہیں۔

”آیات و احادیث و اقوال علماء جن میں دوسرے کے لیے اثبات علم فیب سے انکار ہے ان میں قطعاً کسی دو (۲) قسمیں (یعنی ذاتی یا محیط کل) مراد ہیں۔“

لیکن ان تمام باتوں کے لیے خدا کا خوف دین کا درد اور چشم انصاف چاہیے اور وہ سب نصیب دشمنان

ع۔ ہنر بہ چشم عداوت بزرگ تر عیب است

اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ براہین قاطعہ کی اس عبارت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ”نبی جلا کا علم مانگہ و شیطان کے علم سے کم ہے“ کسی ذی عقل کا کام نہیں کیونکہ براہین کی اُس عبارت میں مطلق وسعت علم میں کلام نہیں بلکہ ایک خاص علم کی وسعت (یعنی علم زمین کی وسعت) کے متعلق بحث کی جا رہی ہے اس لیے کہ یہی وہ وسعت ہے جس کو صاحب انوار ساطعہ محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا چاہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس خاص وسعت کی نفی سے



(جو کمالات نبوت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی) مطلق وسعت کی نفی لازم نہیں آتی۔ اگر آج کوئی شخص کہے کہ فلاں جرمنی انجینئر کا علم تعمیرات کے بارے میں حضرت امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ وسیع ہے تو کوئی احمق سے احمق یہ نہیں کہے گا کہ اس شخص نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے علم کو اس انجینئر کے علم سے گھٹا دیا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کہے کہ گرامی اور فنی و فنیور میں جتنا کرنے میں شیطان کا علم فلاں غوث و قطب سے زیادہ ہے تو اس سے ہرگز یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس کہنے والے نے اُن غوث و قطب کے علم کو مطلقاً شیطان کے علم سے کم بتا دیا۔ بلکہ عقل سلیم اور نقل صحیح کا متقاضی ہی یہ ہے کہ علوم شیطنت میں شیطان ہی کا حصہ زیادہ ہو۔

اسے دوتی کے پردہ میں آنحضرت ﷺ کی دشمنی کرنے والو ذرا ہوش میں آؤ اور سنو ہمارے سرکار، دو عالم کے بادشاہ، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا قلب منور ایک شیشہ کے مانند ہے اور شیشہ کے اندر پری ہی اچھی معلوم ہوتی ہے اس پر کثرت سے کھیلوں کا بیٹھنا ہرگز اس کی زینت کا باعث نہیں اسی طرح سمجھ لو کہ دنیا اور اس کے علوم ہرگز آنحضرت ﷺ کے لیے باعث کمال نہیں بلکہ دنیا اور امور دنیا سے غلبہ و رہنمائی اہل اللہ کا کمال ہے اَلَا بِقُدْرِ الضَّرُورَةِ الدَّيْسِ۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ اگر وہ حضرات قدسی صفات دنیاوی باتوں کی طرف توجہ فرمائیں تو ان میں بھی دوسروں سے زیادہ کمال حاصل کر سکتے ہیں لیکن اُن کا کمال اسی میں ہے کہ وہ دنیا کی طرف زائد از حاجت متوجہ ہی نہ ہوں اسی حقیقت کی تعلیم آنحضرت ﷺ نے ان کھلے الفاظ میں دی تھی۔

انتم اعلم بامور دنیا کم اپنی دنیا کی باتیں تم (مجھ سے) زیادہ جانتے ہو۔ (مسلم شریف) ج ۲، ص ۲۶۳۔ اللہ اللہ حضور سرور عالم ﷺ تو دنیا سے اس قدر بیزار ہوں کہ اُس کو اپنی طرف منسوب بھی نہ فرمائیں اور مدعیان محبت قلب مبارک کو علوم دنیا کا گنجینہ بتائیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ شفا شریف میں انہی دنیاوی امور کے متعلق ارقام فرماتے ہیں

فاما ما تعلق منها بامر الدنيا فلا يشترط في حق الانبياء العصمة من عدم معرفة الانبياء ببعضها او اعتقادها على خلاف ما هي عليه ولا وصم عليهم فيه اذا همتهم متعلقة بالآخرة وابتائها وامر الشريعة وقوانينها

وامور الدنيا تضادها بخلاف غيرهم من اهل الدنيا الذين يعلمون ظاهراً

من الحيوة الدنيا وهم عن الآخرة هم الغافلون۔ (انتہی ص ۲۵۴)

ترجمہ: "بہر حال وہ علوم جن کا تعلق دنیاوی باتوں سے ہو سو ان میں سے بعض کے نہ جاننے سے اور اُن کے متعلق خلاف واقعہ اعتقاد قائم کر لینے سے انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا ضروری نہیں (یعنی یہ ممکن ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بعض دنیاوی باتوں کا علم نہ ہو) اور اس نہ جاننے کی وجہ سے ان پر کوئی دھبہ بھی نہیں کیونکہ اُن کی توجہ آخرت اور اُس کی خبروں اور شریعت اور اُس کے قوانین کے ساتھ متعلق ہے اور دنیاوی باتیں اُن کے برعکس ہیں بخلاف اور اہل دنیا کے جو اسی دنیاوی زندگی کو جانتے ہیں اور آخرت سے بالکل غافل ہیں۔"

نیز ای شفا شریف ص ۳۰۱ پر ہے۔

اما احواله في امور الدنيا..... فقد يعتقد في امور الدنيا الشيء على وجه وبظہر خلافه او يكون منه على شك او ظن بخلاف امور الشرع

"کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ دنیاوی امور میں ایک خیال قائم فرماتے ہیں اور اس کے خلاف ظاہر ہوتا ہے اور انہی امور دنیاوی میں کبھی آنحضرت ﷺ کو شک یا گمان بھی ہوتا ہے بخلاف امور شریعت کے (کہ وہاں شک و غیرو کی اصلاً گنجائش نہیں وہاں صرف یقین ہی ہوتا ہے)

پھر اس مضمون کو متعدد احادیث شریفہ سے ثابت فرما کر ص ۳۰۲ پر لکھتے ہیں:

لشغل هذا واشباه من امور الدنيا التي لا مدخل فيها لعلم ديانة ولا اعتقادها ولا تعليلها بجورز عليه ما ذكرنا اذ ليس في هذا كلام نقصة ولا محطه وانما هي امور اعتيادية يعرفها من تجربها وجعلها همه وشغل نفسه بها والنبي مشغون القلب بمعرفة الربوبية ملائ الجنان

بعلوم الشرعية۔ (انتہی بقدر الحاجة شفا قاضی عباس ص ۳۰۳)

ترجمہ: "ایسی دنیاوی امور میں سے ایسی باتیں کہ جن کو تدوین کے علم میں کوئی دخل ہے نہ اس کی تعلیم میں نہ اُس کے اعتقاد میں (سوائے باتوں کے بارے میں) جائز ہے جناب رسول



اللہ تعالیٰ پر دو جوہر نے ذکر کیا (یعنی اُن باتوں کا نہ جاننا) اس لیے کہ ایک باتوں کے نہ جاننے کی وجہ سے نہ تو کچھ نقصان پیدا ہوتا ہے نہ اور ہر مرتبہ میں کوئی کمی تھی ہے یہ صورتِ حادثہ پر موقوف ہیں ان کو وہ شغلِ خوب جائے گا جس نے ان کا تجربہ کیا ہو اور انہی کو اپنا مقصد بنایا ہو، جس نے اپنے نفس کو ان باتوں میں مشغول کر دیا ہو اور مختلفتِ مباحہ کا قلبِ مبارک تو معرفتِ الہیہ سے اور سیرۂ فیضِ محمدیہ علومِ شریعت سے لبریز ہے۔"

۱۔ لیکن وہ اپنی حالت پر رحم کر، اور مددِ قاضی و فیاضِ سید کی سب سے تحریکات سے غیاءِ  
 عظیم الصلوٰۃ، سرد ورنیت کی قدر و منزلت کو سمجھو۔ شفا شریف کی ان عبارت نے صاف  
 بتا دیا کہ حضرت انبیاء عظیم السلام کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ان کا علم شریف دنیا بھر کی باتوں  
 کو سمجھا ہو۔

اس کی قسم کے ایک خاص احاطہ کی بنیاد پر میں تاملوں کی عبارت میں کی گئی ہے جیسا کہ  
اس کے پہلے فقرے سے ظاہر ہے اور آخر یہ ہے کہ اصل غور کرنا چاہیے کہ شیتیں اصل  
موت کا اصل دیکھ کر ہم یہ دیکھیں کہ غور کا غور کیا ہے اس فقرے کا کیا کہ مصنف براہ میں کی قسم  
کے احاطہ کی فراہم ہے میں اور اسی کو غیب عبارت بالکل سارے میں جس قسم کے احاطہ کی  
مذہب قاضی میاں نے بھی کی ہے۔

اب فرمایا کہ قاضی میاں کے متعلق یہ حکم ہے کہ اور صد بابوں سے جن علماء امت  
و فضلا امت نے اس کو مسلم اور مستند و عمامات نے اس کے متعلق یا رشاد ہے یا خصوصاً فیض  
بریلوی جن کی تصانیف کی شفا شریف کے دو۔ بات سے میر ہیں اس کے متعلق یہ فتویٰ ہے  
اور وہ فرقہ کے ساجد میں ہیں۔ یہ سوانح و روایات و توجہ و چونکہ ایمان تاملوں اس  
جہالت کی قوت پر اسے شرف اس کے ساتھ اب سے پہلے متقدموں میں کی جا چکی ہے اور  
اس کے مہیو پر کافی روشنی پڑ چکی ہے ہندو مسرت کی قدر پر سترت میں و تہ لہدی

الحی سبیل الرشاد۔

**قال (۴)** حضور ہوتا ہے دیوبند کی شہرہ کی ان دیوبندیہ سے نقص  
وہ حاصل پیر کر کے اردو زبان سمجھی۔ (پڑھیں قاعدہ ص ۲۶ پر ہے) "اس فقیر کے گمان میں یہ بات  
ہے کہ ہر دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صد سال میں اس سے زیادہ

کرمے اور خلق کثیر و عظمت منکرات سے نکالا۔ یہی سب ہے کہ یک صالح فخر عالم دین کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپؐ کو رد میں کلام کرتے، کچھ کر پوچھا کہ آپؐ کو یہ کلام کہاں سے آگیا۔ آپؐ تو عربی میں فرمایا کہ جب سے ۱۰۰ مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے مرتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔

اقول ہمارے ہاظرین چشم انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ براہین کی اس عبارت میں اپنے عقیدہ کا بیان ہے یا صرف ایک خوب کا ذکر جس کو خواب ہی ہونے کی حیثیت سے براہین میں درج بھی کیا گیا ہے اور یہ حقیقت قابلِ تکرار ہے کہ خواب کی یک صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت جس کو تعبیر بھی کہتے ہیں پھر ان دونوں میں کبھی مناسبت خالص ہوتی ہے اور کبھی خفی جس کو صرف وہی حضرات سمجھ سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فنِ تعبیرِ رایہ میں بصیرت تامہ عنایت فرمائی ہو۔ جیسا کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام ابیضہ زیدہ و خاتون کے ان خوابوں سے ظاہر ہے جو رسالہ ہذا کے ص ۵۰ پر مذکور ہیں۔

کوئی حد ہے اس سب ایمانی اور انفرادی کی کہ ایک خوب نو (جس کی صحیح تعبیر بھی نہایت وضع ہے) ایک جماعت کا عقیدہ قرار دے کر کافی بنایا جاتا ہے۔ اذہموا یہ تمہیں مرنا نہیں قیمت تو نہ ہے کی حساب تو نہ، مگر

تک جب محضر میں لائے گی تو فرج جائے گا تک

یوں نہ کہے مرنے خون شہیداں کچھ نہیں

ہاتھ پر مڑا اس خواب کی نہایت واضح اور روشن تعبیر مصنف اس قدر کہ اس میں آنحضرت ﷺ نے اُن صاحب کو یہ بتایا کہ۔

”میرا کام یعنی میری احادیث اُس وقت سے اور زبان میں شائع ذائع ہوئیں جب سے کہ دارالعلوم دیوبند قائم ہوا اور اسی مدرسہ کے علماء نے اپنی تحریر و تقریر سے اس خدمت کو انجام دینا شروع کیا۔“

اس سے قبل تو اس درجہ علوم سماویہ کا شیوہ نہ تھا اور سطت مغلیہ کے زمانہ میں جو کچھ بھی ان علوم کی شاعت ہوئی وہ بیشتر فارسی زبان میں تھی اس وقت کے اسلامی لٹریچر عام طور پر فارسی میں تھے کیسے اس میں یہ کفر ہو گیا یہ واقعات اس کی شہادت نہیں دے



اور اُردو خانی شریعت کا بھی قانون ہے کہ خواب کے خدائی پس پر بھی عقیدہ رکھا جائے تو ہم عرض کریں گے کہ غر کے ہائی کورٹ کے اس باب و حسب قانون کی زد سے رخصتیت کے موجب و مجدد فاضل بریلوی کا پچاسی مشکل ہے کہ حضرات نے جنوں خواب ایک اب کے موافق آنحضرت ﷺ کی امامت کی ہے وہ فرماتے ہیں

ان کے (یعنی صاحب کے ایک چچ بھائی مولوی رکات احمد صاحب کے) شاہد ایک دن مولوی میر امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم ﷺ سے شرف سو کہ آپ کو خواب پر شریف ہے جاتے ہیں میں نے یہ رسول اللہ حضور کہاں شریف لیے جاتے ہیں۔ فرمایا رکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ مبارک میں نے پڑھایا انتہی۔ (ملفوظات خاں بریلوی حصہ دوم ص ۲۵)

کہیں صاحب خاں صاحب کے متعلق یہ حکم ہے۔ صاحب راہین نے جو کچھ نقل کیا تو سب خواب ہی خواب تو ہیں تو صرف زیارت ہی خواب میں ہوئی ہے۔ بانی خان صاحب امامت تو اسی امام میں کی ہے۔ اور حضور کو ہوا مقتدی بنا کر کس قدر نازاں میں فرماتے ہیں کہ خدا اس جنازہ کی نماز (جس میں قبول ان کے آنحضرت ﷺ بھی شریک تھے) میں پڑھائی افسوس خاں صاحب نے یہ تفصیل نہیں فرمائی کہ آنحضرت ﷺ کو صف اول میں جہلی تھی یا خان صاحب کے مقتدوں مقتدیوں کے بھی پیچھے نہیں دوسری تیسری صف میں۔ اور ان بڑے صاحب کو بھی اسی کڑے کڑے غلط سناہیجے جو حضرت مولانا فاضل احمد صاحب کو سناہیجے۔ حضرت امام عظیم و ضیف کے نزدیک نہ کسی خان صاحب کے نزدیک تو ایسا موتی حق ہے۔ لیکن شاید کچھ کہنے سننے کی فرصت نہ ہوگی

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی  
گوشت خاک ماہم بر باد رفتہ باشد

قال (۱۵) ابیہا یونہیہ کے نزدیک میلہ شریف ہر حال میں ناجائز ہے چاہے

۱۔ تیرا نہ دیکھ لیا ہے۔

من باقی شریعت کے کیوں نہ ہوا اور کوئی میرا دعویٰ نہ کرے۔ میرا شریف دعویٰ میں شریف ہونا چاہتا نہیں۔ تو انی رشیدیہ جلد ۳ ص ۸۳۔ انعقاد مجلس مولانا جال میں ناجائز ہے تو اسی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔ انا

اقول۔ اللہ عظیم و خیر شاہد کہ میرے نزدیک آنحضرت ﷺ کی زیارت باسعادت کا ذکر پاک ہے۔ انکار حسن کی طرح موجب رحمت و بابت برکت ہے جسے حضور کے ہول و ہرازا بندہ پناہ میں سے کہہ رہا ہے کہ پسند و پیشاب کا اثر بھی بدشعبہ باعث ثواب ہے اسی فتاویٰ رشیدیہ میں بہت سے مقامات پر اس کی تصریح موجود ہے ہم ناظرین کی ہمنیت کے لیے فتاویٰ رشیدیہ کی صرف پہلی جلد سے محض تین جہر میں نقل کرتے ہیں۔ تو انی رشیدیہ جلد ۳ ص ۱۰۷ پر ہے۔

نفس ذکر ولادت کو کوئی منع نہیں کرتا۔

نیز اسی کے ص ۱۰۹ پر ہے۔

”نفس ذکر ولادت مندوب ہے اس میں کراہت قیود کے سبب آئی ہے۔“

پھر اسی کے ص ۱۳۲ پر ہے:

”نفس ذکر ولادت خیر عامیہ اصولاً مندوب ہے مگر بسبب انفس و من قیود کے یہ مجلس ممنوع ہوگئی۔“

یہ سہ عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا مرحوم نفس ذکر ولادت آنحضرت ﷺ کو مندوب و مستحب ہی سمجھتے ہیں۔ بہت مقدّم مجلس میں انعقاد مجلس میلان کو ناہرست کہتے ہیں اب نفس ذکر ولادت اور عقد مجلس یا انعقاد مجلس کا فرق آپ کی سمجھ سے باہر ہو تو فہم دلی کا تصور ہے۔

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے

اس میں بجلا تصور ہے کیا آفتاب کا

یا اللعجب۔ آج حدیث اور عقیدہ کا فرق جن کی سمجھ سے باہر ہے وہ امت و انسانیت

امت کے کلام پر تنقید (تنقید) کا شوق رکھتے ہیں۔ ناظرین اس کی مثال گل ایسی ہے جیسے کہ

کوئی اللہ کا بند کہے کہ ”چوری کی بکری حرام ہے۔“ اور مولف رسالہ ”مقامہ“ یہ ایسا ندیہ عزیز



امد صاحب کے کوئی چھوٹے بھائی نہیں کہ ”وصاحب ان کے نزدیک تو بھری بھی حرام ہے جس کی علت نص سے ثابت ہے بس اسی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ نفس و کروات جو درجہ اطلاق میں ہے ہمارے نزدیک امر مستحسن ہے اور عقد یا انعقاد جس کے مفہوم میں مدائی وغیرہ دیگر اہتمات و تہصیصات بھی داخل ہیں (اور جو درجہ تقید میں ہے) ہمارے نزدیک ممنوع اور نادرست ہے کیونکہ اس میں کس کو کلام ہو سکتا ہے یا مدائی و دیگر اہتمات کی امر مباح یا مستحسن کے یہ تعریض فقہاء حنفیہ مکرر نہیں۔ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز کے لیے اہتمام کے ساتھ جمع ہوتا دیکھا تو آپ نے ان لوگوں کے اس فعل کو مدعت قرار دیا حالانکہ چاشت کی مدائی نفسہ ایک امر مستحب ہے جس کی فضیلت میں احادیث صحیح وارد ہیں۔

مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بلا گئے تو آپ نے جانے سے انکار فرمایا کسی نے حیدر ریاست کی آپ نے فرمایا کہ رمانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہم لوگ فتنوں میں نہیں جاتے تھے اور نہ یہ بلائے جاتے کا دستور تھا۔ (مسند ج ۳، ص ۲۱۷)

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس امر میں شریعت مطہرہ نے مدائی اور دوسرے اہتمات کی تعلیم نہ دی ہو اس میں مدائی و اہتمام کرنا بدعت و ممنوع ہے۔ اگر عقل سلیم اور چشم انصاف ہو تو مسئلہ میاں کی تمام تردیدیں انہی چند سطروں سے حل ہو سکتی ہیں۔

پھر اگر نفس و کروات اور عقد و انعقاد کے اس روشن فرق سے قطع نظر بھی تری جائے تب بھی سبب اس مجلس کے انعقاد کی اجازت نہایت ہی مسلم ہے جیسا کہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ احمد غفاری مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی مجلس میاں کے متعلق تحریر فرمایا ہے

مر برہے خود کہ تحریر نے در کلمات قرآنی واقع نہ شود و در قضا و خدش شرعاً مذکور نہ ہو  
دو آں رہم بغرض صحیح تجویز نمایند چنانچہ است۔ عقد و مدائی طہ فقیہ میر سدا سدا میں باب مطلق  
نہ کنند و البیہ سان ممنوع نے گرد نہ اگر اند کے تجویز کرد نہ نخر یہ سیر حواحد شدہ فلیسہ بعضی

الیٰ کثیرۃ قول مشہور است۔

ترجمہ۔ اگر اس طود پر چڑھا جائے کہ قرآنی کلمات میں کوئی تحریف نہ ہو اور قصائد تنبیہ پڑھنے میں رات اور تالی بجانا وغیرہ نہ ہو اور اس کو بغرض صحیح چار کہا جائے کہ تو کوئی مانع نہیں۔ یہ محترمہ فقیر کے دل میں تو یہ آتا ہے کہ جب تک اس دروازہ کو مطلقاً بند نہ کیا جائے گا اسی بات ہوئی وہوں پار نہیں۔ سکتے تھوڑے کو چار کہنا بہت سے تک پہنچا۔ کاشمل مشہور

ہے۔ فلیسہ بعضی الیٰ کثیرہ۔

آخر میں ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس عقد مجلس یا انعقاد مجلس کو منع کرنا صرف ہماری اور ہمارے اکابر کی خصوصیت نہیں بلکہ صد بارس سے علماء امت محمدیہ بھی لکھ رہے ہیں چنانچہ علامہ ابن الجوزی (جن کو مولوی احمد رضا کا صاحب نے بھی اتباع المصطفیٰ میں نام لکھا ہے) اپنی مشہور کتاب مدخل میں لکھتے ہیں:

ومن حمله ما احدث لوه من البدع مع اعتقادهم ان دالت من اكبر  
المعادات و اظهار الشعائر ما يفعلونه في الشهر الرابع الاول من المولد  
وقد احوى ذلك على بدع ومحرمات الى ان قال وهذه المصائد  
مترتبة على فعل المولد اذا عمل بالسماع فان خلاصه وعمل طعنا فقط  
وسوى به المولد ودعا اليه الاخوان مسلم من كل ما تقدم ذكره فهو  
بدعة بسبب سبب فقط لان ذلك ريادة في الدين وليس من عمل السلف

الماضين واتباع السلف اولی۔ (مدخل ابن الحاج مطبوعہ مصر جلد اول، ص ۱۸۵)  
ترجمہ۔ اور لوگوں کی اس بدعتوں و رویا پرستیوں میں سے جس کو وہ بڑی حدت سمجھتے ہیں اور  
حن کے کرتے و شعائر اسلام کے کاٹنے کہتے ہیں وہ مجلس میاں ہے جس کو وہ ماورج، دوس  
میں کرتے ہیں اور واقعہ ہے یہ کہ وہ بہت سے بدعات اور محرمات پر حاوی ہے (آخر میں  
فرماتے ہیں) اور اس مجلس میاں پر یہ مفاسد اس صورت میں مرتب ہوتے ہیں جب اس میں  
سماع ہو پس جب مجلس میاں سماع سے پاک ہو اور صرف بہ نسبت مہو و خانا تیار کر لیا ہو اور  
یہ بیوں اور دوستوں کو اس کے لیے بلایا جائے اور تمام مذکورہ مافاسد سے محفوظ ہو تب بھی



اور صرف نیت (عقد مجلس میلاد) کی وجہ سے بدعت ہے اور اس کے اندر ایک حدیث امر کا اضافہ کرنا ہے جو سلف صالحین کے عمل میں نہ تھا۔ مگر اسلاف کے نقش قدم پر چنا اور اس کی پیروی کرنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

مجلس کی اس عبارت کے کٹھنہ شیدہ غلط سے صاف ظاہر ہے کہ مجلس میلاد پرچہ اور بدعت منکرات سے خالی بھی ہو۔ تب بھی صرف عقد مجلس اور اجتماعت مخصوص کی وجہ سے بدعت اور ناشرعی ہے۔ اور یہی عینہ قادی ریشہ یہ کامیون ہے۔

اور مولانا عبدالرحمن مغربی اپنے قادیانی میں ارقام فرماتے ہیں۔

ان عمل المولود بدعة لم يقل به ولم يفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم والحلفاء والائمة كلها في الشريعة الالهية

ترجمہ: تحقیق یہ کیا انکار بدعت ہے نہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے خلفہ راشدین اور ائمہ مجتہدین نے خود اس کو کیا نہ اس کا حکم دیا۔

اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے قادیانی تحفۃ القضاۃ میں ہے۔ قاضی صاحب سے مجلس میلاد کے حقائق سہل کیا گیا تو آپ نے فرمایا

لا يبعد لانه محدث وكل محدث ضلالة وكل ضلالة في النار۔

ترجمہ: مجلس میلاد منعقد نہ کرنی چاہیے کیونکہ وہ نواہی کا ہے اور ہر نواہی کا گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

اور مولانا نصیر الدین شافعی ایک سائل کے جواب میں فرماتے ہیں۔

لا يفعل لانه لم يقل عن السلف الصالح وانما احدث بعد القرون الثلاثة  
ففي الزمان الطالع ونحن لانع الخلف فيما عمل السلف لانه يكفي  
بهم الاتباع لماي حاجة الى الابتداع۔

ترجمہ: مجلس میلاد نہ کی جائے کیونکہ وہ سلف صالحین سے متحمل نہیں بلکہ زمانہ غیر القرون کے بعد برے زمانہ میں اس کی ایجاد ہوئی ہے اور ہم بعد والوں کی اس فعل میں پیروی نہیں کریں گے جس کو سلف نے نہ کیا ہو اس لیے کہ ہم کو سلف کا اتباع کافی ہے ایجاد

والا ان کی یا ضرورت ہے۔

اور شیخ الحداد علامہ شرف الدین بیہقی فرماتے ہیں:

ان ما يعمل بعض الامراء في كل سنة احتفالاً للمولود صلى الله عليه وسلم فمع استعماله على التكلفات الشبيعة بنفسه بدعة احدثه من بيع  
هواه (من الفتاوى الرشيدية)

ترجمہ: جو بعض سربراہوں میں شخصیت بیہقی کی میلاد کے یہ مجلس کرتے ہیں یہ مجلس باوجود اس کے مشکل ہونے پر بے تکلفات پر ہی فقہ بدعت ہے اس کو ایسے لوگوں نے ایجاد کیا ہے جو اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہیں۔

ان تمام عبارات سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ زمانہ قدیم سے ملائے مذاہب اربعہ نے اس فعل کو کچھ بھی نکر سے نہیں دیکھا اس کے بعد ہم علامہ احمد بن محمد مصری، لکھنؤ کی کتاب القرون المستند سے ایک جامع عبارت اور نقل کرنا چاہتے ہیں علامہ موصوف فرماتے ہیں

ومع هذا قد اتفق علماء المذاهب الاربعة بلم هذا العمل لمص يلمه قال  
العلامة معز الدين حسن الحواري في تاريخه صاحب اربل الملك  
مظفر الدين ابو سعيد الكوكبري كان مسرفاً يامر علماء زمانه ان يعملوا  
بسنن طيم و جهادهم ولا يتبعوا مذاهب غيرهم حتى مالت اليه جماعة  
من العلماء وطائفة من الفضلاء وكن يحتفل المولود النبي صلى الله عليه  
وسلم في الربيع الاول وهو قول من احدث في الملك هذا۔ انتهى

ترجمہ: چاروں مذاہب کے علماء اس عمل میلاد کی مذمت پر متفق ہیں علامہ معز الدین حسن خوارزمی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ارطغرل کا بادشاہ مظفر الدین ابوسعید کو کیری حد سے گزرنے پر شخص قادیانی نے اس کو حکم دیا تھا کہ اپنے اہل بیت سے فتویٰ لے لے لے اور ان کے مذاہب کی پیروی نہ کرو (یعنی غیر مقلدیت کا زبردستی مانتی تھا) چنانچہ ایک جماعت اہل علم اس طرف مائل بھی ہوئی۔ یہ بادشاہ قادیانیوں میں فتنہ پھیلاتا کرتا اور یہ پہلا شخص ہے جس نے اس کام کو ایجاد کیا۔



یہاں چونکہ اس قسم کی عبادتوں کا انتخاب مقصود نہیں اس لیے صرف انہی چند عبادتوں پر گفتگو کیا جاتا ہے یہ بھی ملحوظ رہے کہ اس وقت تک جو عبادتیں پیش کی گئیں وہ صرف ان حضرات کی ہیں جو مت میں مشہور ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہین کے نزدیک مسلم اثبوت بھی ہیں ان تمام عبادت سے مجلس میعاد کے متعلق ہمارے مسک پر کافی روشنی پڑ جاتی ہے۔

۱۔ عرس کا جواز اور عدم جواز سوائس کے متعلق بھی ہم نہایت مفید سے کہتے ہیں کہ سب ٹک جس چیز کا نام سن لوگوں نے عرس رکھا ہے وہ ہمارے نزدیک ناجائز ہے اور نہ صرف ہمارے نزدیک بلکہ احمد کا امامت کے نزدیک اس کا بھی حکم ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے لوائے اور شاگرد خاں حضرت شاہ محمد اعلیٰ صاحب دہلوی (جن پر سندستان کے بیشتر علماء کی اسناد حدیث کا مدار ہے اور جن کے کلام سے بعض بدعتی مصنف بہت استدلال کرتے ہیں) اپنی مشہور کتاب اربعین میں اسی عرس کے متعلق درکار فرماتے ہیں۔

مقرر ماقبل روز عرس جائز نیست در تفسیر مطہری میزید لا يجوز ما يعلنه الجهلاء بقول

الاولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتحاد السرح والمساحد

اليها ومن الاجتماع بعد الحول كالأعياد ويسمونها عرساً۔ انتہی

عرس کے ان کا مقرر کرنا جائز نہیں تفسیر مطہری میں ہے جہاں لوگ حضرات اولیاء اور شہداء کے عبادات کے ساتھ جو معاملات کرتے ہیں سب کے سب ناجائز ہیں یعنی ان کو بکھڑ کرنا اور ان کے گرد طواف کرنا اور ان پر چراغاں کرنا اور ان کی طرف کو مسجد میں جانا اور ہر سال میلوں کی طرح ان پر جمع ہونا جس کا نام عرس ہے۔

اسی طرح تاجی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو خاندان نقشبندیہ میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اور جن کو شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنی وقت بہا ہے اپنی مشہور و معروف کتاب ارشاد الطالبین میں فرماتے ہیں

تقدیر اولیاء بلند کردن و گنبد برائے ساقین و عرس و امثال آن و چراغان کردن بعد بدعت است

بعض اراں حرم مت و بعض کرد و غیرہ بدعت شرعہ و از ان نزدیک و بکند گاہ و از ان گفتہ

ترجمہ اولیاء اللہ کی قبروں کو بلند کرنا اور ان پر گنبد بنانا اور عرس وغیرہ اور چراغان کرنا یہ تمام

بدعت ہے ان میں سے بعض فعلی حرم ہیں اور بعض خود رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں پر

لعنت کی ہے جو قبروں پر روشنی کریں یا قبروں کو بکھڑ کریں

کیسے یہاں بھی میعادوں کو تہجیر کرنا صرف وہابیہ دیوبندیوں کا خیال ہے۔ معلوم ہوا

جناب کو کہ وہاں دیوبند کا منہ کن کار مت سے رہتا ہے۔

ماہرین کرام ہمارے رضا خانی دوستوں کی ذہانت کا یہاں سے اندازہ فرمائیں کہ جس فعل کو وہاں مختلف مختلف باتیں کہتے ہیں۔ ان حضرات کو وہاں دیوبند بھی اتنا مسک نہیں کہ خدمت کریں اس کو منع کریں تو ان کی یہ معرفت ان کے نزدیک ایک ناقابل معافی جرم ہے۔ نہ چور و ناقل و ناگ۔

### مناقب قوم عند قوم مثالب

اے مالک عرش تو شاید ہے کہ ہمارا اور ہمارے اکابر کا جرم اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ ہم غیرے صیب پاک صاحب لولاک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر مصر اور بدعات سے مخبر ہیں اے مولا ہم غلاموں کا ایک پیام ہمارے آقائے نامدار مدینہ کے تاجدار ﷺ تک پہنچا دے۔ یا رسول اللہ

خونے نہ کرو ایم و کے رانہ کشتہ ایم جرم است ہمیں کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم

☆☆☆

قال اب تیرہ برائی ان کی بھیجی "تصدیقات مدنی قیامت" کے صفحہ ۲۹۱ میں

ملاحظہ فرمائیے جو یہ مستحب غایب ہے۔

اقول "تصدیقات" میں نہایت سبب نہیں جو نہل سے ان قلمی توئی میں جس میں قیامت میں اور جہان میں ہو جائے ایک جھگی ہوئی کشتہ اشراف سبب سے جس کے بارے میں شیخ بدوستان میں ہے جاتے ہیں ہم ان کی عبادت میں ان کے رتے میں ناظرین اس کو مدح و تحسین میں کہ اس میں نفس ذکر و بات شریفہ کو مندوب و مستحسن لکھا ہے یا عقیدہ جس میلاد کو دور اس کے بعد مولف رسالہ "معاذہ وہابیہ" کی فراست و دیانت کا مرثیہ پڑھیں

تصدیقات میں ۲۷ سطر پندرہ میں ہے۔

"عاشق ہم تو کیا کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں کہ حضرت ﷺ کی امت شریفہ کا رتبہ



آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے وہ جملہ حالت جن کو رسول اللہ ﷺ سے ذرا بھی عداوت ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریف ہو یا آپ کے بول و پرازا اور نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو۔ الخ۔

پھر ص ۲۹ سطر ۱۰ میں اس مضمون کو ان الفاظ پر ختم کرتے ہیں "حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریف ناجائز اور بدعت ہے الخ۔ ناظرین خدارا انصاف؟ کہ کس نے تقیہ سے کام لیا اور سفید جھوٹ بولا۔

**حال** اور بے مولوی اشرف علی صاحب کانپور میں میاں اشرف پڑھتے تھے اور قیام بھی کرتے تھے یکں ساتھ ساتھ تقیہ بھی کرتے تھے وہ لکھتے ہیں "تیسرے میں نے دیکھا کہ وہاں (کانپور میں) بدون شرکت ان مجس کے کسی طرح قیام نہیں درکار کرنے سے وہابی کہہ دیا، درپے تدریل و توحید ہو گئے اور شرکت بھی اس نظر سے کہ ان لوگوں کو ہدایت ہوگی اور یوں خیال ہوتا ہے کہ اگر خود ایک مکرر کے ارتکاب سے دوسرے مسلمانوں کے فرائض و واجبات کی حفاظت ہو تو اللہ تعالیٰ سے میدان سے بہر حال وہاں کانپور میں بدولت شرکت قیام کرنا قریب بہ حال دیکھا اور منظور تھا ہاں رہنا کیونکہ دنیوی منفعت بھی ہے کہ مدرسے سے تنخواہ ملتی ہے الخ دیکھا آپ نے یہ ہے ان لوگوں کی حالت۔

**اقول** ناظرین! قدوة الیقین و رہدۃ القیاد حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب دامت فیوضہم و برکاتہم کی جو عبارت اس موقع پر ملاحظہ فرمائیے اس میں ایسی شرمناک خیانت سے کام لیا ہے جس کی نظیر دنیا کی کسی مہذب و متقدم قوم کے منہ پر نہ دھار ہے۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ قیام کانپور کے ابتدائی زمانہ میں حضرت مولانا ممدونہ علی صاحب نے قیام میں اس وجہ سے شرکت فرماتے ہیں کہ اس وقت تک آنحضرت کی رائے میں وسعت تھی اور وہ عقد مجلس میں دکان اس وقت تک حد جواز میں سمجھتے تھے چنانچہ حضرت مولانا کے جس مکتوب گرامی سے موقف رسالہ نے مذکورہ بالا عبارت نقل کی ہے اسی میں عبارت منقولہ سے پہلے مرقوم ہے۔

میں نے جس تک غور کیا اپنی فہم ناقص کے مطابق یوں سمجھ میں آیا کہ اصل عمل (یعنی نفس) نہ

ولادت شریف) تو محل کلام نہیں بہت تظہیرات و تفسیحات بلاشبہ محدث ہیں سوائے کی نسبت یوں خیال میں آیا کہ ان تفسیحات کو رقررت مقصود سمجھا جائے تو بلاشبہ بدعت میں اور اگر محض امور عام یعنی بر مصانع سمجھا جائے تو بدعت نہیں بلکہ مباح ہیں۔ انہی بقدر الحاح۔

(تذکرہ شید ص ۱۱ طبع جدید)

اس کے بعد حضرت مولانا نے اپنے اس زمانہ کے خیال کے موافق باحث کی دعوت کی تھی میں اس کے بعد ان مجلس و مجلس کی شرکت کے کچھ دینی فوائد ذکر کیے ہیں مثلاً اس شرکت کے ضمن میں ان کے عقائد کی تصدیق جو بدولت اس شرکت عملی کے قریب بہ حال تھی اور اس ذریعہ سے ان کا وسط اس لینا اور سیکڑوں کا راہ راست پر آ جانا وغیرہ وغیرہ اس سب کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اس سب اہل و عیال کے ساتھ بھی کسی میل صحیح مصرع سے مجھ کو ثابت ہو گیا تھا کہ اس کی (یعنی محل سیدان) شرکت موجب ناراضی خدا و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہے تو کچھ ضرورتیں بھی جو میں سب پر غائب ہوں، بقا صدق ہی بہت سے مسائل میں وہی ہونے کے حیرت انگیز چکا ہوں۔ تو سنا رائے کے سب و پر معروض ہو چکے ہیں بہر حال میرے خیال میں یہ مورخانی و ملی ضرورتیں مگر مصانع دینیہ ان کے فعل میں کچھ شغل نظر آتی ہے۔"

(تذکرہ شید ص ۸ طبع جدید)

اس عبارت سے ہر آدمی عقل سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مولانا دامت فیوضہم کی شرکت مجلس میں اہل و عیال کے ساتھ کانپور محض اس وجہ سے تھی کہ وہ اس وقت تک اس کو حد جواز میں سمجھتے تھے ورنہ اس کا خیال یہ تھا کہ یہ مجلس بدعت مصانع دینیہ موجب ناراضی خدا و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نہیں۔ اعرض حضرت مولانا کو اس وقت تک مسئلہ کا کچھ انکشاف نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ قطب اور شاہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ نے جب متعدد مکاتیب میں اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالی اور حضرت مولانا تھانوی دامت فیوضہم کے تمام شبہات کا ازالہ فرما دیا اور آنحضرت کو کچھ مسئلہ کا انکشاف ہو گیا تو اپنی پہلی رائے سے رجوع فرمایا چنانچہ حضرت کے تحریری مکتوب کے یہ الفاظ ہیں۔







سارے عالم کے لیے باعث رحمت ہیں اور یہ شک اس حیثیت میں کوئی دوسرے آپ کا شریک نہیں) کسی طرح بعض دوسری حیثیات سے دوسرے انبیاء و اولیاء و انبیا و اقطاب بھی عام کے حق میں رحمت کا سبب ہیں اس کے باعث رحمت ہونے سے بھی ہرگز انکار نہیں کیا جاسکتا اس میں شک نہیں کہ حضور ﷺ کے باعث رحمت اور دیگر مقدمات کے سبب رحمت ہونے میں وہی فرق ہے جو تقاب اور دوسرے ستاروں کی توانیت میں ہے بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ اور اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ ہمارے سرکار بھی نبی و رسول ہیں اور دوسرے نبی و پیغمبر اسلام بھی ماشاء اللہ نبی و رسول ہیں لیکن مادہ جو اس اشتراک کے دونوں نبوتوں میں جو فرق سے وہ ہر مسئلہ سمجھ سکتا ہے اسی کی دوسری مثال یہ ہے کہ قرآن عزیز نے لفظ تبارک و تعالیٰ پر بھی رحیم کے ساتھ حلاق کیا ہے اور حضور سرور عالم ﷺ کی ذات مقدسہ پر بھی نیک ظاہر ہے کہ دونوں رحمتوں میں کس وجہ فرق ہے جو ہماری عقل سے بھی بالاتر ہے۔

اب ہمارے ذمہ صرف اس کا ثبوت باقی رہ جاتا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے علاوہ دوسرے مقدمات میں بھی عالم کے حق میں رحمت کا سبب ہوتے ہیں جیسے اس کا ثبوت ہم آپ کے دربارے رضا خانیوں کے قبہ و کعبہ مہوی محمد رضا خان صاحب بریلوی کے کلام سے پیش کرتے ہیں تاکہ کسی رضا خانی کو لب کشائی کی گنجائش ہی نہ رہے۔

مدنی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

خان صاحب موصوف کے مخطوطات حصہ اول ص ۱۱۶ پر ہے۔

(کسی نے) عرض (کیا) نوٹ ہو رہا۔ میں ہوتا ہے (اعلیٰ حضرت نے) ارشاد فرمایا) بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔

کیسے جس کے سبب سے زمین و آسمان قائم ہوں کیا اس کے رحمت عام ہونے میں کچھ شبہ ہو سکتا ہے؟ سراسر ہمیں بحث میں ہی قدر پر اکتفا کرتے ہیں۔ رضا خانیت کے کسی ذمہ دار رکن نے ہماری اس تحریر پر قلم اٹھایا تو پھر ان شاء اللہ صرف اسی حضرت ہی کے کلام سے اس پر وہ روشنی ڈالیں گے کہ مریدین و تبعین کی آنکھیں بھی خیرہ رہ جائیں۔

☆☆☆

قال: (۱۰) وہابیہ دیوبندیہ منکر خاتمیت بمعنی آخریت حضور ﷺ کے ہیں اچ۔

**اقول** حضرات علماء دیوبند کی طرف اس خبیث عقیدہ (یعنی انکار ختم نبوت) کی نسبت کرنا دن کورست اور سفید کو سیاہ کہنے سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اس آخری دور میں مسئلہ ختم نبوت کی جو خدمت فرزند ان دارالعلوم دیوبند نے کی ہے اس کی نظیر گذشتہ تیرہ صدیوں میں بھی ملتی دشوار ہے اس مسئلہ پر صرف مولانا مولوی محمد شفیع صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند کے چار رسالے ہیں۔

① ہدیۃ المہدیین فی آیۃ خاتم النبیین۔

② ختم النبوة فی القرآن۔

③ ختم النبوة فی الحدیث۔

④ ختم النبوة فی الآثار۔ ختم النبوة فی القرآن میں تقریباً ایک سو بیات قرآنیہ سے

آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ ختم النبوة فی الحدیث میں تقریباً دو سو احادیث شریفہ سے ختم نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے ختم النبوة فی الآثار میں اعداد کے شمار اقوال سے آنحضرت ﷺ کی خاتمیت ثابت کرنے کے بعد بتایا گیا ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین، یعنی آخر الزماں مانے وہ تمام مدت کے ردیف کافر و مرتد ہے پھر ان کے علاوہ دیگر حضرات علماء دیوبند کے حورسائل و مضامین قادیانوں کے ذمہ میں وقت و قوت اسی مسئلہ ختم نبوت کے متعلق شائع ہوتے رہے ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں ہم ان کی تفصیل کر کے اپنی اسی تحریر کو طویل دیتا نہیں چاہتے نیز الحمد للہ بہت سے ایسے مقامات تھامے جاسکتے ہیں جہاں فرزند ان دارالعلوم نے مرزائیوں سے اسی مسئلہ ختم نبوت پر مناظرے و رمباہت کیے اور نصرت الہی نے فتح عطا فرمائی جہاں ہے چارے رضا خانیوں کا مناظرہ کے نام سے امرتسار تھا۔ ان واقعات کے پیش نظر ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی باہیا حضرات علماء دیوبند کو منکر ختم نبوت بتلائے تو اس کا جواب ہمارے پاس بجز اس کے اور کچھ نہیں رہ

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

پھر بالخصوص "تحدیر الناس" (مصنف قاسم العلوم و الحیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی طرف اس مضمون کی نسبت کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے کہ ہمارے زمانہ کے



بعض حیا دار سماجی دوست کہہ کرتے ہیں کہ "قرآن عزیز معاذ اللہ العظیم شرک کی تعلیم دیتا ہے۔"  
بندہ نوار "تخذیر الناس" کا تو موضوع بحث ہی اثبات ختم نبوت ہے اس میں تو اول سے  
آخر تک اسی ختم نبوت کو ثابت کیا گیا ہے اور تمام ان شہادت کا ازالہ کر کے جو اس مسئلہ پر وارد  
کیے جاتے ہیں یہ وارد کیے جاسکتے ہیں اس مسئلہ کو بالکل بے غبار کر دیا گیا ہے صرف یہی نہیں بلکہ  
دلائل قطعیہ سے اس کا ثبوت اسے کر یہ بھی بتلایا ہے کہ جو شخص ختم نبوت زمانی کا منکر ہو وہ کافر  
اور مرتد ہے چنانچہ "تخذیر الناس" ص ۱۰ پر حضرت مولانا قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں۔

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم فرم خاتمیت زمانی

بدست لفظی ضرور ثابت ہے اور تصریح ت نبوی مثل اس صبی بمنزلہ ہاروں میں  
موسیٰ آلا آتہ لا بسی بعدی دو کما قال جو بظاہر رد وراہی لفظ خاتم النبیین سے  
ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ معصوم و مردہ تو کوئی بھی نہیں پڑا جس پر ایسا بھی  
منعقد ہو گیا گو افعال مذکور متواتر معقول نہ ہوں یہ ہم تو اتر الفاظ و احوال و اتر معنوی ایسا  
نہی ہوگا۔ جیسے تو تتر بعد رکعت فرغش اور و میرد باوجود یہ کہ الفاظ احادیث مشرعتہ اور  
رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔ اچھی بقدردانی ہے۔

اس عبارت میں حضرت مولانا نے آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی چار دلیلیں  
پیش کی ہیں۔

ایک یہ کہ قرآن عزیز میں جو لفظ خاتم النبیین حضور انور ﷺ کی شان میں وارد ہے اس  
سے ختم نبوت زمانی اور مرتبی دونوں مراد لی جاتیں۔ پس اس صورت میں آنحضرت ﷺ کا خاتم  
الانبیاء ہونا قرآن عزیز سے بدالالت مطابقی ثابت ہوگا۔

دوسری یہ کہ لفظ خاتم النبیین سے صرف خاتمیت مرتبی مراد ہو لیکن چونکہ اس کے لیے  
خاتمیت زمانی عقلاً لازم ہے اس لیے اس لفظ خاتم النبیین کی دلالت اس پر بطور التزام ہوگی۔

تیسری دلیل یہ پیش فرمائی کہ احادیث متواترۃ المعنی سے آپ کا "خاتم النبیین" ہونا ثابت ہے۔  
چوتھی یہ کہ امت محمدیہ کا اس پر اجماع منعقد ہو گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ سب سے آخری  
نبی ہیں۔

ختم نبوت زمانی کی ان چار (۳) زبردست دلیلوں سے فارغ ہو کر حضرت مولانا نے یہ

بھی تحریر فرمادیا کہ

"جو بد بخت ختم نبوت زمانی کا انکار کرے یعنی آنحضرت ﷺ کو سب سے آخری نبی نہ مانے  
وہ کافر ہے۔"

ناظرین! خدا را انصاف! جو اللہ کا بندہ ایسے زبردست دلائل سے ختم نبوت کو ثابت کرے  
اس کے منکر کو کافر قرار دے اس کی طرف انکار ختم نبوت کی نسبت کرنا کسی رافضی کے اس  
قول کے مرادف نہیں کہ اہلسنت کے مذہب میں صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر  
تہرا کہنا اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ناپاک تہمت رکھنے والے ثواب  
کی بات ہے: معاذ اللہ۔

پھر یہ مضمون تخذیر الناس میں صرف ایک دو جگہ نہیں بلکہ اس کا ورق ورق، صفحہ صفحہ اس قسم  
کے شیریں مضامین سے رنگین ہے البتہ دیکھنے کے لیے چشم انصاف چاہیے۔ تکفیر کے شوق نے  
جس کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہو اس کو بجز کفر یہ مضامین کے اور کیا نظر آئے گا۔

پھر چشم عدالت بزرگ قریب است

اس کے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ حضرت مولانا مرحوم کی دوسری تصنیف سے بھی اس  
قسم کی کچھ عبارت نقل کر دیں تاکہ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق حضرت مولانا کا مسلک واضح تر ہو  
جائے۔ حضرت مرحوم کی مشہور کتاب مناظرہ عجیبہ کے ص ۳۹ پر ہے۔

"خاتمیت زمانی اپنا دین و ایمان ہے حق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں سوا اگر ایسی باتیں  
جائز ہوں تو ہمارے منہ میں بھی زبان ہے۔"

پھر اسی مناظرہ عجیبہ کے ص ۵۰ پر فرماتے ہیں۔

"خاتمیت زمانی سے مجھے انکار نہیں بلکہ یوں کہے کہ منکروں کے لیے کجائش انکار نہ چھوڑی  
افصلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جمادیے اور بیوں کی نبوت پر ایمان  
ہے پر رسول اللہ ﷺ کی ہر امر کسی کو نہیں سمجھتا۔"

پھر اسی مناظرہ عجیبہ کے ص ۱۰۴ پر اقرار فرماتے ہیں:

"اقتناع باظہر میں کہے کلام ہے اپنا دین و ایمان ہے بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے  
ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔"



قبل نما میں (جو حضرت مومناہ زوجہ کی تشریف ہے) اس مضمون کو صرف عقلی دلیل سے ثابت کیا ہے جس کے مطالعہ کے بعد کسی غیر مسلم کو بھی بحال انکار باقی نہیں رہتی لیکن ہمارے رخصانی دوستوں کے یہاں کتنی ہی لگا بکتی ہے ان کی اصطلاح میں محبت ہی کا نام ہدایت ہے۔ عارف جانی نے کیا خوب کہا ہے۔

چشم کردہ و فطی در تماشا میں گفتند حاشا ثم حاشا  
کزیں روئے نگو بدکاری آید وزیں دلدار دل آزاری آید  
اس کے بعد ہم انتہائی اختصار کے ساتھ "تذکرہ ناس" کے ان فقرات کا بھی صحیح مطلب لکھتے ہیں جن کو نقل کر کے موصوف رسالت نے ناظرین کو فریب دینا چاہا ہے۔ نظر انصاف ملاحظہ فرمایا جائے۔

ص ۳۱ کے فقرے میں حضرت مومناہ زوجہ نے ختم نبوت زہنی و علوم کا خیر نہیں بتایا بلکہ آنحضرت ﷺ کی خاتمت کونف وصف خاتمت زمانی ہی میں صبر کرنے و علوم کا خیال بتایا ہے مومناہ زوجہ کی مراد یہ ہے کہ قرآن عزیز کے غلط فہم نہیں سے آنحضرت ﷺ کے یہ جو خاتمت ثابت ہوئی ہے اس کو صرف زمانی ہی میں محصور نہ کیا جائے بلکہ جو شریعت کا مجموعہ مجاز خاتمت زمانی کے ساتھ خاتمت مرتبی بھی اس کے مدلول میں داخل ہے۔

خاتمت زمانی تو کسی توحید کی ضمانت نہیں البتہ خاتمت مرتبی ضرور ضمانت طلب ہے وہ اس کا مطلب یہ سمجھنا کہ آنحضرت ﷺ وصف نبوت کے ساتھ باہدات متصف ہیں اور دوسرے انبیاء و پیغمبر اسامیہ با عرض اور آپ کے واسطے سے یعنی حضور مومناہ و مومنین کو بغیر کسی واسطے کے نہایت نبوت و صفات سے اور دوسرے انبیاء و پیغمبر اسامیہ کو حضور مومناہ و مومنین کے واسطے سے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے کتاب کو ہدایت روشنی بنایا یعنی وہ اپنی روشنی میں کسی دوسری روشنی چیز کا محتاج نہیں اور اس کی روشنی کسی دوسری روشنی سے مستقیم نہیں اس طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ہدایت بنی بنایا اور آپ اپنی نبوت میں کسی دوسرے نبی کے محتاج نہیں اور جس طرح کہ چاند اور ستاروں کو با عرض یعنی تقاب کے ذریعہ سے روشنی یا اور وہ اپنی روشنی میں تقاب کی روشنی کے محتاج ہیں اور ان کی روشنی اس کی روشنی کا عکس ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے نبی و پیغمبر کو مومناہ و مومنین کے ذریعہ سے نبوت و صفات مومناہ و مومنین کے

واسطے سے صفات فرمائے اور وہ اپنی نبوت میں آنحضرت ﷺ کے ضمانت ہیں۔ اور ان کی نبوت آنحضرت ﷺ کی بارگاہ نبوت سے مستفاد ہے۔

غرض مومناہ زوجہ کے نزدیک غلط فہم انہیں سے حضور مومناہ و مومنین کے لیے دو قسم کی خاتمت ثابت ہوئی ہے ایک زمانی دوسری مرتبی (جس کا مطلب بھی مذکور ہوا)۔

پھر اسی خاتمت مرتبی کے متعلق ص ۳۱ پر فرماتے ہیں (یہ کی خاتمت ہے کہ) "مگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کسی اور نبی کی وجہ سے آپ کا ختم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

پھر اسی خاتمت مرتبی کے متعلق ص ۳۱ پر فرماتے ہیں کہ "بعد ازاں غرض بعد زمانہ نبوی مہینہ بھی وہی نبی پیدا ہوتا ہے بھی خاتمت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

الغرض ص ۳۱ کے دونوں فقرے صرف خاتمت مرتبی کے متعلق ہیں نہ خاتمت زمانی کے متعلق جیسا کہ یہ قبولی کی عقل رکھنے والے سمجھ سکتے ہیں چونکہ ہدایت تذکرہ ناس کی توحید میں نہایت مفصل اور مبسوط تحریریں اب سے پہلے بھی جو نکلی ہیں جو ان تک جواب میں اس سے ہم انہی اشارات پر اکتفا کرتے ہیں۔

نوٹ۔ یہاں ہدایت تذکرہ ناس کی توحید میں یہ مقصد اختصار کا ہے یا یہ ہے جس کی وجہ سے آپ کو ہدایت ہو گئی ہذا مومناہ کی وجہ سے غرض جو اب اس کتاب پر رقم لکھا جا چکا ہے تو بہتر ہو کہ مومناہ و مومنین کی کھلی روئے اس عقد تہانی حصار اول کو مد نظر فرمائیں اس کے بعد جواب لکھنے کا قصد فرمائیں۔

قال: ہذا یہ نبی اپنے چہرہ بتاؤ نبی اسوں یاں کا تانی اور نبی مدد ہے میں اس  
اقول: مسئلہ ختم نبوت و رسالت کے حلق ہم اپنا مسلک نہایت وضاحت کے ساتھ پہلے عرض کر چکے ہیں جس کے بعد کہ مزید ضمانت کی حاجت نہیں رہتی مگر یہ اتنا ثابت ہے کہ یہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک جو شخص حد رسول اللہ ﷺ کی اور اس کے ذیلی مانے و بدو شریعتوں سے جب اخص بے حد ہو "شہاب لہر" کا نصف اہم باب (مغلفہ خاتمہ احمد شین و انصرین حارف ہذا حضرت مومناہ و مومنین محمد شہاب احمد صاحب شان دیوبند کی امت فوضہ ویر کا تم) عرض اتھمن صدق صداقت کا ہم پر اور ہمارے کار پر یہ مکمل ضمانت باخوانے شیطان ہے و سيعلم الذين ظلموا اني مغلوب بغير قوة



ای ناخذ اتر سو قیامت تو نہ لے گی؟ حساب تو نہ ہوگا؟ ان بہتانوں طوفانوں پر ہر گاہ و تہا سے مطالبہ جواب تو نہ ہوگا؟ ہاں ہر جواب تیار رکھو اس وقت کے لیے جبکہ ہماری طرف سے جھگڑنا آئے گا ہر ایمانی لکھ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ" طبعاً ذکر و تہجد (ان بہتانوں کے ثبوت میں حضرات علماء اہل سنت کی جو عبارات نقل کی گئی ہیں ان کا جواب ذیل میں مل جاتا ہے۔

**قال** رسالہ الامداد، صفر ۱۳۶۹ھ میں ۳۵ پر ایک مرید کا خواب اور بیداری کا واقعہ ان لفظوں میں لکھا ہے اٹھ۔

**اقول** ناظرین چونکہ زمانہ حال کے رضا خاندان کا یہ ایک مایہ ناز اعتراض ہے جس کو یہ دشمنان دین و دینیت ماہران کذب و خیانت طرح طرح کی رنگ تیزیوں کے ساتھ لے کر شائع کرتے رہتے ہیں لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج اس کا جواب کسی قدر تفصیل سے دے کر ہمیشہ کے لیے اس بحث کا بھی خاتمہ کر دیا جائے۔ ورنہ اللہ التوفیق۔ لیکن تحریر جواب سے پہلے ہم ضرور سمجھتے ہیں کہ جس واقعہ پر اس بہتان کی بنیاد ہے اس کو بھی بحسبہ نقل کر دیں وہ یہ ہے کہ ایک صاحب جو نہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے مرید ہیں نہ ملاقاتی بلکہ صرف حضرت مولانا امام محمد ام کے حالات حمیدہ منکر اور تعصبات مفیدہ دیکھ کر مایہ ناز تعلق رکھتے ہیں حضرت مولانا کو اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"اب جب اس کی عرض کرتا ہوں کہ بیعت ہونے کا خیال مجھ کو کیوں ہوا اور حضور کی طرف کیوں رجوع کیا بیعت کا شوق صرف مطالعہ کتب تصوف سے اور حضور کی جانب رجوع اس لیے کہ ہمارے ماما صاحبان مولانا مولوی محمد صاحب مرحوم۔ مولانا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم لودھیانہ والوں سے حضور کے عقائد ملتے جلتے ہیں (اس سے یہ فرض نہیں کہ ہمارے ماما اور کوئی اپنے دادا و فیرو ملاہ کے عقائد کو خراب ہی ہوں ان کو بلاوجہ ترجیح دی جائے۔ اصل فرض یہ ہے کہ حضور کے در بندے کے اعتقادات بالکل ایک ہیں اور اگر مولوی صاحبان لودھیانہ اور حضور کے درمیان کسی فروعات میں اختلاف بھی ہو اس میں بھی جناب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(۲) اور حضور کی تصنیف کردہ چند کتابیں زیر مطالعہ رہی ہیں جن میں سے پہنچتی زیر توجہ

جان ہے اور شرح مشکوٰۃ مولانا راوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور بھی چند تصانیف نظر سے گذریں۔

(۳) ایک دفعہ رام پور ریاست میں جانے کا اتفاق ہو تو وہاں ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب جو صاحب علم تھے ان کے پاس ٹھہرنے کا اتفاق ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مولوی صاحب حضور سے بیعت ہیں اس لیے ان سے اور محبت ہو گئی تو ٹائے گفتگو میں معلوم ہوا کہ ان کے پاس قند نہ بیون سے دو رسالے "الامداد" اور "حسن العزیز" بھی ہوا کرتے ہیں بندہ نے ان کے دیکھنے کے واسطے درخواست کی تو ان مولوی صاحب صاحب علم نے چند رسالے مجھ کو دیکھنے کے واسطے دیے۔

الحمد للہ جو صاحب ان سے انھیں بیان سے باہر ہے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ "حسن العزیز" دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ فینڈ نے غلبہ کیا اور سہ جانے کا ارادہ کیا "حسن العزیز" کو ایک طرف رکھ دیا۔ لیکن جب بندے نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو اس میں خلیں آیا کہ کتاب کو پشت ہو گئی اس لیے رسالہ "حسن العزیز" کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ کر دوسری کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ مکہ شریف اللہ فال اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں۔ اسے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کہ شریف کے پڑھنے میں اس کو گھج پڑھنا چاہیے۔ اس خیال سے دوبارہ مکہ شریف پڑھتا ہوں دل پر توجہ ہے کہ گھج پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشرف علیٰ کل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی لکھ لکھا ہے دو تیس بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند نفس حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا ہجرت اس کے کہ رفت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ یک چنگ ماری اور مجھ کو معلوم ہوا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حس تھی اور ۱۱ ثنائی بدستور تھا۔ لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا یہ خیال تھا۔ لیکن حالت بیداری میں مکہ



شریف قحطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا رد ہوا کہ اس میں کوئی بات نہ ہو۔

اس واسطے کہ پھر کوئی لکھ قحطی نہ ہو جو اس بات میں بند و بندہ اور پھر اس بات میں نہ ہو کہ اگر کفر شریف قحطی کے تذکرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شریف پڑھتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں التہم صلی علی سیدہ و سیدہ و مولانا شریف علیہ السلام کہ اب بیداروں

خواب نہیں لیکن بقیہ امور مجبور ہوں زبان اپنے قلم میں نہیں لکھ سکتا۔

رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رقی خوب رویا اور بھی بہت سی وجوہات ہیں جو حضور کے

ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔ انھی لحاظ امام ابو نعیمہ ۱۰۸۶ھ ۳۲۶ھ میں ۳۵

س خط کا جو کچھ خواب حضرت مومنانے ارسال فرمایا تھا اس کے نقل کرنے سے پہلے ہم

تاثرین کا واقعہ مذکور ہوا۔ کے چند ضروری اور قائل ہذا جزا ان طرف توجہ دینا چاہتے ہیں۔

① حالت خواب میں صاحب قلم کلمہ طیبہ و بقیہ کی ترمیم و تخریج کے پڑھنا چاہتا ہے لیکن

اظہار کی طور پر حضور مرور مسمیہ کے اسم کرکے کہیں سے اور نام زبان سے نکلتا

ہے۔ یہاں قائل کی ذیہ م ہے کہ خواب میں بھی وہاں متعدد بقیہ خوابوں میں کلمہ و نہیں

پڑھتا بلکہ بقیہ زبان سے اس طرح نکل جاتا ہے۔ مہارت زیر خط نمبر ۱۰۸۶ھ سے یہ

م ظاهر ہے۔

② ہاں ہر حالت خواب میں اس کا بھی اس میں کوئی بات نہ ہو۔ یہ مجھ سے سخت قحطی ہوئی اس

کی ضرورت کی ہے یہ مہارت زیر خط ۱۰۸۶ھ کا مفاد ہے۔

③ وہ شخص جس سخت قحطی کی تلافی کے لیے خواب میں کلمہ طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم

سجود پر پڑھتا ہے۔ یہ بات مہارت زیر خط نمبر ۱۰۸۶ھ سے مفاد ہوتی ہے۔

اس شخص کو اس وقت بھی اس کا یقین ہے کہ یہ مہارت ہے لیکن اس کی زبان بقیہ

ہے۔ یہ مہارت زیر خط نمبر ۱۰۸۶ھ سے مفاد ہوتا ہے۔

④ صاحب واقعہ نے بیدار ہونے کے بعد بھی اس کو ایک قحطی ہی سمجھا اور اس میں اس کے اس

سے دور کرنے کی کوشش کی۔ یہ مہارت زیر خط نمبر ۱۰۸۶ھ کا مفاد ہے۔

⑤ اس نے بیدار ہونے کے بعد خواب کی اس قحطی کی تلافی کے لیے سخت سیرت پر اور

شریف بھیجی چکی۔ یہ بات مہارت زیر خط نمبر ۱۰۸۶ھ سے مفاد ہے۔

ان چھ (۶) نمبروں سے مہارت تاثرین نے کچھ لیا ہوگا کہ صاحب قلم کے عقیدہ میں

حالت بیداری کی خواب میں بھی کبھی ایک کلمہ کے لیے تذبذب نہیں آیا وہ دونوں حالتوں میں

اس کو ایک قحطی اور دوسری سمجھتا رہا یہ اس کے رائے ایمان ہونے کی نہایت راہنمائی ہے

لیکن چشم بیاپا ہے۔

⑥ خواب اور بیداری کی ان دونوں کیفیتوں کے اندر جانے کے بعد اس کا بیان ہے کہ میں

بیدار ہونے کی حالت میں بھی بقیہ رقتہ رقتہ زبان قابو میں نہ تھی۔ یہ مہارت زیر خط

نمبر ۱۰۸۶ھ کا مفاد ہے۔

⑦ اس کا بیان ہے کہ میں اس سے بیدار ہونے میں اس کو قحطی و تذبذب سے مہارت

زیر خط نمبر ۱۰۸۶ھ سے مفاد ہے۔

اب ہم موقوف مدد ابواب جنت انبی انبیا پر کثرت میں اور اصل مقصد کی طرف

توجہ ہوتے ہیں۔

تاثرین اندر خلاف جس کے عقیدہ میں اس قدر کلمہ نکلے ہوئے کہ مکرر ختم نبوت کا

بے بنیاد الزام تحویپ کر اس کی تکفیر کرنا کہاں تک روا ہو سکتا ہے۔

یہ کہتا ہے وہاں کلمہ کلمہ غری سمجھ رہا ہے۔ بار بار حالت خواب و بیداری میں اس کی

تلافی کی کوشش کرتا ہے (لیکن سب میں خواب اختیار ہے مجبور ہے) پھر اس کیفیت کے اندر

جانے کے بعد اس پر داتا بھی ہے تاہم اس کے نقل پر کسی قسم کی تہیہ اور سرکش کی بھی حدت

نہیں یہ کہ اس کی اس وقت ضرورت ہوتی ہے جس کے عقیدہ میں اس کی قسم کا تذبذب ہوتا ہے۔

اب اگر ضرورت ہے تو صرف اس کی کہ پیش بندی کے طور پر اپنی ذات سے نبوت

دور سات کی تلافی ہے تاکہ یہ خیال آئندہ کی وقت گزرنے کا باعث نہ ہو اور اس کے اس

دشت انگیز خواب کی کچھ تہیہ تہیہ اس کی پریشانی کو بھی دور کر دیا جائے۔ جس طرح کہ جب

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے منکشفات میں لکھا۔ میں کیا کہ حضرت کی رات میں نے

ایک بہت بڑا خواب دیکھا ہے اور وہ یہ کہ کوئی شخص اس کا ایک ٹکڑا کٹ کر میری گود

میں رکھ دیا گیا ہے تو حضور مرور مسمیہ سے پانچ سو تیرہ تیرہ تیرہ تیرہ تیرہ تیرہ



کہ "زَائِبٌ خَبِيرٌ" (ای ام الفضل نہ گھبراؤ) یہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ میری لخت جگر فاطمہؓ ہر اکے بچہ پیدا ہوگا۔ جس کو تم کھوؤ گی (مکتوبہ)

الحمد للہ کہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت فوہم نے بھی اس سنت نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے اس کے جواب میں یہ تحریر فرمایا کہ

"اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ ہونے والی قیامت ہے۔"

ان صاحب واقعہ کی پریشانی کو بھی دور کر دیا اور لفظ "قیامت" لکھ کر یہ بھی بتا دیا کہ مجھ کو حضور سرور عالمؐ غریبی آدمی کے علاوہ صرف غلامی کی نسبت ہے یہاں نبوت و رسالت کا احتمال بھی نہیں۔

الحمد للہ کہ ہمارے مخالفین کی تمام ہرزہ بانوں کا جواب انہی چند سطروں میں ہو گیا لیکن چونکہ آج ہم کو اس بحث کا خاتمہ ہی کرنا ہے لہذا ہم اس کے ہر پہلو پر کافی روشنی ڈالتے چاہتے ہیں۔

ناظرین! اس واقعہ کے متعلق ہمارے مخالفین نے اس وقت تک جو کچھ ہر اکہ ہے اس سب کا حاصل صرف تین اعتراض ہیں۔

① معاذ اللہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

② صاحب واقعہ کو کوئی سرزنش کسی قسم کی سمجھ نہیں کی حالانکہ وہ اس کا مستحق تھا اور اس کو توبہ و استغفار و توبہ ایمان و ایمان کا حکم دینا چاہیے تھا۔ کیونکہ وہ کلمہ کفر کے لفظ کی وجہ سے کافر ہو چکا تھا جسی چونکہ مولانا اس شخص کے اس کفر پر راضی رہے اور کسی قسم کا انکار نہیں کیا لہذا خود بھی کافر ہو گئے کیونکہ ضابطہ لکھ کفر ہے۔

③ ایسے شیطانی دوسرے کو حالت محمودہ کیوں سمجھا گیا اور اس کی یہ تعبیر کیوں دی گئی۔

ان میں سے پہلے اعتراض کا انتراء محض اور کذب خالص ہونا تو اس قدر ظاہر ہے کہ کسی توضیح کا بھی محتاج نہیں پھر حضرت مولانا کی تحریر میں "قیامت" کا لفظ بھی اس کی پوری سی بخ کی کر رہا ہے۔

نیز نظر انصاف غور فرمایا جائے کہ اگر بغرض یہی واقعہ علامہ احمد قادیانی علیہ السلام یا کسی دوسرے مدعی نبوت کے سامنے پیش آتا تو کیا وہ بھی لکھتا جو حضرت مولانا نے تحریر فرمایا۔ بلکہ

عرش کی قسم وہ ہرگز نہ کہتا بلکہ اس کو اپنے دعوے نبوت کی ایک روشن ترین دلیل قرار دیتا۔ اور غزالی کی تعداد میں اس مضمون کے اشتہار ت شائع کرتا کہ "جو لوگ میری نبوت و رسالت کے منکر ہیں خدا ان سے بہ جبر جہنم پکڑ کے میری رسالت کا اقرار کرتا ہے اور میرے کلمہ پڑھواتا ہے" اب اس کے مقابلہ میں حضرت مولانا کا جواب بھی ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔

"اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ ہونے والی قیامت ہے۔"

یعنی حضور سرور عالمؐ (کا ایک فرمانبردار غلام ہے)

ناظرین! خدا رانصاف؟ کیا اس میں کوئی لفظ بھی ایسا ہے جس سے دعوے نبوت کی ہو بھی سکتی ہو۔ کیا سرکارِ دو عالمؐ کی عدالت کا قرار بھی کوئی عین جرم ہے۔

میرے دل کو دیکھ کر میری دعا کہ دیکھ کر

بندہ پروردگاری کا خدا کو دیکھ کر

دوسرے اعتراض کا جواب ہم قدر تفصیل سے دینا چاہتے ہیں۔ کیونکہ نہ گیا ہے کہ بعض بھروسے مسلمان بھی اپنی سادہ دلی کی وجہ سے اس میں الجھ جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ یہ بات تو ماننا ہمارے مخالفین کو بھی مسلم ہوگی کہ حالت خوب میں جو کلمات کفر یہ صاحب واقعہ کی زبان سے سرزد ہوئے اس کی وجہ سے نہ اس کو کافر کہا جاسکتا ہے نہ مردہ کیونکہ وہ شخص اس وقت حسب ارشاد نبویؐ مرفوع اہم تھا۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رفع القلم عن ثلاثة عن الائم حتى

يستيقظ وعن المصبي حتى يعقل وعن المعنوه حتى يفيق او كما قال عليه

السلام. رواه الترمذی وابن ماجه وابو داود وغيرهم وقال عليه السلام

لا تغربوا في اليوم الحديث رواه غير واحد من ائمة الحديث۔

حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں تم میں سے مرفوع اہم ہیں ایک سونے والا جب تک کہ

بیدار ہو اور ایک بچہ یہاں تک کہ بالغ ہو اور ایک بے ہوش یہاں تک کہ اس کو نفاق ہو جائے

اور فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ جند میں (جرم) جرم نہیں۔ اس کو بہت سے محدثین نے اپنی

لکھائوں میں روایت کیا ہے۔

اسی قسم کی حدیث سے حضرت فقہائے فقیہ نے یہ اصول نکالا ہے کہ حالت خواب کی



بات کی درجہ میں بھی قابل اعتبار نہیں۔ خواب کا نہ اس قدر معتبر ہے نہ کفر نہ ایمان نہ طلاق نہ عہدہ و تصریح فرماتے ہیں کہ خواب کی بات پرندوں کے دوازے سے کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتی، چنانچہ اگر نیکار کے حاشیہ روا لکھا را المعروف بہ شامی میں ہے۔

وفی التحرییر وتطل عباراتہ من الاسلام والردۃ والعلاق ولہ توصف  
بغیر ولا الشاء وصدق وکذب کالحن الطیور۔

ومنه فی التلویح فهذا صریح فی ان کلام النعم لا یستفی کلاماً لغاً ولا  
شرعاً بمصرلة المہمل

تحریر اصول میں ہے کہ سونے والے کا کلام (مثلاً) اسلام، یا یہ مرتد ہو جائے یا یہ نبی ہو صادق  
دینا یہ سب تمنا اور پکار ہے نہ اس کو خبر کیا جاسکتا ہے اور نہ انشا اور نہ کچھ نہ جھوٹ۔ مثل  
پرندوں کی آواز کے۔ اور اسی کے مثل کلمات میں ہے (طائر شامی فرماتے ہیں) کہ اس  
عبارت سے مراد معلوم ہوتا ہے کہ حالت خواب کے کلام کو نہ لفظ کلام کہا جاسکتا ہے نہ شرعاً  
جس طرح مہمل (لفظ بے معنی)۔

ان احادیث شریفہ اور شامی کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اگر خواب میں انسان  
سے کلمات کفر یہ سرزد ہو جائیں تو ان کی وجہ سے ہرگز اس کو کافر نہیں کہا جاسکتا ہندوستان خواب  
میں صاحب وقت کی زبان سے جو کلمہ کفر سرزد ہوا وہ تو کسی طرح بھی موجب کفر و رد نہیں  
ہو سکتا، کفر و رد اتو کیا معنی معمولی درجہ کی معصیت بھی نہیں کیونکہ وہ اس وقت غیر منکلف ہے۔  
اب صاف حالت بیداری کے واقعہ متعلق سے اس راویا ہے اس کے متعلق صاحب وقت کا  
بیان ہے کہ وہ خواب والی غلطی سے ناہم و پیشانی ہو کر اس کی تلافی کے لیے متخفرت و متوجہ  
درود شریف پڑھنا چاہتا ہے اور کسی قصد سے زبان کو حرکت دیتا ہے لیکن ب اختیار زبان سے  
متخفرت و متوجہ کے نام مبارک کے بجائے دوسرا نام نکل جاتا ہے اس کو اس وقت غلطی کا  
احساس ہے مگر کہتا ہے کہ زبان پر قہر نہ تھا ب اختیار تھا، مجبور تھا۔

یہاں دوا امر متوقع طلب ہیں۔

اول یہ کہ اس شخص کا یہ دعویٰ "کہ میں اس وقت ب اختیار تھا۔ زبان میرے قابو میں نہ تھی جو

کلمات مجھ سے سرزد ہوئے وہ اضطراری طور پر سرزد ہوئے قابل تسلیم ہے یا نہیں۔  
دوم یہ کہ اس کو اس دعویٰ میں صادق مان لیا جائے تو اس کا یہ بیان اس کو کفر سے بچا سکتا  
ہے یا نہیں اور جس شخص سے حالت بیداری میں بلا قصد و اختیار کلمات کفر یہ سرزد ہو  
جاویں وہ شخص کافر ہے یا نہیں؟

امراؤں کے متعلق یہ مدعی ہے کہ شخص مذکور کا یہ بیان کہ میں اس وقت ب اختیار تھا  
مجبور تھا یا یقیناً قابل تسلیم ہے جب تسلیم ہے تو بل تسلیم تو اس سے کہ یہ بات فی نفسہ میں  
نہیں اس شخص کے بعد قہر ہے کہ بعض اوقات انسان کہنا کچھ چاہتا ہے اور ب اختیار اس کی زبان  
سے کچھ نکل جاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت ایسا ہوتا ہے نہ شر میں در نہ بیکار کوئی اور کی خاص  
عارضہ وہاں موجود ہوتا ہے۔

اس کی پہلی نظر ملاحظہ ہو:

صحیح مسلم میں حدیث اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمادے  
کہ نہ نئی دعویٰ اپنے رب سے نہ نیا دعویٰ تو بہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے کہ وہی مسافر کی  
بے تاب و بیوقوفی وقت میدان میں جا رہا ہو اور وہاں اس کی ساری کا اوت جس پر اس کے  
کھانے پینے کا سامان بھی نہ ہو اور اس سے کچھ چاہے اور وہ بھرا ہوا خوش رک کے اس سے  
نامید ہو کر مرے کے لیے کسی درخت کے سایہ میں لیٹے چرائی جا رہی ہو اس کی کچھ بھی ملے  
جائے یا نہ ہو تو اس کے بعد اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کا وہ اونٹ نے اپنے سارے سامان  
کے اس کے پاس کھڑا ہوا ہے اور اس کی رہن سے انہی خوشی میں یہ غلط نکل جائیں گے انہیں  
اس حدیث و حدیث اس پر درکار تو یہ ہے بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں (معاذ اللہ)  
تو فرشتے کے بعد متخفرت و متوجہ فرشتے میں اخطا میں شدہ لغو یعنی زیادتی خوشی کی  
وجہ سے اس کی زبان بیکار ہوئی اور اس سے کلام یہ کلمات کفر یہ سرزد ہوئے حالانکہ وہ بیکار یہ  
کہنا چاہتا تھا کہ اے اللہ تو میرا پروردگار ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا  
کہ بعض اوقات انسان کی خاص حالت میں کچھ کہنا چاہتا ہے اور اس کے منہ سے کچھ نکل  
ہے۔ حالانکہ نہ وہ دیرانہ ہوتا ہے نہ اس کو فحش ہوتی ہے نہ وہ شر میں مست ہوتا ہے۔



اس کی دوسری نظیر جو اکثر اہل علم پر گزرتی ہے:

بہاؤت دیکھ جاتا ہے کہ بعض دوچار، جن کو تقریر کی حالت نہیں ہوتی مگر ان کو بھی پیٹ فارم پر کھڑا کر دیا جائے تو مشہدہ ہے کہ بے چارے کہا کچھ چاہتے ہیں اور منہ سے کچھ نکلتا ہے بعض اوقات ان کو غلطی کا احساس بھی ہو جاتا ہے لیکن تھیمج کی قدرت نہیں ہوتی۔

اسی کی تیسری نظیر جو عام طبقہ پر بھی گزرتی ہے:

آخر دیکھ گیا ہے کہ بعض وہ حضرات جن کو سرکاری عدالت سے کہ واسطہ پڑتا ہے وہ فہرۃ سارہ مزق بھی ہوتے ہیں اگر کسی فوجداری کے مقدمہ میں گواہی کی ذمت آتی ہے تو دیکھوں کی جڑ میں بے چارے کہا کچھ چاہتے ہیں اور نکلتا کچھ ہے اس وقت زبان کا حفاظت و برکت نہیں ہوتی۔

یہ ایسے کھلے واقعات ہیں جن کا انکار یقیناً کاروبار پر ہر شخص حالت مرض میں جبہ قوی ضعیف ہو گئے ہوں اگرچہ بے ہوشی نہ ہو مگر طبی ہذا سہرا لٹنے کے بعد قورنی برتک خاموش کر جب کہ وحشت انگیز خواب کے اثر سے کچھ کل گئی ہو اثر یہ ہوتا ہے کہ اس سہرا کچھ چاہتا ہے اور منہ سے کچھ نکلتا ہے۔ جو اس ایک گوندہ دست ہوتے ہیں لیکن زبان کچھ دیر تک بے قابو کی رہتی ہے۔ اس کا تجربہ اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ جب کوئی شخص خوب میں بزمین بک رہا ہو اور ٹھہرے کے تھارے پر نہیں ہوں تو ناگہانی طور پر اس کو غایب کر دیا جائے اور اس سے کچھ سوال کیا جائے اور بعض اوقات سوال کو کچھ بھوکے گا۔ لیکن جب جواب دے گا تو اس میں بے اختیار کی طور پر کچھ باتیں اسی بھی نکل جائیں گی جو سوال سے محض بے تعلق ہونگی جہاں پر پریشان خیالات کا شہرہ ہوں گی جو اس وقت اس کے دماغ میں چھڑکارت تھے جاکر اسے خود اس کا تجربہ کیا ہے یہی وجہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی مجلس میں سمدھک سے متعلق بولی جا رہی بات کہتا ہے تو اہل مجلس کہا کرتے ہیں "اوسے میاں کیا سو کے اٹھے ہو۔"

الغرض یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ بعض خاص حالات میں اور بعض خاص سرگرمی کے بعد کچھ دیر تک بہاؤت انسان کی یہ کیفیت رہتی ہے کہ وہ مٹا کچھ چاہتا ہے اور اس کی زبان سے کچھ نکل جاتا ہے حالانکہ وہ دودھ لوانہ ہوتا ہے نہ بے ہوش اور نہ نش کی وجہ سے مدہوش۔

جب یہ بات ثابت ہو چکی تو معلوم ہوا کہ شخص مذکور کا یہ بیان کہ "اس وقت (یعنی اس پریشان کن خواب سے کچھ کھنے کے بعد) جو کلمات میری زبان سے سرزاد ہوئے وہ جانتے و اختیار تھے زبان میرے قابو میں نہ تھی" یقیناً قابل تسلیم ہے۔

اور اس کے ان کلمات کوئی پر محمول کیا جائے گا کہ وہ صرف اس خوب کے اثر سے تھے اس میں وہ اس وقت جو تھا یہی وجہ ہے کہ خواب اور بیداری کی دونوں غصیوں کی نوعیت بھی یکساں ہے۔

یہاں تک ہم نے صرف یہ ثابت کیا ہے کہ اس شخص کا وہ بیان قابل تسلیم ہے۔ رہا اس کے بیان کا واجب التعمیم ہونا سوچیں کہ یہ ہے کہ اس صورت میں وہ شخص مسلمان رہتا ہے (جیسا کہ عمران شاہ رحمہ اللہ عز و جل نے ثابت کر دیا) اور یہ مسئلہ مسلمہ ہے جب کسی مسلمان کے کلام میں چند پہلو ہوں جن میں سے کچھ موجب کفر ہوں اور کچھ موجب اسلام تو مفتی پر واجب کہ اسی اور سے پہلو اختیار کرے اور ہر شخص مسلم کے ساتھ سے موٹ نہ ہو بجا اس کے کہ کتب فقہ کی مہارت نقل کروں مناسب سمجھتا ہوں کہ خواہنا فضل بریلوی کے کلام سے استناد کروں۔

مدنی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

خان صاحب موصوف تمہید ایمان ص ۳۶ پر نظر آ رہی ہیں:

"بحر اراکئ و تنویر الابصار و حدیقہ ذیہ و حیر الولاہ و سل المسام و غیر ہامی ہے والی

نحوہ لا یفتی بکفر مسلم امکن جعل کلامہ علی معمل حسن الح

یعنی فقہ کے یہاں یہ شخص سوچتا ہے کہ جس مسلمان کے کلام کو کسی جھگڑے میں (معنا) پرکھوں کیا جاسکے اس کے کہ کلام تیری نہیں بوجہ مستحق

اور برکات الامداد ص ۲۸ پر فرماتے ہیں:

مذاہر مرفعات میں یہ کلمہ کوئے کلام میں ابراہیم علیہ السلام کے نظیر اور یہ تاویل ساری

پیدا ہوا واجب ہے کہ اسی تاویل کو اختیار کریں اور اسے مسلمان ہی ٹھہرائیں کہ حدیث میں کیا

ہے الاسلام یعلو ولا یعلیٰ اسلام غالب ہی رہتا ہے۔ مطلب نہیں کیا جائے۔

نیز تمہید ص ۳۳ پر فرماتے ہیں:



”ہمیں سارے نبی سید نے الہیہ لفظ سے منع فرمایا ہے جب تک وہ غیر  
تقرب سے زیادہ ارشاد نہ ہو۔ اور ہم سلام کے لیے امداد (بالکل) کوئی معنی سے ضعیف  
عمل بھی بات نہ رہے لان الاسلام یقلوا ولا یعلی۔“

خان صاحب بالحق یہ کہ ان پر یہ عبارت سے معلوم ہو گیا کہ مفتی کا فرض ہے کہ جہاں  
تک ممکن ہو وہ مسلمان کے کلام میں کسی پہلو کو فقیر کرے جو موجب کفر نہ ہو نہ ثابت ہو گیا  
کہ صاحب فقہ کا بیان کہ میں ”باعتبار فقہ مجبور تھا“ قابل تسلیم ہونے کے ساتھ ساتھ وہ جب  
التسلیم بھی ہے۔ ختم ہوئی پہلی تصحیح۔

امام شافعی غلب یہ تھا کہ اگر اس شخص کے پاس کوئی کتاب یا ہاتھ کی کتاب  
فقیر کی کاغذ اس کو مرتبہ ہونے سے نجات دے گا۔

اس کا جواب دینے سے پہلے ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ حالت بیداری میں  
صاحب فقہ مجبور کی اور بختیاری (جس کا امداد ہے) اصطلاحات فقہان راستہ کے قسم  
میں داخل ہے یا اس کو ترک کر دیا جائے گا یا نہیں؟

ناظرین کرام اس کا بیان یہ ہے کہ میں خواب کی اس عین غلطی سے ہمراہ پیش ہو رہا  
اس کے نزدیک کے لیے تکفیر سے زیادہ ارشاد پر غصہ پڑتا تھا۔ میں حضور کے نام  
مبارک کے جانے زبان سے اور اہم کلمہ صاحب فقہ کے اس بیان سے خفا ہے کہ یہ  
کل کفر اس سے خفا ہو رہا ہو کیونکہ فقہ کی تعریف فقہاء کے لیے ہے کہ اس کوئی  
کل کہتا ہے پتا ہو اور اس کی زبان سے کوئی اور کلمہ نکل جائے مثلاً وہ شخص اللہ واحد کہتا  
چاہتا تھا اور اس کی زبان سے اللہ جلیل کہتا تھا فقہ کی اصطلاح میں اس کو خطا کہا جائے گا۔  
فتویٰ قاضی خان میں ہے۔

الحاظی من بحر علی لسانہ من غیر قصد کلمۃ مکن کلمۃ۔

یعنی غلطی سے لہجہ سے کہیں کی زبان سے کوئی کلمہ یا قصد کسی اور سے نکل جائے۔  
نکل جائے۔

نیز اسی فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

الحاظی الا اجر علی لسانہ کلمۃ الکفر خطا بان کان یريد ان يتكلم

بعالیس بکفر فحری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطا۔۔۔

اور فتاویٰ بزاز میں ہے اے ادا اراد ان بتکلم بکلمۃ مباحۃ فحری علی لسانہ  
کلمۃ الکفر خطا بلا قصد انتہی۔

فقہاء کرام کی ان عبارات و نیز مسلم شریف کی اس حدیث سے جو رسالہ ہمارے ص ۳۵  
پر نقل کی جا چکی ہے صاف ظاہر ہے کہ انسان کی زبان سے جو کلمہ یا قصد نکل جائے اس کو خطا کہا  
جاتا ہے۔ میں معلوم ہو کہ صاحب فقہان زبان سے جو کلمات کفریہ سرزد ہوں ان کا صدور  
اس سے خفا ہو اور فقہاء کی اصطلاح میں اس کو خطا کہا جائے گا۔ اب صرف یہ معلوم کرنا باقی  
رہے گا کہ جس شخص سے کلمت کفریہ خطا کے طور پر سرزد ہوں اس کا یہ حکم ہے اس کا جواب  
پچھلے قسط میں دینے سے خیر قل اللہ تعالیٰ

ربنا لا تو اخلنا ان نسبنا او اخطانا (سورۃ بقرہ رکوع آخر)

سے پروردگار اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے اور کچھ خطا سرزد ہو جائے تو ہم سے مواخذہ نہ  
فرمائے۔

اور اجواب آنحضرت ﷺ کی حدیث شریف سے سنئے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع عن ائسی الخطا  
والنسیان۔ (رواہ القاری فی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ)

میر کی موت سے خفا اور نسیان غلطی کے ہیں (یعنی ن پر کسی قسم کا مواخذہ نہ ہوگا۔

فقہ حنفی کا جواب سنئے ثانی جس کے حق میں طرز مذہب ابی حنیفہ تھا گیا ہے اس میں ہے۔  
ومن تکلم بها محطاً او مکرها لا یکفر عند الكل۔

(شامی جلد خامس ص ۲۸۵)

جس سے کلمہ کفر خطا سرزد ہو گیا یا کسی نے زبردستی اس سے کہلا لیا تو اس کی تکفیر کسی کے  
زاد یا نہیں ہے۔

اصول امام فخر الاسلام کی شرح کشف الاسرار میں ہے:

بالتکلم مکلمۃ الکفر فی حاله السکر لا یحکم بالردة لا یحکم بہ فی



حالة الحط والجور۔

نشر کی حالت میں کہ کفر نکل جانے کی وجہ سے مرتد ہو جانے کا حکم نہیں دیا جائے گا جس طرح کہ خطا اور جنون کی حالت میں ارتداد کا حکم نہیں دیا جائے۔

اور فتاویٰ عالمگیریہ میں بحوالہ فتاویٰ قاضی خان نقل کیا ہے۔

الخاطی اذا جرى على لسانه كلمة الكفر خطاء بان كان يريد ان يتكلم  
بسم ليس بكفر لجرى على لسانه كلمة الكفر خطا لم يكن ذلك كفر  
عند الكل۔

جبکہ خطائے طور پر کہ کفر زبان سے نکل جائے اس طرح کہ سننے والی بات چاہتا ہو جو غرض نہیں تھی اور نکل گیا کہ کفر خطائے طور پر تو یہ ارتداد کا موجب نہیں۔

قرآن عزیز کی اس آیت کریمہ اور منقذت ہدیہ کے اس ارشاد اور فقہائے کرام کے ان  
نصوص سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اگر کسی کی زبان سے بلا قصد و اختیار کلمات کفریہ  
سرزد ہو جائیں (جس طرح کہ واقعہ زیر بحث میں ہوئے) تو یہ بہت زیادہ موجب غم و رنج نہیں۔  
اسی مدعا کی دوسری تقریر اس طرح بھی کی جاسکتی ہے کہ ارتداد اس کے لیے قصد و ارادہ لازمی  
ہے چنانچہ درمختار باب المرتد میں ہے

وركتها اجراء كلمة الكفر على اللسان

یعنی ارتداد اگر کسی نے کفر کا زبان سے نکالا ہے۔

یہ نہیں فرمایا کہ ارتداد اگر کسی نے کفر کا زبان سے نکالتا ہے بلکہ کفر کے زبان سے نکالنے اور  
کفر قرار دینا اس سے صاف ظاہر ہے کہ ارتداد اس کے لیے قصد و ارادہ لازمی ہے۔ نیز اسی درمختار  
میں ہے۔

ولا ردة بلسانه وقلبه مطمئن بالايمان (درمختار ص ۳۳)

جبکہ دل میں مطمئن نہ ہو تو صرف زبان سے کفر نکالنے سے ارتداد نہیں ہوگا۔ (درمختار ص ۳۳)

اور اصول یزدوی کی شرح کشف الاسرار میں ہے:

ان الردة تنبئ عن الفصل

ردت کا لفظی قصد و ارادہ کو بتلارہا ہے۔

اور علامہ ابن الحرم فتح القدیر شرح بدایہ میں ارقام فرماتے ہیں

الردة تنبئ عن تبدل الاعتقاد (ص ۴۰ ج ۱)

ردت کا لفظی اعتقاد کی تبدیلی کو بتلارہا ہے۔

نیز اسی فتح القدیر کی جلد ۲ ص ۳۱ پر ہے

ركب الاعتقاد

ارتداد اگر کسی اعتقاد ہے۔

علیٰ ہذا احتیاطیہ شرح بدایہ میں ہے:

ان الركن في الردة الاعتقاد (عناہ ص ۴۰ ج ۳)

ارتداد اگر کسی اعتقاد ہے (یعنی تبدیلی اعتقاد کی کو اس میں دخل ہے)۔

فقہائے کرام کی ان تمام عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ اگر بلا قصد کسی سے کلمات کفریہ  
سرزد ہو جائیں اور اعتقاد میں کوئی تبدیلی نہ ہو تو وہ صرف ان کلمات کفر کے تعلق کی وجہ سے کافر نہ  
ہوگا۔ اور یہی ہمارا مدعا تھا۔

اسی کی تیسری تقریر اس طرح بھی کی جاسکتی ہے کہ ارتداد کی شرکاء میں سے ایک طوع  
و اختیار بھی ہے (ملاحظہ ہو درمختار روشنی) اور وہ قصد و ارادہ میں دو مشکی ہے لہذا بوجہ عدم وجدان  
شرط ارتداد کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔

اس وقت تک جو کچھ عرض کیا گیا اس کا خلاصہ صرف قرآن عظیم اور عادیث نبی کریم علیہ  
الرحمۃ والتسلیم اور فقہ حنفی کی معتبر روایات تھیں جو ایک حنفی المذہب مسلمان کی تسلی و تسکین کے لیے  
کافی سے زائد ہیں۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ اس کا آخری فیصلہ خود فاضل بریلوی کے کلام سے  
پیش کر کے اس بحث کو ہمیں ختم کر دیں۔

چونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ رضا خانی صاحبان (جو قرآن و حدیث کی تحریف اور اس کے  
معنی کے پیچھے ہیں) بہت ہی چاق و چست ہوتے ہیں (اگر ان کے سامنے ان کے ان مجدد  
صاحب بریلوی کا کلام پیش کر دیا جائے تو ان کی ساری جستی سستی سے بدل جاتی ہے اور بالکل  
نی اوس پڑ جاتی ہے اس لیے مٹھڑ بحث میں خان صاحب باقیابہم کا فیصلہ درج کرنا زیادہ



مناسب سمجھا گیا خان صاحب مہمونی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

ثابت میں احکام مضمر، نام فقیر سے جدا ہیں۔

(یکموسمات ص ۱۵۳ میں ص ۱۵۴)

خان صاحب کے ان غلط فہمیوں کو کہ روٹی ہے فقیر سے فطرت کے یہ ہے تو اس کا اور حکم ہے یعنی وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی زبان سے مضمر کی طرح یہ فقیر نکلتا ہے کفر مرزا ہو جائے تو اس کا اور حکم ہے یعنی اس کو کافر نہیں سمجھا جائے گا کہ صاحب فقیر کے لیے مجدد الفکر کا اتنا ہی لگنا کافی ہے

ہوا ہے مدنی کا فعل اچھا میرے حق میں

زیلچا نے کیا خود پاک دامن باد کھال کا

ہمارے اس بیان سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ صاحب واقعہ اس واقعہ کی وجہ سے نہ کافر ہے نہ مرتد نہ سبکدہ شریت مسلمان غم میں وہ بالکل مضمر ہے نہ اس فقیر میں نکاح کی ضرورت ہے نہ توبہ و استغفار کی۔ پس ثابت ہو گیا کہ اس واقعہ کے حلق ہمارے ہی تھیں کا اور اس میں بھی پہلے ہی میں شخص بے صلہ اور بحث طعن پر مبنی ہے۔ بسم اس بحث و بحث ختم کرتے ہیں اور باقی ماندہ موضوع کی اور فی محبت کے لیے متنی کرتے ہیں۔ والحمد للہ ذی الجلال

اب صرف تیرا اعتراض رہا ہے کہ اس شیعہ نے دوسرے کلمات محمدیوں سمجھا لیا۔ اور اس کی وجہ یہ کہ اس نے اس واقعہ میں کسی بھی نہ کسی طرف ترجیح دے رہا ہو۔ خود بخود حق حق ہے کہ اس کا جواب ہماری ایسی جگہ سے پہلے ہی میں ہے کہ اس نے یہ کہ وہ بے صورت ہوتی ہے اور یہ حقیقت یہی ہے کہ اس کا ایک ظاہری پہلو ہوتا ہے اور ایک باطنی اور بس اوقات ایسا ہوتا ہے کہ باطنی انکسار میں اس کا ظاہر ہی پہلو نہایت ہی تاریک اور اشد گمراہ ہے۔ لیکن اس کا باطنی پہلو یعنی اس کی تعبیر ایک باطنی طور پر اور نہایت خوش کن بشارت ہوتی ہے غرض اس کوئی خوب ظاہر ہو تو یہ ضروری نہیں کہ فی الحقیقت بھی وہ ایسا ہی برا ہو اور اس کی تعبیر بھی مذہبی ہوائی کی شہادت میں واقعات ذیل ملاحظہ ہوں۔

○ مشکوٰۃ شریف باب مناتب الہییت میں حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث مروی ہے۔

عن ام الفضل بنت الحارث انھا دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی رايت حلما مکرا الیلۃ قال وما هو فاستشہدت قال وما هو قالت ربت کان قطعہ من جسدہ لقطعت ووضعت فی حجری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رايت خیرا نلتہ فاطمة ان شاء اللہ غلاما یكون فی حجرک فولدت فاطمة الحسن لکن فی حجری کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آج رات میں نے بہت بڑا خواب دیکھا حضور نے ارشاد فرمایا وہ کیا خواب ہے عرض کیا کہ حضرت دو توبہ ہی ہوا ہے ارشاد فرمایا (تلاوت) اور کیا ہے حضرت ام الفضل نے عرض کیا میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ گویا حضور کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا کات کر میری گود میں رکھا گیا ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تم سے بہت بڑا خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ تم نے خدا تعالیٰ سے قربت حاصل کی ہے اور اس کی وجہ سے تم کو میری گود میں رکھا گیا ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تم کو کایا خواب دیکھا ہے کہ گویا حضور کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا کات کر میری گود میں رکھا گیا ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تم سے بہت بڑا خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ تم نے خدا تعالیٰ سے قربت حاصل کی ہے اور اس کی وجہ سے تم کو میری گود میں رکھا گیا ہے

○ یہ حدیث بھی صحیح ہے کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت میں نے ایک بڑا خواب دیکھا ہے اور جناب رہا تھا آپ ﷺ کے مکرر استفسار پر عرض کیا کہ حضرت دو توبہ ہی ہوا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ تم نے خدا تعالیٰ سے قربت حاصل کی ہے اور اس کی وجہ سے تم کو میری گود میں رکھا گیا ہے

○ مسلم شریف و نیز دیگر کتب حدیث میں ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا

احب القید واکبر العلی القید لکات فی الدین او کما قال

یعنی میں خواب میں جیل کی چیزوں کو اچھا سمجھتا ہوں اور گروہ کے حقوق کو برا سمجھتا ہوں



بیاں دین کے معاملہ میں ثابت قدمی کی (پیش) میں۔

غور فرمایا جائے کہ بیرون میں بیڑی کا ہونا بظاہر کس قدر بری بات ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے اس کی تعبیر کتنی نفیس بتلائی۔

② تعبیر الروایہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ایک خواب بیان الفاظ مذکور ہے کہ  
 اے اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسنة لاحر اسنة وکان ابو  
 حنیفة صبا بالمکک فقال اسنادہ ان صدقت رؤیاک یا ولد لانیك نفعی  
 اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونش عن شریعتہ فکان کما عن  
 الاسناد۔ (تعبیر الروایہ کنزوری ص ۳۷)

(خواب میں) حضرت امام ابوحنیفہؒ سیرور عام بیتہ کے حذر قدم پر پہنچے اور وہاں پہنچ کر حضور کے مرتد پاک کو اکھڑا (عذرا خدا سائر مسکین من) اس پریشان کن اور وحشت انگیز خواب کی اطلاع انہوں نے اپنے استاد کو دی اور اس زمانہ میں امام صاحب مکتب میں تعلیم پاتے تھے جس ان کے استاد نے فرمایا: تمہارے یہ خواب واقعی ہے تو (اس کی تعبیر یہ ہے) کہ تم جناب رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی جیالی کرو گے اور شریعت محمدیہ کی پوری کھوکھلا کر دے گے بالکل ایسی بات کہ ان کے استاد کی یہ تعبیر حرف برف کی ثابت ہوگی۔

دیکھیے یہ خواب بھی بظاہر بہت ہی زیادہ پریشان کن تھا۔ لیکن حضرت امام اعظمؒ کے استاذ نے اس کی تعبیر کس قدر تسلی بخش بتلائی۔

③ تاریخ کی بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کی بیوی زبیدہ نے خواب دیکھا کہ کثیر التعداد مخلوق جمع ہے اور سب بڑے بڑے ہارے اس سے جماعت کرتے ہیں جب آگے کھلی تو سخت پریشان تھی۔ گھر بہت کی کوئی جہت تھی۔ سرکار اپنی ایک کنیز کو اس زمانہ کے امام فن تعبیر کے پاس بھیجا اور اس کو فہمائش کی کہ ان کے پاس پہنچ کر میرے اس خواب کی تعبیر دریافت کر لیکن یہ نہ کہنا کہ زبیدہ نے یہ خواب دیکھا ہے بلکہ یہ ظاہر کرنا کہ خود میں نے ایسا خواب دیکھا ہے۔ حسب الحکم وہ کنیز ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور مذکور بالا خواب

مذکورہ است نقل کر کے تعبیر دریافت کرنی چاہی انہوں نے فرمایا: تو خطہ کہتی ہے۔ تو نے ہرگز یہ خواب نہیں دیکھا، آخر جب انہوں نے حقیقت حال دریافت کرنے پر زیادہ اصرار کیا تو جہر فرمایا کہ خلیفہ وقت کی بیوی زبیدہ کا یہ خواب ہے انہوں نے فرمایا ہے شک زبیدہ کا یہ خواب ہو سکتا ہے اور اس کی تعبیر یہ بتلائی کہ اللہ تعالیٰ اس سے کوئی یہ کام لے گا۔ جس سے کثیر التعداد مخلوق فیض یاب ہوگی۔

کہا جاتا ہے کہ زبیدہ (جو عرب کے ایک بہت بڑے حصہ کو میرا کر رہی ہے اور ایام حجاز میں مشرق و مغرب کے مسلمان اس سے فیض یاب ہوتے ہیں) اسی خواب کی تعبیر ہے۔ اب دیکھیے کہ خواب بظاہر کس قدر وحشت انگیز تھا اور اس کی تعبیر کس درجہ کی بشارت ہے۔ ان احادیث کریمہ اور ان واقعات سے صاف ظاہر ہو گیا کہ بظاہر کوئی خواب کیسی ہی وحشت انگیز اور پریشان کن کیوں نہ ہو۔ لیکن ہرگز ضروری نہیں کہ اس کی تعبیر بھی ایسی ہو بلکہ ممکن ہے کہ اس کی تعبیر کوئی اچھی نکل آئے جس واقعہ زیر بحث بھی اسی قبیلہ سے ہو تو کوئی غل اشتیاب واستبعاد نہیں۔

اب رہیہ سوال کہ خواب اور اس کی تعبیر میں کوئی مناسبت ہونی چاہیے ہند بتلایا جائے کہ اس خواب اور اس کی تعبیر میں کیا مناسبت ہے اس کے جواب میں ہم حضرت مولانا شرف علی صاحبی کی چند سطریں نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں جو مولانا غلام علی نے اسی سوال کے جواب میں ارقام فرمائی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ:

”بعض اوقات خواب میں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور دل بھی گویا دیتا ہے۔ ضروری ہیں لیکن بشارت کے وقت معلوم ہوتا ہے کہ شکل کسی اور کی ہے تو وہاں مل تعبیر بھی کہتے ہیں کہ یہ اشارہ ہے اس شخص کے قیامت ہونے کی طرف پس اس طرح یہاں بجائے شکل نبوی کے دوسری شکل مرئی ہونے کی (یعنی دکھائی دینے کی) تعبیر اتباع سنت سے دے گئی اسی طرح بجائے اسم نبوی ﷺ دوسرا اسم مفلوظ ہونے کی تعبیر گراں اتباع سے دی جائے تو اس میں کیا محذور شرعی لازم آگیا۔“ (الامام ابوہریرہؓ جلد اول ص ۱۳۳)

دوسری وجہ اس کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کلام میں مضامین مخدوف مانا جائے اور تقدیر مبرکت کی یہ بات ”اشرف علی منہ رسول اللہ“ اور مضامین کا حذف زبان عرب میں







تہ عقیدہ دینی رکھنا جو تمہارا تقاضا ہے تو صرف اس سرور کا ایک غلام ہوں • اچھی۔

اس کے متعلق بھی ہماری سوال ہے کہ اس صورت میں آپ کے نزدیک حضرت خلیفہ صاحب کا کیا حکم ہے اور اگر اس قصہ کو موضوع نہ کہا جائے تو پھر بتایا جائے کہ اس کے مقلین یا تیار کا کیا حکم ہے پھر جن لوگوں نے اب تک اس قصہ کو حضرت خلیفہ کے تذکرہ میں دیکھا اور حضرت خلیفہ کو کافر کہا نہ اس کے مقلین اور رافضیوں کو ان سب کا کیا حکم ہے۔ نیز توجروا۔ بیوا توجروا۔ بیوا توجروا۔

کانپور کے نئے محقق صاحب آپ نے تو لوگوں کے کفریات کی اشاعت کا ٹھیکہ لیا تھا یہ چمکتے کفریات (علیٰ اسلیم) آپ کی نظروں سے کہاں اور محفلِ راجے خیر "گدڑا اسلوات" سندہ رافضیہ اب ذرا اپنے اکابر بریلوی، مراد آبادی، لاہوری، اور علی پوری سے ہمارے ان مانجھ سوانح کا جواب دلو ایسے اور پھر قدرت خدا کا تشاد کہجیے۔

یہ مان لیا ہم نے کہ بیٹی سے سہا

جب جائیں کہ درد دل عاشق کی روا

نوٹ۔ ملحوظ رہے کہ ہم نے جو کچھ یہاں لکھا وہ صرف استفسار ہے اس سے ہماری رائے کے متعلق کوئی خیال قائم کرنا شاید غلط ہوگا یہاں ہم کو صرف ان مفتیان کی حق پرستی کا امتحان کرنا مقصود ہے اور اس۔

☆☆☆

مؤلف رسالہ نے اپنے مدعا باطل کے ثابت کرنے کے لیے الامداد کے اس مضمون کے اردو مرتبہ حضرت مرحوم گیسوی (مفتی حضرت شیخ انبند) سے بھی چند شعر نقل کیے ہیں ان کا جواب بھی مل چکا ہے۔ پس شعر یہ ہے

زہاں پر اہل اہوا کی ہے اہل ہمت شاید

انھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا جانی

• چونکہ ان خود اس وقت ہمارے ہاں نہیں تھے اس لیے جیسے ان کے الفاظ میں لکھے گئے ہیں ان کا حق قدر مضمون میں لکھا ہے انھیں قلم برد کر دیا ہے اور مولانا حقوں کے احوال سے خبردار رہیں کہ یہ صرف مضمون کا حصہ ہے۔

رض خان صاحبان کو اس شعر کے متعلق جو غلط فہمی پیدا ہوئی ہے اس کا منشا صرف یہ ہے کہ اس شعر میں جو لفظ "بھائی" واقع ہے اس کو "بھائی" کے معنی میں سمجھ لیا گیا ہے۔ حالانکہ یہاں شاعر نے اس لفظ بھائی کو دوسرے اور دوسرے کے معنی میں استعمال کیا ہے اور یہی اس کے متعلق معنی ہیں۔ شاعر اس شعر میں اپنے ان تجزیوں کو لکھ کر اپنا بتا رہے ہیں کہ ان میں سے ایک مرتبہ تو "اعمالِ علی علیٰ علیٰ" اس وقت کہ یہ قہر شیعہ ان معنی میں مسلمانوں کی مہمت و عزت کے لیے اور کفار کے حوصلے بڑھانے کے لیے غزوہ احد میں "آلِ ابی" مَحْمُودُ فُلُکِ پارتھ ہیں ایک مرتبہ تو اس وقت کفار نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے "علیٰ علیٰ علیٰ علیٰ" کے غرض سے لکھے تھے اب دوسری مرتبہ جو اہل طعن و بدعت سے وہی کلمہ طعن نہ جاتا ہے تو معصوم ہوتا ہے کہ شاید کوئی حالی سنت، خاتمہ دین امت، حاملِ لوحِ ہدایت، مانیِ رسد کفر و ضدت اس دنیا سے نکلا ہے جس کی خوشی میں یہ باطل پرست تن تیرا سواریں کے بعد پھر وہی پانا سبت "بھائی" یعنی دوسرا ہوا۔ غرض لفظ "بھائی" اس شعر میں "دوسرے" کے معنی میں مستعمل ہے نہ ممانش اور نظیر کے معنی میں۔

اب صرف یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ کیا اس معنی کے لحاظ سے کسی امتی کو بھی شخصیت "بھائی" کہا جاسکتا ہے؟ ہم اس سوال کو مدینہ کی سرکار میں پیش کر کے جواب لیں اور وہ عالم کے جہاد کی مالی بارگاہ سے اس کا فیصلہ کرائیں۔

ابن عدی اور ابن عساکر برادیت ابن شہاب زہری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رواں ہیں کہ

ایک مرتبہ حضرت رسول خدا ﷺ نے حضرت حسان سے فرمایا کہ کیا تم نے ابو بکر کی مدح میں

بھی کچھ شعر کہے ہیں؟ عرض کیا کہ ہاں حضور نے ارشاد فرمایا کہ دارا بن کورمہ میں سنا چاہتا

ہوں چنانچہ انہوں نے یہ شعر پڑھ کر سنائی

• اسے لوگوں (حضرت ابو) (رسول اللہ) تو عید ہو گئے۔

• محفلِ خرمک کے ہاں پرستوں کے لیے سب مسرت اور ان کی زبانوں سے اہل اہل اہل کے صدور کے امت کے ہیں۔







استعداد ہے معترض صاحب اعتراض کرنے کی اپنے غیظ کی سیاقی درکار ہے

چوں بشتوی سخن اہل دل کو کہ خلاصت

سخن شناس غنی دلیرا خطا انجاست

اسی مرثیہ سے دوسرا شعر آپ نے یہ نقل کیا ہے

قبولت ال کو کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں

مبید سود کا اُن کے لقب ہے یوسف خانی

یہ معلوم ال میں کن چچی آپ کے نزدیک قابل اعتراض ہے "یوسف خانی" راہ شریعی

میں صرف اہل اہل دجہت حسین کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے بالکل اس طرح جس طرح "میرزا"

نے "سکندر لودویج موسیٰ" یعنی "ہر فرعون نے راموسی" کے معنی یہ بیان کیے ہیں "کہ ہر باطل

پرست کی روحانی سے ہے اللہ تعالیٰ کی نہ کی حق پرست و مقرر فرماتا ہے کہ جس طرح کہ اس

مذہب میں نہ ہوئی کے معنی صرف حق پرست کے ہیں اسی طرح اردو شاعری میں یوسف اور

یوسف خانی کے معنی صرف حسین کے ہیں انہوں نے کہ رضا خانی دوستوں کو درود و کلمات سے آشنا کرنا

بھی نہ قیادت میں رہا۔ سوئے کے لہجے میں فاکام تو ایسا ہی کوئی نہ پاتا ہے

اذق بازیک ظفان ہے مراد یہ زہیں

راتیہ بچوں کے پڑھینہ گویا ہم کو

تیسرا شعر آپ نے یہ نقل کیا ہے

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسکائی کو دیکھیں ذرا این مریم

اس شعر میں مرنے سے گمراہی مراد ہے اور بچنے سے ہدایت اور سلامت روٹی اور موت

دات یا سبب ان معنی میں کوئی دوسرا چیز نہیں بدلتا ہے۔ اُن کے آتش دہیز میں رشا

ہے و مَن کَ مَن لَحِيْبَةً وَجَعَلَهَا نَارًا يَمْسِي بِهِ لَذِيَّةً ۝۲۰۰ اِنَّا نَزَّلْنَاهُ

اِنَّا نَزَّلْنَاهُ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيِيَ مَنْ خَلَّى عَنْ بَيِّنَةٍ ۝۲۰۱ اِنَّا نَزَّلْنَاهُ

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيِيَ مَنْ خَلَّى عَنْ بَيِّنَةٍ ۝۲۰۲ اِنَّا نَزَّلْنَاهُ

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيِيَ مَنْ خَلَّى عَنْ بَيِّنَةٍ ۝۲۰۳ اِنَّا نَزَّلْنَاهُ

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيِيَ مَنْ خَلَّى عَنْ بَيِّنَةٍ ۝۲۰۴ اِنَّا نَزَّلْنَاهُ

"قلب الہدیۃ والاثر اشارت حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ نے بہت سے

مرثیوں و ہدایت باب احمد بادشاہی و پانچویں ہادیہ اور ہدایت دانت و کون و کون سے

روکا۔ اہلسنت کو بدعات ملعونہ میں طوط نہ ہونے دیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا قمر فرماتے

ہیں کہ ہاشم حضرت مسیح علیہ السلام حضرت مہدیؑ کی روحانی مسیحی کے مدظلہ ماتہ اور سنی

نفسیں فرماتے۔

یہاں کی کہانی اور سنہ نہائی آپ کے مذہب میں گھرا ہوا ہے۔ میں انہوں کے ساتھ

مضرب نہ پاتا ہے۔ اہل علم کا مکتب کے یہ بھی جو علم رکھتا ہے اور چند ہونے مآخذ کار کی

کو مولوی باطلی کہہ دیا اس کے علم کی کافی ضمانت نہیں۔

ہزار گنتہ باریک تر زمو انجاست

نہ ہر کہ مر ہترا شد قلندری راند

ایک نفس تحقیق

یہ عربی رسم و رسم و شخص جس کو کہیں کے اب سے قبول کی بھی انہی ہوئی وہ نہائی

جاننا ہوگا کہ شعراء اپنے کلام میں کس قدر بعید استعارات اور کنایات سے کام لیتے ہیں یہاں

تک یہ شخص اوت کی شہر میں ان کا ظہور منظر کفر ہوتا ہے۔ لیکن اگر پختہ قیاس میں ہا

قوی میں حقیقت ہا یک رہاست سنی ہوتا ہے لیکن جب ہے کہ وہ مرثیہ کے ظہور پہ قوی

کفر دیتے ہوئے نسبت زیادہ اقبیاد سے کام لیتے ہیں اور اگر اس اصول کو نظر انداز کر دیا جائے تو

بچیں سے یہ شخص کی "ک" کا دین بدعتی تک نہیں پہنچ سکتا کہ پانچویں بہت سے امدادی

خرمنوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیں گی۔

صرف نمونے کے طور پر ہم چند مسلم الثبوت اولیاء اللہ کے دو چار شعر ہدیہ ناظرین کرتے

ہیں۔ مدظلہ ہا۔

نفس اسلمت اللہین عاقل شیری ازنی رقتہ زندہ تعین حیرت ماتہ میں۔

۱۰ مریدیں را سوئے کعبہ چوں تریہ چوں

رو بسوئے خاتمہ خمار دارو ہرما

جب ہر دو معانی میں شب و شب کی طرف ہر بہت و کمر کعبہ کی طرف کیوں رہا کریں۔







ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ فاضل بریلوی کے نزدیک آنحضرت ﷺ کو بالواسطہ بھی جمیع غیب کا علم حاصل نہیں۔

اے چشمِ اظہارِ ذرا دیکھ تو نہی  
یہ گھر جو یہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

قتال وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک حضور کا علم اتنا وسیع ہے جتنا چاہیں کہ جسے حفظ الایمان (مصنف مولوی اشرف علی صاحب) میں ہے ”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید گجج ہو“ الخ

القول پھر کتاب سے پہلے ہیست کی جانب سے حفظ الایمان کی عبارت کی توضیح میں متعدد مسائل بھیجے جاتے ہیں جن میں بدلتا تو ثابت رہتا ہے کہ عبارت زیر بحث بالکل بے غبار ہے ہذا ہم اس مقدمہ پر اس بحث کی تفصیل کرنا محض تطویل کا عمل سمجھتے ہیں ہاں مختصر لفظ میں اتنا عرض کرتے ہیں کہ جو محققوں نے یہ عقیدہ رکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا محدود اللہ زید محدود پانچوں کے برابر ہے وہ ہمارے نزدیک کافی ہے کہ یہ مسلک حق تو مرتد ہے جب عقل ہے اس محقق کے ہاں کہ وجوہ سے خدا کی زمین کو پاک کر دینا چاہیے۔ خود حضرت مولانا اشرف علی صاحب قدس سرہ نے ”امت فیوضہ“ کے مضمون سے متعلق بحث الہدایہ میں رقم فرماتے ہیں۔

”جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا اعتقاد صراحتاً یا اشاراً یہ بات کہے (کہ آنحضرت ﷺ کا علم

اللہ سے مواز اللہ زید محدود و غیرہ کے برابر ہے) میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ

وہ کذب کرتا ہے نصوح عقیدہ کی اور تحقیق کرتا ہے حضور سرور عالم ﷺ کی۔“

یہ تو حجابِ عقیدہ کا ظہار اس کے بعد حفظ الایمان کی عبارت کا صحیح مطلب بھی مختصراً الفاظ میں تحریر کیا جاتا ہے۔

فاظیرین گرام حفظ الایمان کی عبارت کا مصنف یہ مطلب ہے کہ رضا خانوں کے اس خطہ و رب بنیاد میں پرکے ”جس کو بعض مغیبت کا علم بھی حاصل ہو مگر اس کے ایک کاویا ایک کرد کا کسی کو علم غیب کہا جاسکتا ہے“ یہ زم آتا ہے کہ مواز اللہ زید محدود حتیٰ کہ پانچوں اور چاروں کو بھی علم غیب کہا جائے کیونکہ غیب کی کسی نہ کسی بات کا علم تو ان حضرات

میں کو بھی ہوتا ہے کہ از کہ اللہ تعالیٰ کی کام ہے وہ وہ بھی غیب کا ایک فرد ہے اگرچہ حضرت مواز رضا خانوں سے فرماتے ہیں کہ تمہارے اس خانہ سزا اصول پر لازم آتا ہے کہ مواز اللہ زید جی یہ بھی اطلاق عام غیب میں آنحضرت ﷺ کی شریک ہوں۔

ابن خضاف غور فرمائیں کہ اس میں حضور ﷺ کے علم شریف کون چیزوں کے برابر بتایا گیا ہے یا رضا خانوں کو اس برابری اور مساوات فی الوجود سے بچنے کی روشنی کی گئی ہے۔ ناظرین غور فرمائیں کہ مصنف حفظ الایمان کے نزدیک تو یہ مشرکت اس قدر باطل ہے کہ اس کے بعد ان سے رضا خانوں کے اس خانہ سزا اصول کے بعد ان پر استدلال کیا گیا ہے۔ لیکن اس کا یہ مدان کہ ان عقل کے دشمنوں کے زوایہ جہاں تشبیہ کا نام ہی تشبیہ ہے۔

جنوں کا نام فرد رکھ دیا فرد کا جنوں

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اس کے بعد ہم چاہتے ہیں کہ اسی مضمون کی تفسیر کسی مسلم اہل بیت کے کلام سے پیش کریں کیونکہ تفسیر میں بالحق فیضِ شہداء کی خاموشی ہے عارفِ حق قدس سرہ و مشنوی شریف علی اشارہ فرماتے ہیں۔

گر بھوت تہی نمان ہدے

احمد دو جہل ہم یکساں ہدے

یعنی اگر اس خطہ میں وہ تہمید کر رہا ہے کہ نہایت ہمارے اسانی نقشہ پر ہے تو ہمارے کاکہ دو جہل اور حضرت احمد نقی محمد مصطفیٰ ﷺ کیسے نمان وہی غیب کی طرف حضرت مولانا اشرف علی صاحب حفظ الایمان میں فرماتے ہیں کہ اگر رضا خانوں کے اس اصول کو مان لیا جائے کہ:

”جس کو بھی غیب کی کوئی بات معلوم ہو جائے اسی کو عالم غیب کہا جاسکتا ہے۔“

تو لازم آئے گا کہ حضور کی طرح زید عمرو اور بہت سی حقیر چیزوں کو بھی عالم غیب کہا جائے تو تمہارے اس اصول پر شخصت کو عالم غیب کہنے میں کوئی حریف نہیں رہتا۔

پس جس طرح کہ مولانا رومی قدس سرہ کے متعلق یہ کہا کہ مواز اللہ انہوں نے بوجہل اور شمس تہذیب کو برابر کر دیا۔ علی بابہ یہی ہے کہ حضرت مواز اللہ کی امت



یونہی کے متعلق بھی یہ کہنا کہ معاذ اللہ انہوں نے علم محمدی اور علوم زید و عم وغیرہ کو برابر کر دیا

صریح بددیانتی ہے جس کی حقیقت ان شاء اللہ اعزیز میدان حشر میں کھلے گی

نگ جب عشر میں لائے گی تو کھجائے گا نگ

یہ نہ کہیے سرخی خون شہیدان کچھ نہیں

یہاں ہم صرف اسی قدر پراکتفا کرتے ہیں واللہ العالی الی کل الشاؤ

**قتال** عوام الناس کو جمع کر کے سورہ ملک وغیرہ سورتیں پڑھنا اور تھکنا اور تقسیم کرنا اور

تجہ اور دواں مقرر کرنا یہ سب امور بدعت مظالم میں داخل

**اقول** ہمارا جمیع اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ تراویح ثابت بغیر کسی خاص

ہجوم کے کیا جائے خواہ بجز تلاوت قرآن مجید ہو یا قراءت و مسامین و دعا یا ذکر یا ہر ایک

درست اور اموات کے لیے نفع ہے اور سب حق و انسانی اہتمامات کے لیے جائز اور

برادری وغیرہ کے اصول کو بھی یہ جائز اور سب کی پابندی کی وجہ سے قرار دیتے ہیں۔

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زمانہ میں بعض

لوگ چاشت کی نماز کے لیے جمع ہونے لگے تھے اور ان کے لیے خاص تمام کرتے تھے تو

حضرت عبداللہ بن عمر نے ان کے اس فعل کو بری ٹھہرایا اور صاف اللہ میں بدعت

قرار دیا حالانکہ چاشت کی نماز کی فضیلت میں کثرت حدیث صحیحہ و راویں جن سے حضرت

عبداللہ بن عمر صحابہ خیر نہ تھے لیکن چونکہ شریعت مطہرہ نے اس کے لیے ستر من قیام نہیں

دی تھی اور ان لوگوں نے محض اپنی طرف سے یہ ستر من تراویح قرار دیا تھا صرف اس وجہ سے عبداللہ

بن عمر نے اس کو بدعت قرار دیا۔

مسند امام محمد بن حنفیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان بن ابی اسحاق کو کسی فتنہ میں

موجود کیا گیا تو آپ نے شریف سے جانے سے صاف انکار فرمایا اور فرمایا کہ حضور پروردگار

کے زمانہ میں لوگ و فتنوں میں نہ نہیں کیا جاتا تھا مذہب بدعت ہے جو فتنہ ساز ہے

نہانہ کے بعد ایسا ہونی ہے۔ اور نہیں جاتا کہ فتنہ ساز سورہ میں سے ہے حتیٰ کہ فقہاء و کرام

نے فقہان فرمائی ہے کہ ستر من تو بدعت کے ترک پر حاکم کرے تاہم اہل سنت و جماعت ہرگز اس

سے جہاد کرے۔ لیکن چونکہ زمانہ رسالت میں اس کے لیے اس قدر اہتمام نہیں کیا جاتا تھا

صرف اس لیے حضرت عثمان بن ابی العاص نے شرکت سے انکار فرمادیا۔ ان ہر دو (۲)

روایت اور ان کے علاوہ اور بہت سی روایات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ستر من فعل فی غیر

مستحسن و مستحب بھی ہو۔ لیکن اس کے لیے وہ اہتمام کرتے نہیں جس کی قیام امر رسول

ہائی سب سے اہم و اعلیٰ و قدوا و انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہائی ہو تو وہ مستحسن فعل صرف ان

اہتمامات زائدہ کی وجہ سے درست اور واجب ترک ہو جاتا ہے۔ اس روشن اصول سے

حضرات فقہاء و کرام نے بھی کثرت کا یہ کام کیا ہے۔ مثلاً اور فتنہ سازان کے سوا کمال نزدیک

جماعت سے پانچ منوں کا ہے اس کی وجہ بھی یہی کہتے ہیں کہ چونکہ جماعت سے پانچ منوں کا

کی اصل ہے اور شریعت مطہرہ نے اس نماز کے لیے اس قدر میت کی قیام نہیں دی پس اس کو

جماعت سے پانچ منوں کا شریعت سے تجاوز کرنا ایک قسم کی معصیت ہے یہ صرف متان کے طور

پر لکھا گیا ہے اس لیے اس قسم کے جزئی مسائل صدیق خدا میں پیش ہے جانتے ہیں جن میں کسی

امر میں مستحسن و صاف اس وجہ سے ناجائز و ممنوع قرار دیا گیا ہے کہ اس میں غیر

قیام شریعت اپنی طرف سے اہتمام کا اضافہ کیا ہے یا اصل احادیث اور تہذیب و عادت فقہاء

حنفیہ سے یہ مراد روشن کی طرح واضح ہے کہ ستر من فعل فی غیر اہتمام بھی وہ اصل و گ

میں وہ اہتمام کرتے نہیں جن کی قیام شریعت نے نہائی ہو تو وہ فعل صرف ان اہتمامات کی

وجہ سے ممنوع اور قابل ترک ہو جاتا ہے جس کی حقیقت ہمارے نزدیک تجہ و سوس اور دیگر

رسم و عبادت کی ہے۔ لیکن قرآن شریف پڑھنا اور فکر و مسامین و دعا کا کمال و شہ

یہ پنجہ فعل تھا لیکن چونکہ بدعت و بدعت پسند ہندوستانیوں نے اپنی ایجاد و تہذیب و عادت

اور فتنہ سازوں نے اس کی صورت کو کراہی مذاہن صورت میں ان کا وہ علم نہیں رہا کہ

بجائے مستحسن ہونے کے یہ فعل بدعت قرار پایا ہے یہ صرف سہراہی ناقص نہیں بلکہ

بے حد و حد سے بدعت کی تحقیق فرمائی ہے۔ **وہ نہ مستحسن نہ بدعت نہ**

**حضرت مولانا محمد علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب محدث**

**دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح سزا سعادت سے نقل ہیں۔**

عادت خود کہ برائے میت در وقت غیر نماز جمعہ و قرآن خواندہ نہ پڑھ گورنہ غیر میں دایں

مجموع بدعت است و ذکر و غیرہ تعزیت اہل میت و تہلیلہ و ہر فرمودان سنت مستحب است۔







اور خاندان دلی کے روشن چراغ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفسیر فتح العزیز سے طائر لکھنوی نقل ہیں۔

مقرر کردہ روز سوم وغیرہ تخصیص دلاور ضروری انکا مشن در شریعت محمدیہ ثابت نیست صاحب نصاب الاصاب از اکبر و فوشت۔

تجدید فیروز کے دن کو با تخصیص مقرر کرنا اور اسی کو ضروری قرار دینا شریعت محمدیہ میں ثابت نہیں ہے صاحب نصاب الاصاب نے اس کو گمراہ لکھا ہے۔

اور پہلی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب دینی پٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اہمیت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں

بعد مردن من رسوم دنیوی حل و ہم دستم و چشم و شہادی و فاتی سالینہ چنانکہ

اور میرے مرنے کے بعد دنیوی رکھیں جیسے دسواں بیسواں چالیسواں اور چھ ماہی اور بری کچھ نہ کی جائے۔

ان بزرگان ملت کی شہادتوں کے بعد ہم مؤلف رسالہ "عقائد دہلیہ دینیہ" عزیز احمد صاحب وقت لکھتے ہیں

اولئک الشہادی لحننا بمنہم اذا جمعنا یا عزیز المعاص

اس آیت پر یہ ہے شہادتیں۔ اس میں جیسے شہداء اور پیشوا کبار ہر مرتبہ جمع ہوں۔ اور اگر آپ کے نزدیک یہ سب انبیاء است بھی اپنی ہی تھے تو اللہ ہم میں ہدایت کے سوجان سے فریادار ہیں اور اہل مبارک بے راہروی پر جس قدر ناز کریں تو ہوا ہے

خدا گویا گرجم ما ہمیں عشق است

گناہ گہر و سہلاں ہجرم ما بخند

جب صاف اللہ یہ سب بزرگان دین بھی گمراہ اور بے دین ہیں تو ہم ہی ایک آپ کی اس ہدایت پر آگے یا گریں گے۔

مساک الامم عبرۃ ان عوت غریبوں و سرشد عبرۃ ارشد

میں بھگتی قبیلہ کا ایک فرد ہوں اگر یہ سب گمراہ ہیں تو چھوٹے بھی گمراہ ہیں اور اگر یہ ہدایت یاب ہیں تو بھگت میں بھی ہدایت پریں۔

یہ شخص مسئلہ کی فکری تحقیق تھی ورنہ اس رسد کے دینی اور دنیوی مناسد پر پوری راتنی ان جاہ و اس کے ہے ایک فقرہ چاہیے یہاں ہم اپنے ناظرین کی عبرت انگیزی کے لیے ایک نازہ مثال لکھتے ہیں:

توڑا سر عرصہ نہ رہا ہے کہ خاسر اپنے من سنبھل میں اپنے مکان پر بیٹھ ہوتا ہوا ہوا کا موم تھا۔ ایک بھیری مصیبت کی ماری مسلمان عورت جس کی عمر تقریباً چالیس برس کی ہوئی تھی وہ نے چھوٹے بھائی اور دو لڑکیوں کو ہمراہ لے کر میرے والد ماجد امام ظہیم علی کا پتہ دریافت کرتی ہوئی تھی اس مصیبت دلاور اس کے ننھے بچوں کی خستہ حالی نے مجھ کو اس پر مجبور کیا کہ میں اس کا حال دریافت کروں چنانچہ میں نے اپنے خاندان بھائیوں میں سے کسی سے

سے سے کہا کہ پوچھا اس سے کہ میں فلاں گاؤں کی رہنے والی ایک مصیبت زدہ عورت ہوں۔ "میں نے چوتھے نہیں ہوئے۔ میرے شوہر مجھ کو گھیر لیا اور چاروں بد قسمت بچوں کو چھوڑ کر مر گیا خدا کے فضل سے میں اس قدر غائب تھا کہ برائے راستہ ان میں سے کسی سے

میں میٹھ کر راجی ہو گئی تھا اپنے اس بھائی کے کراں کو پال سکتی تھی اتنا عرصہ میں میرے یہ "بڑے بچے" من قائل ہو جاتے کہ اس کے گھر کو رکھتی اور وہاں یہ پناہ نہ دے سکتے اور میں

تیری میری پہن پہن کر کے اپنی ساری چھوٹی بچوں کو بھیج دیتی تھی اور کسی کی تائید نہ ہوتی تھی ان بچوں کے باپ کے مرنے کے بعد انھارہ میں روپیہ تو ان کے چچا دوسوں میں لگ گئے اس کے بعد جب چالیسویں کا وقت آیا تو ان کے چچے تاپوں نے مجھ سے ہاں کی مائی کو کہا میں نے فلاں انداز کی کا ذکر کیا انہوں نے کہا کہ جب ہم نے اب تک گاؤں کی روٹی کھائی

ہیں تو جو یہ کہے ہو سکتے ہیں کہ ہم بھی کھانے کی روٹی نہ دیں لیکن میں نے چچا بھی صرف اس فیصلے سے کہ اپنی عمر بڑھتے ہوئے اور میں کی وقت میں تیرے میرے دینی بھائی نہ بچوں

روٹی اپنے سے نکال کر دیا اور یہاں تک کہا کہ جب میرے بچے کی تواری ہو جائیں گے تو

آپ اپنے باپ کی روٹی اسے میں سے گھر نہیں لے آئیں نہ کسی اور گاؤں سے دیا اور

شخص نے بھگتی کے ساتھ مجھ سے روٹی کا مطالبہ کیا جب میں اس کی طرف سے کہنے پر آمادہ نہ ہوں تو اس بچوں کے چچا نے مجھ سے کہا کہ میں اس روٹی کے موم میں اس بچوں کو لگا











ہے۔ اس کی ایک ہی قرینہ میں بھی کی جاسکتی ہے کہ مصنف کے کام میں مفہوم غلطی سے  
۱ ہے چنانچہ علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ ج ۲ ص ۲۳۳ میں فرماتے ہیں:

فی انفع المسائل مفہوم التصیف حجة

انفع المسائل میں ہے کہ تصنیفات میں مفہوم مخالف حجت ہے

نیز اس میں ان امور کی طرف توجہ سے شمس المیزان کا یہ قول نقل کرتے ہیں

ان لحصيص الشيء بالذکر لا يبدل على نفى الحكم عما عداه في

خطابات الشرع اعم في مفاهيم الناس وعرفهم بادل۔

۱ تصنیف کر کے کسی چیز کو ذکر کرنا خصوصاً شریعت میں تو اس کے واسطے حکم کی نفی پر

اور نہ نہیں کرتا لیکن دوسرے عرف عام اور ان کے عادات میں اس سے گرتا ہے۔

انفرض یہ مسئلہ شہادت کے مصنف کے کام میں مفہوم غلطی سے نہ ایک معج

بے اور خلاف و شافعی کا جو خلاف اس موقع پر مشہور ہے، دوسری خصوصاً توحید میں محد

ہے بنا پر میں محمد بن الناس کی اس عبارت کا مطلب یہ ہوا۔

"ظاہری نظر کے اعتبار سے بسا اوقات احمی کے اعمال بڑھ جاتے ہیں لیکن واقعی پیشانی

ی کے اعمال بڑھے ہوئے رہتے ہیں۔"

اسی کا حاصل اصحافی الفاظ میں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ

"بظاہر بکیت کے اعتبار سے کبھی احمی کا عمل بڑھ جاتا ہے نہ کیفیت کے اعتبار سے۔"

پھر اس تحقیقی و بہت اہمیت کے مسئلے کے خلاف کچھ مذہب مسند سے نقلی

تاوان کی دلیل ہے۔

ابہت کے مسلم، مہفت، مفرانہ بن رازن تفسیر میں روایت ہے

قد نجد في الامه من هو اطول عمرا واشد اجتهادا من النبي صلى الله

عليه وسلم (تفسیر کبیر جلد اول ص ۲۸۵)

ہم مت میں بعض ایسے دوسرے کو پاتے ہیں جن کی عمر بھی آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھی

اور ان کا عہد بھی زیادہ سخت تھا۔

انفرض بظاہر کی احمی کے اعمال بڑھ جاتا تو ان مستعد بن نہیں جود مشاہدے سے متعلق

نہ نہ کی مدت وقت وہ نصیبت کچھ (جیسا کہ مذکور ہے) سمجھے ہوئے ہیں یقیناً مستعد

و قاتل نہ تھے۔ تاہم یہ ان "امت کبریٰ" میں انہوں پر تو مودہ مدد نہ کرتا تھا۔

جیسا کہ امت کبریٰ میں ان کے بڑے بڑے آدمی ان کے اعمال سے کوئی بہت نہیں چ

کا مدت ہا مشہور ہے کہ ان میں سے کچھ ان کے اعمال سے کچھ انہیں بہتر

اس سے زیادہ دیکھتے تھے کہ امت کبریٰ میں سے کچھ انہیں بہتر سمجھتے تھے

انہوں نے ان میں سے کچھ انہیں بہتر سمجھتے تھے کہ ان کے اعمال سے کچھ انہیں بہتر

شہادت وقت نصیبت کا مدت ہا مشہور ہے کہ ان میں سے کچھ انہیں بہتر

لأن كثرة العادات ومختلفها لا تنفي التفاوت في الفضل۔

(تفسیر کبیر جلد اول ص ۲۸۵)

یہی عبادت کی کثرت اور اس کی مشقت نصیبت کی کمی میں کو متغی نہیں۔

انہوں میں بہت سی عبادت اور بہت سی مشقت کے مذہب ہا فرق بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔

مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اعتراض کرنے کے لیے قلم اٹھاتے ہیں کہ

الہی کیوں نہیں احمی قیامت ماجر کیا ہے

☆☆☆

حکال: وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک امام حسین علیہ السلام کی نیاز کا شریعت حرام ہے۔ قرآنی

شہادہ جلد ۳ ص ۳۲ پر ہے۔

"محرم میں ذکر شہادت حسین ﷺ کرنا اگرچہ پر وایات صحیحہ ہو یا کجیل لگانا اور پانا شریعت

پانا چندہ کجیل شریعت میں دینا درست اور کجیل روافض کجود سے حرام ہے۔

اقبول باب نمبر ۱۰ محرم میں مہفت، مفرانہ بن رازن تفسیر میں روایت ہے

وقد تروا في زماننا من جليل اخيه، كان بهت في زمانه منون وراہا۔

میں روافض (خدا کے بندہ) کے ساتھ ہوا، وہ بہت بہتر تھا۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم (رواہ ابو داود)

فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ ان ہی میں سے ہے۔



اور یہ کہ یہ مسئلہ مسند سے کراؤنی فعل فی نفسہ بہانہ مستحسن میں ہو چکا ہے۔  
تو یہ شعر ہو جائے تو مسندوں کے حق میں اوشل منوں اور بخدا ہو جاتا ہے۔

طاس علی قاری کی ایک حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فيه اشارة الى ان كل سنة تكون شعائر اهل البدعة طرکھا اولیٰ۔

اس حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو سنت بھی اہل بدعت کا شعار ہو جائے اس کا ترک کر دینا ہی بہتر ہے۔

اس نکتہ پر اس کے بعد اس میں یہ تو مباح نہیں رہا فعل یہ ہم سے سنی غیر اہل بدعت کا شعار رہا  
تین مذاہب سے بھی ناجائز اور جب ترک میں ملے گا تو یہ ہم سے سنی غیر اہل بدعت  
اور فعل کا ایک شعبہ ہے۔ مجموعہ قرآنی حضرت شہید اعظم صاحب جہد انوار میں ۹۹ پر ہے۔

**سوال** "حقن طعناں در ایام الحج الاول برائے خدا اور سائیدانِ ثواب اس مردود پر حقن  
حضرت سرور کائنات ﷺ حضرت امام حسین علیہ السلام اور دیگر کمال ائمہ اربعہ کی حج بہت  
بہتر ہے۔"

ایام مارچ الاول میں صرف خدا واسطے کھانا پکانا اور اس کا ثواب آنحضرت ﷺ کی روح پر  
حقن کو پہنچانا۔ یہ مباح نہیں حضرت امام حسین علیہ السلام اور دوسرے اہل بیت کرام کی ارواح طیبہ  
کو پہنچانا درست ہے یا نہیں؟

**جواب** "اس مسئلہ فقہی درست ہے۔ یہ حدیث میں خود رکاب نہیں ہے۔ اور یہ  
برائے اہل کار وقت اور زمین نمودن (ما ہے مقرر کردان بدعت است) آپ اگر وقت محل  
آورد کہ در آن ثواب زیادہ شود مثل ماہ رمضان کہ در آن بختاوردہ ثواب زیادہ شود منہ  
نیت زیرا کہ ظہیر مکتبہ اہل تزیف فرمودہ اند بقول امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ و ہر چیز  
کہ بر آن تزیف صاحب شرع نہ باشند اس فعل بحث است خلاف سنت سید امام اہل بیت  
سنت حرام است جس پر گزروانہ باشند۔ اچھی۔"

**جواب** "اس مسئلہ فقہی کا نتیجہ ہے کہ اس سے روایات کی ثواب ہے  
مزدگان دین کو پہنچا دے لیکن اس کام کے لیے کوئی خاص وقت یا خاص دن مقرر کرنا یا کوئی

میں تعین کرنا بدعت ہے۔ اہل امر کی ایسے خاص وقت میں کیا جائے جن میں عمل کا ثواب  
نہیں اور اوقات سے زیادہ ہوتا ہو (یہ اور تعین بھی صرف اہل بیت سے ہو) جیسے کہ ماہ رمضان  
الہدیکہ کہ اس میں عمل کا ثواب ستر (۷۰) گنا ہوتا ہے تو کوئی منہ نہ نہیں اس لیے کہ  
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے موجب آنحضرت ﷺ نے اس پر تزیف دی  
ہے۔ اور جس چیز پر کہ صاحب شریعت کی تزیف نہ ہو وہ بحث اور سردار درجہاں کی سنت  
کے خلاف ہے اور حضور کی سنت کے خلاف کرنا حرام ہے۔ لہذا (یہ بے دلیل تعین)  
پر گز جائز نہ ہوگی۔

افضل ایام محرم میں جلیوں وغیرہ کا بوجہ مذکور اسلسلہ کے نزدیک ناجائز اور منوں ہے  
ایم اہل بیت و ائمہ حضرت شہداء اولیٰ اند صاحب محدث ہوئی کہ خدا تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام  
تہنیت میں اس کی تمنا فرمائی ہے۔ لیکن ہاں ہمہ ان سببوں سے صرف یہاں ثواب  
نہیں ہوتا اور حضرت امام حسین کی مذکور نیت نہ ہو تو سببوں کا اثر حرام۔ لہذا اگرچہ یہ فعل فی  
مردمان زعیمیت نہیں چنانچہ قادی شہید یہ حدیث میں ۹۸ پر اس کی تہنیت فرمائی گئی ہے اور  
اگرچہ جہنم مذکور منت کے طور پر ہے جس میں صبا کہ بہت سے لوگ اس کا عمل کی نسبت نہ کیا  
تہنیت پر ثواب وغیرہ کے حرام ہونے میں بھی شبہ نہیں۔ قادی عزیزیہ حدیث میں ہے

سوال طعناں منت بزرگان خود دن آل جائز است یا نہ۔

**جواب** "خود دن میں تزیف بجا اور است بطریق نیت نذر فیہ اللہ یا اللہ ملکہ رقیان  
حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب ج ۱ ص ۹۔

سوال بزرگان کی منت کا کھانا درست ہے یا نہیں۔

**جواب** "اس کا کھانا تقریباً حرام ہے بطریق نذر فیہ اللہ کی نیت سے ہو۔ از قادی حضرت  
شاہ عبدالعزیز صاحب ج ۱ ص ۹۔

**سوال** "وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک ہوئی دیوبندی کی پوری کچوری جائز۔ قادی رشیدیہ  
جد میں ہے۔ ہندو سوار ملی ہوئی دیوبندی میں اپنے ستا یا حرام ہے۔ تعین  
پوری ہے۔ کچوریہ شور مکتبہ صحیحہ میں ال چیزوں کا کھانا ستا یا حرام ہے۔ رسول و درست  
تہنیت ثواب درست ہے۔ ملخصاً"







من الامکان الذاتی لا امتناع الاستغلاب وانما یبغی عدم وقوعه او وقوعه

(حاشیہ بیضاوی للعلامہ السبکی کوئی حد نہ مطبوعہ مطبعہ ولکنشور)

اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کے وقوع یا عدم وقوع کی خبر دینا اس کو قدرت اور ممکن بالذات ہونے سے جس کا لفظ آتا ہے یہ یہ غلاب کا ہے۔ ہاں صرف اس کے وقوع یا عدم وقوع کی خبر دینا ہے (یعنی خبر کا صرف وقوع پر ہوتا ہے نہ کہ قدرت پر)

پھر اسی حاشیہ کے ساتھ لکھا ہے:

انه تعالى مع اخباره بانه يفعل امرًا قادر عليه ولا يعجزه عن الامكان الذاتی الى الوجوب الذاتی لکنه الاخبار بعدم الوقوع لا يعجزه عن الامکان الى الامتناع الذاتی۔

یہ تحقیق اللہ تعالیٰ ہاں جو اس خبر سے کہ وہ ایسا کرے گا اس پر قادر رہتا ہے اور یہ خبر اس فعل کو امکان ذاتی سے نکال کر وجوب ذاتی کی حدود میں داخل نہیں کر دیتا جس کی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ خبر دے دینا کہ فلاں چیز واقع نہ ہوگی اس کو دائرہ امکان سے نکال کر حدود امتناع میں داخل نہیں کر دیتا یعنی اس خبر دینے کے بعد بھی وہ چیز ممکن بالذات اور تحت القدرہ ہی رہتی ہے۔

اور عقائد اہل سنت کی معتبر و مستند کتاب شرح مواقف میں ہے

اوجب جميع المعترلة والخوارج عقاب صاحب الكبرية اذا مات بلا توبة ولم يحوزوا ان يعفوا الله عنه بوجهين الاول انه تعالى لو عد بالعقاب على الكبرية واحبر به اى بالعقاب عليها فلزم بعقاب على الكبرية وعما لزم الحلف في وعيده والكذب في خبره وهو محال والحوار غايته وقوع العقاب لاي وجوب العقاب الذي كلامنا فيه اذ لا شبهة في ان عدم الوجوب مع الوقوع لا يستلزم حلفاً ولا كذباً لا يقال انه يستلزم حوارهما وهو ايضا محال لانا نقول استحالة ممنوعة كيف

وهذا من الممكن التي تشملها قدرته تعالى ليج

(شرح مواقف کنشوری ص ۱۷۹)

تمام معترلہ اور خوارج نے گناہ کبیرہ کے مرتکب کے عذاب کو جبکہ وہ جاتوہ مرتجئے واجب کہا ہے اور وہ اس وقت نہیں سمجھتے کہ اللہ اس کو معاف کر دے (یعنی اس کی معافی ان اہل حق کے نزدیک محال اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے باہر ہے معاذ اللہ) اور اس کی انہوں نے وہجہ بیان کی ہیں۔ لہذا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں پر عذاب کی خبر دی ہے پس اگر آپ عذاب نہ دے اور معاف کر دے تو دوسروں کے خلاف اور اس کی اس خبر میں کذب لازم آتا ہے اور یہ محال ہے (ختم ہوئی دلیل معترلہ کی اس کے بعد علامہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کی طرف سے ان کی اس دلیل کا جواب یہ ہے کہ۔۔۔ اس خبر سے زیادہ سے زیادہ عذاب کا وقوع لازم آتا ہے نہ کہ وجوب جس میں نظر ہے کیونکہ وجوب کے بدون ہی اگر وقوع ہو جائے تو پھر نہ عذاب نہ کذب کوئی یہ نہ کہے کہ اس صورت میں عذاب اور کذب کا امکان تو لازم آئے گا اور حالانکہ وہ بھی محال ہے۔ کیونکہ ہم جہت و جماعت کو اس کا محال ہونا تسلیم نہیں اور بعد کیسے محال ہو سکتا ہے جبکہ عذاب اور کذب ان ممکنات میں سے ہیں جو اللہ کی قدرت کے تحت میں داخل ہیں فقہ۔

اور محقق ابن الہمام غفرلہ جن کے متعلق علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں قد بعد رب لا حیدر یہ رتبہ جہتاً و پیچھے سوہن ہیں نہیں و معتد کتاب سائرہ اور اس کے تفسیر شہید ابن ابی الشریف مقدسی اس کی شرح سائرہ میں ارقام فرماتے ہیں

ثم قال اى صاحب العمدة ولا يوصف الله تعالى بالقدره على الظلم والسفه والكذب لان المحال لا يدخل تحت القدرة اى لا يصلح متعلق لها وعبد المعترلة بقدرته تعالى على كل ذلك ولا يفعل۔ انتهى كلام صاحب العمدة وكأنه انقلب عليه ما نقله عن المعترلة اذ لا شك ان سلب القدرة عند ذكر هو مذهب المعترلة واما نونہ اى قدرة على ما ذكر ثم الامتناع عن متعلقها اختياراً فمذهب اى لہو مذهب







اقول میں چار قسموں کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ جن مسیبنوں کا یہ صرف نام ہے  
برکت کے چند سالے ہیں وہ آج قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس  
سرا کے کلام پر استراخ کرنے کا شوق رکھتے ہیں

مکاب جن دہر کی دیکھی تھیں  
آج کاروں بھی کہ دینا ہے ماقم کو بخیل  
ابو حنیفہ کو کہے فضل دبستان جلیل  
شیخ کی کرتے ہیں اسکول کے بچے تھیں  
سامری صوبی عمران کو کہے جادوگر  
لوح محفوظ کو کہتی ہے معرفت انجیل

کاش اگر ہرگز سے پسے مذہب غنی نہ تھا اس کتاب شریف میں جو بیچ و بخر ہوتا ہے  
یہ ہوتا ہے کہ ملک نے پہلی سے اس فضل کو کچھ اچھی نظر سے نہیں دیکھا ہے۔

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب بحر الرائق ص ۳۴۶ پر ملی سے نقل ہیں کہ

ذكر العلامة السدھی فليمة المعقل ابن الهمام ان ما يفعله اهل  
الحرم من مكر و افعال و انه نقل عن بعض مشايخنا انكاره صريح حين  
حضر الموسم سنة احدى وخمسين وخمسين مائة ميه الشريف  
الغريزي و انه اتى الامام ابو القاسم الحان المالكي سنة خمس  
وخمسين مائة سمع الصلوة بائمة متعددة و جماعات متروكة و عدد  
حار و من مذهب المعتز لا ربه و رز علي من في ربه و ربه  
انكاره الك عن جماعة من الحسبة و الشافعية و المالكية حصر و  
الموسم سنة احدى وخمسين وخمسمائة

(صحیح الحلق حاشیہ بحر الرائق ص ۳۴۶)

علامہ سندھی قریب نفیس ابن الہمام نے (اپنے ایک مستقل رسالہ میں) لکھا ہے کہ یہ جو اہل  
حرم میں کرتے ہیں، بالفاظ کمر وابت اور عمارت بعض مشائخ حنیفہ سے جن میں سے ایک

علامہ شریف غزنوی بھی ہیں متحول ہے کہ انہوں نے اس فعل کی مراد خدمت کی جگہ وہ  
۱۵۵۵ء میں حج کے موقع پر مکہ معظمہ پہنچے اور بہ تحقیق، مابوالقاسم صاحب نے ۱۵۵۵ء میں  
اس طرح متعدد اماموں اور پے درپے جماعتوں کے ساتھ نماز کے باجا اور منوع ہونے کا  
مذہب اربو کی مد سے فتویٰ دیا ہے اور ان لوگوں کی تردید کی ہے جو اس کے خلاف کہتے ہیں  
اور علامہ حنیفہ دمشقیہ و لکھنؤ کی ایک بڑی جماعت سے اس فعل کی خدمت نقل کی ہے جگہ وہ  
۱۵۵۵ء میں حج کے موقع پر مکہ معظمہ حاضر ہوئے۔ (صحیح الحلق حاشیہ بحر الرائق ص ۳۴۶)

دیکھا جاوے کہ کتنے ائمہ مذہب اربو نے اس فعل کی خدمت کی ہے اور کن سلف  
معالین سے حضرت مرحوم گنگوہی کا ایمان وابستہ ہے۔ فرمایا ہے کہ سب کے متعلق کیا حکم ہے اور  
تفصیل سے اب تک جس قدر علماء و حکام نے ان کے کوپا عقدا اور پیشوا سمجھ کر سب کا  
نہیں کیا ہے

آں شوخ سرخ جامہ سور سمنہ شد  
یاراں عذر گدید کہ آتش بلند شد  
عزیز کن اہل وقت یہ کہ کچھ سجدہ اون پیدا کر لی جائے تصنیف کے میدان میں قدم رکھن  
صرف ذلت اور رسوائی ہی کا باعث ہوتا ہے۔ اور اگر صرف  
بدنام اگر ہوئے تو کیا نام نہ ہوگا  
کے اصول پر نام پیدا کرنا ہے تو کچھ لوگ اس حساب سے شیطان سب سے بڑے نام  
والا ہے

نصیحت گوئی کن جانا کہ از جان دست تر داند

جو امان سعادت مند چہ در دانا را

الہند علی احمد کہ اس رسالہ میں آپ کے جن الزامات کا جواب دینا مقصود تھا اس دن  
جواب دینی سے ہم بوجہ احسن فارغ ہو چکے اور امید کرتے ہیں کہ اس ناچیز رسالہ سے ایسے  
سے بعد نہ شہداء اللہ کی منصف حزان کو مباحثہ مذکور میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے گا۔ دینی  
نی بدایت اضلالت، و صرف منقلب انقلاب علی کے قبضہ قدرت میں ہے اور یہ بھی جو کچھ ہوا  
صرف اسی کے فضل و کرم سے ہوا اور ہم ناکارہ کسی قائل ہیں نہ



کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا  
ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا  
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے  
جو کچھ کہ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

۱۔ ائمہ اہل سنت کے علاوہ ائمہ شیعہ مرحوم مفہوم اہل بدعت کے متعلق جو آپ کے  
فتاویٰ ان کے متعلق ہم بدعت صرف ان کا فرض کرتے ہیں کہ جبکہ رضا فائیت کے  
موجد مجدد الفاضل بریلوی ان کے متعلق یہ فیصلہ کر چکے کہ ان کی عبارات سے تین  
رسائل کتاب میں صریحاً سلام اللہ علیہ نہیں ملتی اور ان عبارات معنی کفر یہ میں سے نہیں  
ملنے کے اس لیے کتاب میں بھی سوکتے ہیں جو کفر سے بے گناہ ہوں۔ (مدخل بدعت  
ترمذی ص ۱۰۲) ان کی رضا فائی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ائمہ شیعہ مرحوم کے متعلق جو  
بہ ثانی کرتے اور ترمذیوں کے بھی کہ شیعہ مرحوم کی طرف سے یہ بھی کہہ سکتے ہیں  
تو بھی یہ کہ کچھ تو ان صاحب کی قبر سے گزر گئیں ہیں میں سے۔ ان صاحب

[illegible]

نیز برکات الہامی میں پرفرماتے ہیں:

”اے اللہ! اللہ پر بدگمانی حرام اور اُن کے کلام کو جس کے صحیح معنی پر تلف درست ہوں  
خوئی غوی معاذ اللہ معنی کفر کی“ طرف ”بحال لے جاتا تھا گناہ کبیرہ۔“  
پھر اس مضمون کو آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے ثابت فرما کر لکھتے ہیں۔

پیدا ہوا جب ہے کہ انی تاویل کو اختیار کریں اور اسے مسلمان ہی ٹھہرائیں کہ حدیث میں آیا ہے  
 ۱۔ "اَلْاِسْلَامُ بِعَقْلٍ وَلَا بِعُتْلٰی" اسلام عاقل ہی رہتا ہے مغلوب نہیں کیا جاتا۔"

۱. اصول شیعہ مذہب و اہل بیت علیہم السلام پر فیضانِ حق ہے۔

”اور امام الاعظم (اعظمی دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرنا کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہل اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک کہ وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو۔ جب تک کہ حد تک یہ سدا باطل (اول ضعیف سے ضعیف محض بھی باقی نہ رہے اس

السلام یعلموا ولا یعلیٰ“

رہتا مہربان اور رنجش صاف خام ہے کہ جو شخص شہیدِ حرم کی تکفیر کرے وہ فاضل  
میں۔ عربی شعر کے مطابق: "میں بڑا ہنسنا ہوں یہاں سب کا ہنسنا ہوتا ہے"۔ حقیقت  
یہی ہے۔ کیا اس کے بعد بھی کسی رضا خانی کو جاش ہے کہ وہ شہیدِ حرم کو روزِ آخر بھی  
نگاہ سے دیکھیں۔

ہوا ہے مدنی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں

زیلحانے کیا خود پاک دامن ماہکھیاں کا

اور اگر آپ کو خان صاحب کا "الموت الاحمر" والا یہ فیصلہ تسلیم نہ ہو تو ذرا ہمت کر کے رن  
 ٹائیس کے قبلہ حبیب اور رضا خانیہ کے چاروں مہوئی حیدر رضا خان صاحب خٹک اب جناب  
 مہوئی احمد رضا خان صاحب و جناب مہوئی نعیم الدین۔ فاضل مہوئی باقی کے استغاثوں سے  
 ایک تحریر اس مضمون کی شائع کرا دیجیے۔ "حضرت شہید مرحوم کی جو ہر قسم کی رسالہ "عقائد  
 اویہ" یا "بندیہ" میں درج ہیں، اس معنی تحریر میں نہیں ملتی ہیں کہ تاویل و توجیہ کی  
 عجائز نہیں۔" پھر، یکنے شہداء اللہ ساری رضا خانیہ وارک نکل میں نہ پہنچا یا تو بات کی  
 یا ہے۔ مزید بھی تم نے ایچھنی یہ ہے بھی تو پائے سے پاؤں نکالے ہیں۔ تمہیں ذہ نہیں  
 کہ فاضل یہ جانی تو، اپنے قلم سے ساری رضا خانیہ کا خاتمہ کر کے میں کا ناظر ایچھ۔  
 حضرت شہید مرحوم کے متعلق یہ ہے:

”علما و محققین انہیں کافر نہ کہیں گی جواب ہے۔ وہو الجواب وہ مفتی و علیہ الفتویٰ

وہو المنہب وعلیہ الاعتماد ونہ السلاۃ ونہ السدا و معنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ دیا گیا اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامتی اور

ای میں استقامت ہے۔" تمہید ص ۴۴



سنا آپ نے مولوی احمد رضا خان صاحب کے نزدیک جو شخص شہید مرحوم کا فرائض  
قرآن و عقیقہ اور عیادت نبی کریم علیہ السلام اور تفتیش عمارت کے مختلف ہونے کے  
ساتھ ساتھ پرانے درجہ کا ہے عیادت اور استقامت کو چھوڑنے والا، مگر اور بدعت میں پڑنے  
والا ہے کیسے کیا اس کے بعد بھی شہید مرحوم کے تعلق کچھ نہیں دیکھنے کا ارادہ ہے؟ اگر ہو تو کچھ  
بہ ہم بھی کہیں نہیں گئے ہیں اور فاضل بریلوی کی تصانیف بھی انہی سے ناہید نہیں ہوئی ہیں اس  
شاء اللہ وہ ہاتھ دکھائیں گے کہ دنیا کے رضا خانیت پادری کرے۔

واللہ المستعان ومنہ التوفیق وغیرہ الکلاں

اہل بدعت کی جانب سے کیے گئے سوالات کے جوابات

الحمد للہ جوہر توفیق کہ رسالہ "عقائد و باہیہ دین ہندیہ" کے جس قدر حصہ کا تعلق حضرات اکابر  
ملا، دیوبند کے عقائد سے تھیں ان کے جواب سے ہم جوہر توفیق فارغ ہو چکے اب ہم آپ کے  
ماہانہ سوالات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

سوال: جسے عقائد ذکر کیے گئے ان کے متعلق بہتر نہیں آپ کے دہریہ تفسیر کی ہیں  
اگر کسی شخص کے ایسے عقائد ہوں تو کیا وہ شخص مسلمان ہے یا نہیں؟

اقول: اس کا جواب ہمارا یہ رسالہ ہے۔

سوال: آپ کے پاس پنے کی نفی ہونے کی یا نشانی اور یہ حدوت میں اور آپ کے  
پاس کی نفی ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

اقول: عقائد اہل سنت ہمارے عقائد اور فقہ حنفی ہمارا معمول ہے یہی ہمارے کی نفی  
ہونے کا ثبوت ہے۔ بعد ازاں ان کی رضا خانی کی حالت نہیں کہ ہمارا کوئی عقیدہ اہل سنت  
و جماعت کے عقائد کے خلاف اور ہمارا کوئی فتویٰ فقہ حنفی کے خلاف ثابت کرتے ہیں یہ  
ثبوت ہو سکتا ہے جیسا کہ اس چوتھے رسالہ میں آیا ہے جس کی حقیقت بھی ہمارے ہاتھ میں  
معلوم ہو چکی ہے۔

باہمیں بیورو کوئی معنی نہیں اگر

قوت داری مگر ہمت داری ہمار

بندہ محض تو ظاہری مدد ملانے کے لئے کہ اگر کسی کو ہمارے اس علم میں ذرا کمی نہ  
دشہ ہو تو اور رضا خانی جماعت کے کسی ائمہ دار کا نام کو تیار کر کے ہمیں اطلاع دیں ہم باہم ہمارے اپنے  
کی نفی ہونے کا ثبوت دیتے نہیں بعد اس کے کہ دور رضا خانی صاحب سے صرف اپنا علم  
داخل اہل سنت و جماعت ہونا ثابت کر دیں۔ فہل من معجب؟

سوال: اہل سنت و جماعت آپ کو کون سا شریف و قیوم ہوا شریف و قیوم  
دعویٰ نہ کرنے کی وجہ سے نہ کہتے اور سمجھتے ہیں یا آپ کے ان افعال کی ممانعت کرنے کی  
وجہ سے؟



اقول ہندوستان کے بدلتی ہست و جدعت کو ن فوں نامضیر کے نہ کرنے کی وجہ سے بھی برکتیں ہیں اور منع کرنے کی وجہ سے بھی جس دامن میں شبہ و بدقیوں کی کمی محسوس میا، میں شریک ہر قیوم کے وقت قیوم نہ کرے اور پھر ایچے کہ شرہ قدرت مبتدئ میں اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں۔

قتال مولوی اشرف علی صاحب دہلوی میں جب میا اشرف پڑھتے تھے، رقیہ میا،  
کرتے تھے تو جائز سمجھ کر کرتے تھے یا ناجائز سمجھ کر کرتے۔

اقول اس کا منسل جواب پہلے اندر چکا ہے ملاحظہ ہو ص ۲۴۔

قال: بدعت کی کیا تعریف اور بدعت کئی قسم پر ہے؟

اقبول بدعت لغت میں ہر امر جدید کو کہتے ہیں اور اصطلاح حدیث شریعت میں یہ لفظ دو معنی میں مستعمل آتا ہے یہ سب لغتوں میں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھا اور آپ کے زمانہ میں نہ جو نہ تھا پھر یہ لغتوں میں جو بدعت کہی چھا سو گات اور بھی رہا ہے اور بدعت جو مورانی میں سے ہے اور دوسرا اس واقعہ یعنی فتح مکہ میں سے بدعت کہتی اور بدعت شریعت کہی جا گات اور یہ بدعت ہمیشہ مذموم ہی ہوتی ہے۔ قال فیسا الامر وسانہی عنہ وعلی الہ للصلوہ والسلام۔ میں احداث فی مراحہ مونس مہ لہو وکفی جو بھی ہمارے اس دین میں ایسی بات ایجا کرے جو اس میں نہیں ہے وہ اس کی یہ ایجا کر دہات مردود و مطرود ہے۔

یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جن علماء نے بدعت کی دو قسمیں حسنہ اور سیئہ کی ہیں ان کی مراد بدعت سے وہ پہلے معنی میں جس کے متعلق ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کیا ہو سکتا ہے کہ بدعت ثانیہ نہیں ہوتی بلکہ بدعت اولیٰ ہی ہے اور جن صاحب کرام نے بدعت کو علی الاطلاق مذمت کرنے سے اجتناب کیا ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اگرچہ بعض بدعتیں اسی طرح مصلحتاً و مفیداً ہیں لیکن چونکہ ان میں سے بعض بدعتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے صریحاً منع فرمائی ہیں مثلاً عشاء فی النبیؐ یا عشاء فی الخلیفۃؑ وغیرہ۔ اور بعض تو ایسی ہیں جو نہ صرف اللہ تعالیٰ نے منع فرمائی ہیں بلکہ رسول خدا ﷺ نے بھی منع فرمایا ہے مثلاً عشاء فی النبیؐ یا عشاء فی الخلیفۃؑ وغیرہ۔ اور بعض تو ایسی ہیں جو نہ صرف اللہ تعالیٰ نے منع فرمائی ہیں بلکہ رسول خدا ﷺ نے بھی منع فرمایا ہے مثلاً عشاء فی النبیؐ یا عشاء فی الخلیفۃؑ وغیرہ۔ اور بعض تو ایسی ہیں جو نہ صرف اللہ تعالیٰ نے منع فرمائی ہیں بلکہ رسول خدا ﷺ نے بھی منع فرمایا ہے مثلاً عشاء فی النبیؐ یا عشاء فی الخلیفۃؑ وغیرہ۔

ہاں ہمارے زمانہ کے عوام کی ذہنیت کا نظارہ رکھتے ہوئے علماء امت کا فرض ہے کہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں اسی آخری مسلک کو اختیار کریں اور بدعت کی تقسیم کر کے گمراہی کا اور ازواج و عورتوں میں اسی وجہ سے صلف میں بھی ارباب بصیرت نے کی کو اختیار کیا ہے۔ امام ربانی محبوب سبحانی حضرت سید احمد صاحب مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات قدسیہ میں ارقام فرماتے ہیں

گفتہ اند کہ بدعت مردوں و عورتوں است حذو و تدبیر حسن ال عمل نیک را گویند کہ بعد از زمان آں مرد و عورت را شدین حد و مہم من الصوت التہا و من اتیت اسما بدید شد و با شد و رفیع

سنت نہ نماید اسیدہ نگہ رافع ملت باشد۔

لاؤں سے کہا ہے کہ بدعت کی قسمیں میں سنہ اربعہ سنہ کی نیک کامیابی کہتے ہیں جو بعد از خدمت جبریل کے ارپ کے غصہ و شہین رضی اللہ عنہما کے پیدا ہو کر اس کی منت کو مضائقہ نہ کرے اربعہ ادا کام ہے جو کی منت و ازل کرے۔

یہ تقریر پڑھتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ یہ تقریر میری زندگی کا ایک اہم لمحہ ہے۔

یہ فقیرانہ بدعتوں میں حسن اور نوازیت کا مشہد نہیں ہے اور نہ عظمت اور کبریت کے اس  
میں کچھ محسوس نہیں کرنا۔

پھر فرماتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں:

سید شریف، فرید میراثی الیہ الصلوٰۃ ات التعلیمات میں احداث فی العربیہ، مائیس ۱۸۷۷ء  
نور۔ ج ۱ کے مرزور باشند حسن از کجا پیدا کند۔

سید اختر فرماتے ہیں کہ جو شخص اس کتاب میں کسی نئی بات پیر کرے جو اس میں نہ تھی اس پر پانچ سو روپے کی سزا ہے جو چاہے اس میں کسی کو سزا سے ہولناک ہو۔

اے چار کفر تیر

۱۰ گاه محمدت بدعت باشد و ب بدعت نصرت - بی مصلحتی در بدعت چه ۱۰۰۰

احادیث مفہوم دیگر دو آل است کہ ہر بدعت رافع سنت است تخصیص یہ ہے۔

بدعت سے بڑے کجبات فخر اول حصہ سوم ص ۷۲۔





اور ناجائز کر دیا ہے یا نہیں؟

**اقول** معصوم ہوتا ہے کہ سائل کو کبھی کسی طبعی حلقہ میں قدم رکھنا بھی نصیب نہیں ہوا ہے  
بندۂ خدا صراحتاً معرفت تو اس وقت ہو سکتی تھی جبکہ یہ افعال ان حضرات کے زمانہ میں رائج  
ہوتے تھے اور کوئی ایسی چیز یہ کہ یہ چیزیں خیر القرون کے صد باب میں جہاں عالم جو میں آئیں اور  
ان کی کوئی اصل اصول شریعت میں نہیں البتہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
صحابہ کبار تابعین اخیر بالخصوص سیدنا امام عظیم رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسے اصول اور  
کلیات ارشاد فرما دی ہیں جن سے ان تمام جزئیات کا حکم نہایت صفائی سے بخیر نکالا جاسکتا ہے  
اور علماء کرام نے نکالا ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ  
فَانْتَهُوا (الحشر: ۷)

(جو تعلیم تم کو دے رسول میں اس کو اختیار کرو اور جن باتوں سے منع فرمائی میں اس سے  
باز رہو۔)

اس آیت کریمہ اور اس کے علاوہ صد بابیات قرآنیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا  
فرض ہے کہ جو حکم ان کو ان کے باطنی برحق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہو اور  
جن باتوں سے منع فرمایا گیا ہو اس سے پاس نہ ہٹیں اور کوئی شخص نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشا  
ان آیت کریمہ میں بدعات اور مبتدعین سے پیغمبر کی تعلیم فرمائی ارشاد فرمایا ہمارے نبی  
صاحب الامروا بھی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

(۱) ایاکم ومحدثات الامور فان كل محدثه بدعة وكل بدعة ضلالة

(رواہ احمد و ابو داؤد)

تم بچتے رہنا نواہیات باتوں سے اس لیے کہ ہر نواہیات بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(رواہ احمد و ابو داؤد)

(۲) وقال عليه السلام من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد

(رواہ البخاری وغیرہ)

اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس  
میں نہیں تھی تو اس کی یہ نواہیات بدعت مراد و مطرود ہے۔

(۳) وقال عليه السلام خير الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة

(رواہ مسلم)

اور فرمایا سب سے بہتر کام وہ ہیں جو نئے نکالے گئے ہوں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(۴) من احدث حدثا او اوى محدثا فعليه لعنة الله والملائكة والناس  
اجمعين لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا۔ (رواہ الطبرانی عن ابن عباس  
والبراء عن ثوبان۔)

فرمایا جس نے کوئی بدعت نکال دیا یا کسی صاحب بدعت کو اپنے پاس جہد کی اس پر اللہ کی اور  
فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت اللہ اس کی طرف سے نہ صرف قبول کرے گا نہ عدل۔  
روایت کیا اس کو طبرانی اور ابن زبیر نے۔

(۵) ابی اللہ ان یقل عمل صاحب بدعة حتى بدع بدعة۔ (رواہ ابن ماجہ)  
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بدعتی کی عبادت قبول کرنے سے انکار فرماتا ہے تا وقتیکہ وہ نئی بدعت نہ  
پھوڑے۔

(۶) وقال عليه السلام لا يقبل الله لصاحب بدعة صرفا ولا صلوة ولا  
صدقة ولا حجا ولا عمرة ولا جهادا ولا صرفا ولا عدلا بحرج من  
الاسلام كما يخرج الشعرة من العجين۔ (رواہ ابن ماجہ عن حلبہ)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بدعتی کا نہ صلہ  
قبول کرتا ہے نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ پرہیزگاری نہ عبادت گزاری اور نہ  
اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح خمیر سے بال نکال دیا جاتا ہے۔ روایت  
کواثران مجتہدین نے۔

ہم مسلمان ان احادیث کریمہ سے معصوم کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدعات  
بدعات ملعونہ سے کسی قدم رجحان سے۔





کبریا ۳۹ جنت کی بخششوں کے متعلق قرآن عزیز میں ارشاد ہے۔

① فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ

یعنی جو نگہوں کی ٹونڈ (کاسمان) ان مل جنت کے واسطے پوشیدہ رکھا گیا ہے اس کو کون شخص نہیں جانتا۔

اس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ولا يعلمہ منک مصروب ولا نسی مرسل یعنی یہاں کوئی مقرب فرشتہ چاہے نہ کوئی فرستادہ رسول جبر الصلوٰۃ والسلام۔ رواہ الحاکم فی المستدرک صحیح۔

② سورہ مادہ میں ارشاد ہے:

يَوْمَ يَخْلَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ لِيَقُولَ مَاذَا أَحْسَنَ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ

جس دن کہ جمع کرے گا اللہ تعالیٰ سب رسولوں کو پس فرمائے گا ان سے (تمہاری امتوں کی طرف سے) تم کو کیا جواب ملا اور عرض کریں گے ہم کو علم نہیں۔ یہ تحقیق آپ ہی غیوب کے جاننے والے ہیں

اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے حرمت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

معناه لا علم لنا كعلمك ليه لا نك تعلم ما اصمروا وما اظهروا وما

لا تعلم الا ما اظهروا۔ (المفسر حلزون جلد ثانی ص ۸۸)

انبیاء علیہم السلام کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ ہم کو آپ کا علم نہیں اس لیے کہ آپ ان کے ظاہر و باطن سب کو جانتے ہیں اور ہم کو صرف ان کے ظاہر کا علم ہے (ابن ماجہ ۱۱)

ان آیات کریمہ اور شہادت صحابہ کے بعد صرف نمونہ کے طور پر محض صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف کی چند روایات ملاحظہ ہوں۔

○ اوخر ۸ھ میں جب آنحضرت ﷺ نے قبیہ یوزن پر چڑھائی کی اور اللہ تعالیٰ نے فتح عنایت فرمائی اور یوزن کے کچھ موٹی اور آبی قیمت کے طور پر ہاتھ سے آچھوڑا۔

کے بعد یوزن کا ایک وفد مدینہ منورہ حاضر ہوا اور اپنا اسلام ظاہر کرنے درخواست کی کہ

نور دل اور ہمارے نبی ہم کو اسے آپ جانیں آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام کے ایک

عام جلسہ میں سفارش کی کہ ان کے آدمیوں کو آزاد کر دیا جائے اور دریاخت فرمایا کہ کیا تم

سب لوگ بغیث خاطر اس کی اجازت دیتے ہو تو ہر طرف سے اجازت کی آوازیں

میں یونین مجموعہ کی کثرت کی وجہ سے صحیح طور پر یہ معصوم نہ ہو سکا کہ کس شخص نے اجازت

دے دی اور کس کو اجازت میں ملے تو اس وقت آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا

اسی لا ادري من ادن مسکمه من له بادن فار حوا حتی یرفع الی عرفاء

کم امر کہ فرجع الیہم لکمہم عرفانہم لرحمہم الی رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم فاحبروہ ان الناس قد طیاروا اذا نوا۔

(بخاری شریف باب العرفاء للناس ص ۱۰۶)

میں نہیں جانتا کہ تم میں سے کس نے اجازت دی اور کس نے اجازت نہیں دی لہذا تم اس

وقت چلے جاؤ یہاں تک کہ تمہارے چوہوں تک ہر شخص کی رضا مندی فرماؤ، معصوم

کر کے تمہارے معاملہ کو تمہارے پاس لائیں پس وہ لوگ چلے گئے اور پوچھ رہے تھے ان

سے بات چیت کر کے آنحضرت ﷺ کو خبر دی کہ حضرت دو سب راضی ہیں اور بغیث خاطر

اجازت دیتے ہیں۔

② بخاری شریف میں ہے کہ حضرت زید بن قیس فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن ابی

منافق کو سنا دیا یہ جب رہا تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں پر کچھ خیریت

کر دیا اور یہ کہ رہا تھا کہ اگر ہم مدینہ پہنچے تو ہم میں سے جو یہ دو عزت اور ہوشیار

کو نکال دے گا جس میں سے اس کا تہ کر دیا جائے گا یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے

تہ کر دیا آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو

دریافت کیا کہ یہ کیا جوا ہے۔ ان منافقین نے ہموں کے ہموں کی

آنحضرت ﷺ نے ان کی تصدیق فرمادی اور حضرت زید بن قیس کو اس کا

حضرت زید فرماتے ہیں مجھے اس کا یہ صدر ہوا کہ کبھی مدت اور میں اس صدر میں



ہو تو۔ پس میں نے اپنے گھر میں بیٹھ رہا۔ جس اللہ تعالیٰ نے سورۃ مائتوں کی  
تبدیلی آیتیں مار کر فرمائی ہیں حضور سید نے مجھ کو عصب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مصلحت  
سورۃ اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس تصدیق مازر فرمائی۔ بخاری شریف ج ۲ ص ۲۸  
اور سنن شریف میں یہ ہے کہ یہ اتھروا توک میں پیش آیا جو ۹۹ میں واقع ہوا ہے۔  
⑤ بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے کہ احادیث میں "تختہ" سے مراد ہے جت  
اور اس سے سرفراہ اور مہر مقرر ہے کہ پنے سے ارشاد فرمایا "لو استغفلت من  
امری ما استغفرت لہ اسق الہدی" یعنی اگر پہلے سے مجھے اس معصوم نہ ہو مگر جو  
اس حد میں ہوں تو میں اپنے ساتھ رہتا ہوں نہ اس حد میں نہ رہتا ہوں۔ حضرت شاہ  
عبدالقی صاحب محدث دہلوی سے یہ روایت فرماتے ہیں۔

ترجمہ میں از میں سے دانستم کہ برآمدن از احرام پر شائق خواہ آمد من نیز ساق ہونے سے  
کردم و من غیر دانستم کہ حکم الہی جیس خواہد بود اللہ العلیات ج ۲ ص ۳۲۸۔

اس سے پہلے مجھے معلوم نہ تھا کہ حکم الہی ایسا ہو جائے گا۔ اللہ العلیات ج ۲ ص ۳۲۸۔

⑥ مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عن جابر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت  
شہر نسالونی عن الساعة وانما علمہا عند اللہ (الحديث)

حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا آنحضرت ﷺ اپنی وفات  
شریف سے صرف ایک دن پہلے فرماتے تھے تم لوگ مجھ سے قیامت کا سوال کرتے ہو (کہ  
کب آئے گی) حالانکہ اس کا علم بس اللہ ہی کو ہے۔

اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ان وقت دون قیامت کہی گئی پر یہ وہ آن خود معلوم نہیں ہوتا اور اجزائے تعالیٰ  
نہ اند۔ اللہ العلیات ج ۲ ص ۳۰۰۔

یعنی قیامت کہی گئی کے آگے کا وقت مجھ سے پوچھتے ہو اور خود مجھ کو معلوم نہیں اور اس کو

نہ سے ۲ دن میں جانا۔

قرآن احادیث کی ان زبردست شہادتوں کے بعد مسئلہ کتب عقائد اہلسنت و جماعت کی  
تہمیت مدلل ہوئی۔

① علامہ سعد الدین قناری شریح عقائد نفسی میں فرماتے ہیں:

الاولیٰ ان لا یقتصر علی عدد فی التسمیۃ فقد قال اللہ تعالیٰ مہم من  
قصصنا علیک ومنہم من لم نقص علیک ولا یوم فی ذکر العدد ان  
یدخل فیہم من لیس مہم۔ لوی یخرج منہم من ہو لیہم یعنی ان خبر  
الواحد۔ لا یفید الا الظن ولا عریۃ بالنظر فی باب الاعتقادات  
خصوصاً اذا کان القول بموجہ بفضی الی مخالفتہ ظاہر الکتاب و هو  
ان بعض الانبیاء لم یذکر للنہی علیہ القلوۃ والسلام انتہی  
مصحف شرح عدد نسبی ص ۱۰۰

بہتر یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا کوئی خاص عدد معین نہ کیا جائے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا ہے کہ رسولوں میں سے بعض کا حال ہم نے آپ سے بیان کیا اور بعض کا نہیں بیان کیا  
اور انبیاء کا شمار کرنے میں مذکور ہے کہ غیر نبی کا شمار نہیں ہو جائے۔ اس کی آیت  
تعداد سے زیادہ عدد بیان کیا جائے یا کوئی نبی شمار سے رہ جائے اگر ان کی واقعی تعداد سے کم  
عدد بیان کیا جائے۔ یعنی خبر واحد صرف ظن کا۔ فائدہ دیتی ہے اس سے یقین حاصل نہیں  
ہوتا اور باب عقائد میں خطبات کا تقبیہ نہیں بالخصوص جبکہ اس کے موافق عقیدہ رکھنے میں ظاہر  
قرآن شریف کی مخالفت لازم آتی ہو (اور وہ ظاہر قرآن) یہ ہے کہ بعض انبیاء علیہم السلام کا  
ذکر آنحضرت ﷺ سے نہیں کیا گیا۔

علامہ مصنف کی اس عبارت نے نہایت صحت کے ساتھ بتا دیا کہ بعض انبیاء علیہم السلام  
کے احوال آنحضرت ﷺ کے عمر شریف سے فارغ ہیں حالانکہ وہ نبی کا نام ہے اور  
بعض افراد ہیں:

① علامہ نقی ابن عربی نے متعلق علامہ ابن عربی شری کہتے ہیں کہ

الاجتهاد اپنی کتاب ساڑھیں لکھتے ہیں:

وَكَيْفَ عِلْمُ الْمَغِيَّاتِ اَيُّ وَكَيْفَ عِلْمُ بَعْضِ الْمَسْأَلِ عِلْمُ الْمَغِيَّاتِ لَا يَعْلَمُ السَّيِّدُ الْاَمَامُ اَعْلَمَهُ اللهُ حَيَّانُ وَذَكَرَ الْحَقِيقَةَ فِي فُرُوعِهِمْ تَصْرِيحًا لِنُكْشِرُ بِاعْتِقَادِ اَنْ السَّيِّدُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْعِبَّ لِمَعَارِضَةِ قَوْلِهِ تَعَالَى قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللهُ

اور یہی ہے غیب کی باتوں کا علم یعنی جس طرح یہ بعض مسائل کا علم نہیں اس طرح غیب کی باتوں کا بھی علم نہیں جس شخص نے غیب کی باتوں میں صرف ای قدر کو جانتے ہیں جو کبھی کبھی اللہ نے ان کو بتا دیں اور حقیر نے اپنے فتنہ کی کتابوں میں ایسے شخص کو مدعی کافر لکھا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ شخص نے غیب کی باتوں کو جانتے تھے کیونکہ یہ عقیدہ آیت قرآنی "قُلْ لَا يَعْلَمُ الْاِلَٰهَ" کے معارض ہے۔

② عقائد اہلسنت کی مسلم کتاب شرح مواقف میں ہے:

واما الفلاسة فلقد اوهوا السی من اجتماع فيه خواص ثلاث بمنزلة ما من غيره احدها... ان يكون له اطلاع على المغیبات الکثرة والخاصة والاحتمال لیکن فلا سزا کے قابل میں نہ رہی اس لیے جس میں تمام خواص موجود نہ ہوں جن کی وجہ سے وہ ان امور میں ممتاز ہوں ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ نبی کو اطلاع ہوئی چاہے ان مغیبات پر جو کہتے ہیں یا ہو چکے ہیں یا ہونے کو ہیں۔

اس کے بعد علامہ موصوف نے فلاسفہ کے اس غیبیہ عقیدہ کے کچھ دلیل نقل کیے ہیں اس کے بعد اہلسنت وجماعت کی طرف سے رقم طراز ہیں:

فلما ذكرتم مردود بوجوه الاطلاع على جميع المغیبات لا يجب اتفاقنا منكم ولهذا قال سيد الانبياء لو كنت اعلم الغیب لا مستكبرون من العبر وما منسى السوء الخ۔

(شرح مواقف مصری جلد سوم ص ۱۵۱)

جو کچھ تم نے کہا چند وجہ سے مردود ہے اس لیے کہ تمہاری مراد اس اطلاع علی المغیبات سے گہا

بے کل مغیبات پر اطلاع ہوئی چاہے یہ بعض پر کل مغیبات پر اطلاع ہو یا تو نبی کے بے کسی کے نزدیک بھی ضروری نہیں نہ تمہارے نزدیک نہ ہمارے نزدیک اور اسی وجہ سے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر میں غیب کو جانتا تو میں نے خبر بہت سناج کر یا ہوتا اللہ مجھ کو یہ نہ چھوڑتا۔

اہل اہلسنت کی بے شمار شہادتوں میں سے یہ تین شہادتیں صرف نمونہ کے طور پر ہیں باطن میں درجہ اسنت کے بے پایاں اثر میں ان قسم کے صمد تصدیقات موجود ہیں جن سے صرف معلوم ہوتا ہے کہ یہ فیہ عقیدہ جس نے کبھی قدر کے مذہب میں جنم لیا تھا اور جو بے عقل کے باطل میں سے ہے اسنت کی فکر میں ہمیشہ سے مراد اہل اہل واپس رہے ہیں وہ بات واحادیث جن کو ہمارے داند کے مبتدعین نے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کر کے مسمیٰ و محمولہ ہیں ان کے متعلق درست صرف اس قدر گزارش ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس کو دعویٰ کے ثبوت سے قیود اسما بھی تعلق ہو۔ تاہم عقیدہ ان کے مطالب میں بہت تصرفات نہ کیے جائیں قیامت تک ان سے رضا خاندان کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا اور ان کو ہمارے اس دعویٰ میں کچھ شک و شبہ ہو تو ہم مدعا کرتے ہیں کہ ہر رضا خاندان پر یہی مدعیوں کا پورا پورا ہونا چاہیے اور یہ دعویٰ سید پرانی جنگی ہو یا کوئی سب و اذان عام سے سمعہ شرک کہ سب اس کے سوا یہ چند خاصات واجبہ میں صرف یہی فیہ نفسی ثبوت قطعی الدالہ سے اپنا دعویٰ دربارہ مسئلہ غیب رسول اللہ ﷺ ثابت کریں نہ بخیر چشمن کوئی حریف کرتے ہیں کہ ان کے رضا خاندان میں کوئی ایک بھی یہ نہیں جس سے ان کے دعویٰ کی ایک نفسی ثبوت قطعی الدالہ سے ثابت کر سکے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ ان کے دعویٰ کے لیے جھوٹے شہادے دیں یا میں بے اصل دعویٰ کیے جائیں لیکن یہ ناممکن ہے کوئی صاحب فی الواقع تیار ہو کر ثبوت دیں اور جس دن کسی فریب بدعت نے فرقہ ہدایت کے طور پر ثبوت دینے کی ہمت کی اس دن اللہ رضا خاندان کا خاتمہ ہے۔ تاہم ان کے کہنے کے بغیر سے مورخ محمد عبدالحی صاحب مکتوبی سزا کا ایک باطل سوز اور ایسا ہی ہے کہ آپ کے باقی ماندہ سوالات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ علامہ موصوف کے مجدد





میں قہر و ناہنجور و جب الہد مقرر رہا۔ پس اُمر یہ حضرات کی تھی۔ اے مستحق تیر و میں  
جی سے نکالیں۔ چشم روشن الہاد۔

پہ نواہی گفت قریانت شوم ہامن جہاں گویم

۳۔ **قیال**۔ کہاں سے رہے ہو، کچھ اچھے کریں، خواب برآئیں اس کے کہ اس کو ضرورت ہے۔  
کچھ بدعت سننے سے پاس ہے۔

اقول: میری شخصیت میں بدعات ہیں اور اس کو شخص مرانی سمجھتا ہے اور یہ  
 مرانی نہ سمجھے (تو بدعت حقیقہ ہے جو باہر ہے اور صرف انسانی بات ہے اور وہ شخص اس  
 مرانی کو بھی نہیں سمجھتا تب بھی ہو گا یہ طریقہ رضا خانوں کا شعر ہے کہ یہ مرانی مرآت  
 نہیں کہ بحث میں جو مطالعہ تاریخی کی ایک مہارت پہلے پیش کر چکے ہیں، مقادیر ہوا ہے  
 ارفع نظر تہہ امور کے اس سہ سے بھی یہ نظر غیر متقوں سے کہ جب تک خدا اپنے  
 سامنے رہا ہو ہے اس وقت تک تو اب ان کا عمل نہیں ہو گا، چنانچہ ایسا ثابت ہوا  
 تاب کا تخیل (جو اس وقت ہو گا) کہ وہ خدا کی شخصیت کے واسطے اس وجہ سے  
 وہ اب گھبرا رہا ہے۔

فہم! کیا آپ لوگ بغیر مقیمین و قیوم کے میاں و شریف کہتے ہیں؟

اقبول: آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ اور حملہ حالات زندگی۔ وجود نورانی سے جو نور ظہوری تک، پھر اوقات سے اوقات تک، اوقات سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک۔ غرض تمام احوال و افعال کا ذخیرہ ہمارے اہل زمانہ کا مشغلہ ہے جو رفا غافل و غائب نہیں۔

ان کے قصہ میں محض بارہوی تاریخ کو صرف ولادت کا ذکر اور ادھی غیر موثق روایات سے کیا ہے اور بہار کے قصہ میں آنحضرتؐ کے زمانے کے جملہ حالات سیرت و غزوات، اوامر و نواہی، قتال و اشغال، اقوال و افعال وغیرہ سب آئے ہیں انہی کا پرستار پڑھنا انہی کی نشر و اشاعت انہی زبانی کا نصب العین:

• نیکو نیت و پارسا دلین ہم دست بدعا ہیں کہ خدا ہمارا خاتمہ بھی اسی بہترین مشق میں کرے۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے

میں نے اس کی سست بھی کر دی ہے

**فصل:** کیا آپ کے پاس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال موجود ہیں جن سے آپ میلادِ وقیم میلادِ دروسِ دوہم و دہدہاء یا رسول اللہ کو منع کرتے ہیں یا غلطی نکالتے ہیں۔

اقوال مستند و بارہوں لہذا کہ عروہ دینی مسائل پر ہم پہلے اہل علم و خیر کے چلے  
تین جس کے ہر دو کی حاجت نہیں اور خدا بارہوں لہذا کہ متعلق یہ مذکور ہے کہ وہ بہت  
وجہات نے اس کو مطلقاً منع نہیں کیا ہے بلکہ صرف اس صورت کی ممانعت کی ہے جبکہ  
تصویرت میں کو خدا نے ظہر جان کر یہ مذکور ہے یا خدا کرے "تو خدا نے ظہر نہیں سمجھتا  
بعض دیگر لوگ اس کے منع سے خدا نے خدا نے ظہر سمجھتے ہیں کہ اگر خدا کا تکرار ہو جائے  
گے اور جبکہ یہ مفاسد نہ ہوں یا کوئی صاحب مال عالم شوق<sup>۱</sup> میں خدا کرے تو یہ خدا جائز ہوگی۔

حق: حضور کو مالک عالم کہہ سکتے ہیں یا نہیں انا

انہوں نے تھوڑا دیر نہیں ہے۔ حکم کی نیت معلوم ہونے پر کوئی حکم لگایا جاسکتا ہے۔

اصل: کیا ادویہ کی سلطنت عرش سے لے کر فرش تک ہے۔

اقبول یہ خط بھی پیش کیا۔ بعضوں میں شکوک رہا تاہم ایک مضمون یہ ہو گیا کہ وہی علم نہیں لگا سکا۔

قال کیا یہ ہوتا ہے یعنی کہ تہذیب کی رُم و ہرج و مرج سے  
 تیرا رقیب تمہاری کائنات کو سوا رہے گا۔ اگر جو بنی مرے آج نہیں ہے یہ  
 یہاں نہ لکھ رہے؟

اقول: ممکن ہے کہ کسی نیک بخت نے حدیث مشہور علی الاطلاق ادا عذبة العلم وعلی  
 - ہما سے یہ مضمون کا بروکین چونکہ تہمتی اور محدثین یہ حدیث ضعیف ہے اور تہمتی  
 - ہما پر مقید و قاصر نہیں کیا جا سکتا اور اگر یہ کہنے و مرضی نفس کا مضمون نہیں ہے تو  
 - ہما کی وجہ سے اس کی حتمی بھی نہیں کی جا سکتی۔ واللہ اعلم۔

قال: تقسیم انسان دو ستارہ فضیلت دینا اور پڑھانے کے لیے تعیین اوقات کرنا بدعت حسنہ ہے یا بدعت سیئہ۔



اقول چونکہ امور مذکورہ فی اسوالم کو دخل میں نہیں سمجھا جاتا نہ یہ چیزیں برے سے بدعت ہی نہیں بلکہ مباح الاصل ہیں۔

الحمد لله علی احسنہ کہ رسول اللہ ﷺ "معاذ اللہ" کے تمام مضامین کے جواب سے ہم فارغ ہو چکے اور جس قدر خلاف واقع عقائد اس رسالہ میں حضرات کا رہنمائی کی طرف منسوب کیے گئے تھے ان کی حقیقت بھی پورے طور سے آشکارا کر دی گئی۔

اگرچہ ہم کو قوی امید ہے کہ ان شاء اللہ ہماری یہ چیزیں خیر و برکت و انصاف کی حمایت کے لیے کافی سے زیادہ ثابت ہوگی اور ہمارے مسلک کے متعلق بننے والی پوری رہنمائی کرے گی۔

خاتمہ

لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کے خاتمہ میں بھی نبوی نص و ملحوظ رکھتے ہوئے ہم اپنے ناظرین و قاریوں کو کہ

ہم کون ہیں؟ ہم کیا ہیں؟ ہم کیا مذہب ہیں؟

الحمد لله ثم الحمد لله کہ ہم حضور و درویشوں کے ایک انبیائی میں سے ہیں اور یہ ہے کہ سن سوس وقت تک کامل الایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس واسطے دل و جان خوش و قاب و اترام، دنیا و مافیہا سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت نہ ہو۔  
ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا کی شان پاک میں اولیٰ کی ستاتی شہادت ہے جو بدعت آپ کی توہین کی وجہ سے کافر ہوا۔ اسے مذہب رجب میں ہونا نہیں اس کے تاپاک وجود سے خدا کی زمین کو پاک کر دینا چاہیے۔

ساتھ ہی ساتھ ہم افراد کے بھی ایسے دشمن ہیں جو ان تمام باتوں کے ہم حضور و صہدی سمجھتے ہیں مہر و ہرگز نہیں قبول کی جانتے ہیں خالق ہرگز نہیں سمجھتے ہیں کہ حضرت انبیاء علیہم السلام و دہر و ارام مقررین ہر گاہ اللہ کی تین تین کی غلط تفہیم کے ذریعہ نہیں مانع و نہ صرف خداوند تعالیٰ ہے البتہ ان حضرات کی باتوں کی برکت سے مشکلیں حل ہوتی ہیں مریض شفا پاتے ہیں نامراد اپنی مرادوں کو پہنچتے ہیں است آباء و دشمن بہرہ موت ہیں مگر یہ سب ہاتھ لگتے حکم اور اسی کے واسطے سے ہوتا ہے جہاں حقیقت یہ خدا کا فضل ہوتا ہے یہی

ان صفات اس کے مظہر ہوتے ہیں (دیکھ شرح مواقف و دیگر کتب عقائد بہست) ان کے بارگاہ و ملکات بالکل ارادہ الہی کے تابع ہوتے ہیں ان کی دعائیں بلاشبہ مقبول ہوتی ہیں مگر دعائیں جب کرتے ہیں جب ارادہ خداوندی ہوتا ہے اگر ارادہ الہی نہ ہو تو ان کے مبارک لب جنش کرتے ہیں۔ نہ ان کے مصوم ہاتھ دعا کے لیے اٹھتے ہیں۔

غرض محمد اللہ صم افراط و تفریط دونوں سے بری و بیزار ہیں جہد عقائد و عمل میں سلف و ہمین کی عقیدہ کو باعث نجات جانتے ہیں اسی کی برکت سے بدعات سے قنط ہیں جس عقیدے میں ہم بدعت کا شائبہ بھی ہوتا ہے اس سے حرار الہی سمجھتے ہیں کیونکہ نور اور نجات ہمارے ایک نقد اجزاء سنت ہی میں منحصر ہے (دیکھ مکتوبات امام ربانی) سارے بزرگان دین و دہ سے سر کے تاج ہیں ان کی محبت کو باعث نجات اور ان کی کلمات کو باعث شقاوت و محرومی جانتے ہیں۔ الغرض نہ ہم نچو یوں اور قادیانوں کی طرح حضرات انبیاء علیہم السلام و اولیاء و کرام ان میں مل گستاخ اور ان کی کرامت کے منکر ہیں نہ مشرکین اور فاضلین کی طرح ان کی خدائی کے اثبات میں مصر ہیں ہر حال ہمارے اکابر کا لائحہ عمل یہ ہے

یار کا پاس لاپ اور دل ناشاد رہے  
نالہ تمنا ہوا رکتی ہوئی فریاد رہے

☆☆☆

باسمہ تعالیٰ حامد اور مصباح

## سیف یمانی (حصہ دوم)

ماظرین! ہماری جماعت اور رضا خانی صاحبان میں جو اختلافات اس وقت تک رونما ہوئے ہیں ان میں سے صرف دو ہر ایک میں جن کو ہتھیار یا وہیمیت کی جاتی ہے۔  
 ① رضا خانی صاحبان کا دعویٰ ہے کہ بعض اکابر ۱۹۷۰ء یوں ہندوستانی کتابوں میں مولانا  
 اللہ رسول اللہ ﷺ کی توہین و تنقیص اور اللہ جل و علی شانہ کی کلمہ غلطوں میں تکذیب کی ہے  
 جس میں کسی تاویل و توجیہ کی بھی گنجائش نہیں لہذا یہ سب کے سب کافر مرتد ہیں اور علیٰ ہذا جو شخص  
 ان سے ایمان کے قیمن سے خیر میں شک کرے اعتقاد پرست سکوت کرے وہ بھی ایسا ہی کافر  
 سے ان کا نشانہ سارے عالم میں کسی سے بھی درست نہیں حتیٰ کہ اپنے ہم خیالوں سے بھی ان  
 سب کی اولاد غیر ثابت القصب اور محروم وراثت ہے وغیرہ وغیرہ (دیکھو حصہ دوم حریم تہذیب و  
 دلائل القار مصنف مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی)

اس پٹھانی حملے کے جواب میں جو یہیں تحریری مزمین کی صفائی میں داخل ہوئے ہیں  
 انہوں نے الحمد للہ اس بے غیاء حملے کی ہر دفعہ پر پوری روشنی ڈالنے کے ساتھ ثابت کر دیا ہے  
 کہ مزمین کی عبارت بالکل سب غلط ہیں اور پٹھانی حملے کی ہر دفعہ افتراء پر دہائی اور بہتان  
 مرقع پڑتی ہے (دیکھو حضرت ابن شریف رحمہ اللہ مولانا سید محمد تقی حسن صاحب امتیاز صہبہ کے  
 مائل اصحاب الدار کی ترقیہ قواطع توضیح ہیں۔ قطع انوکھی قسم علی سنان الخصم و المذہب  
 نائبہ وغیرہ امید تمام دور رساں ہیں جو دائروں کے اس دھوکے کے جواب میں لکھے گئے  
 سیدہ حسنی موہنی احمد رضا خاں صاحب کی حیات میں ان کے پاس بھیجے گئے یہ مہر  
 تک جواب کا مستحق یا نہیں۔ لیکن یہ معلوم کہ اصل مصنف کے قلم میں طاقت نہ  
 اتنی راشنی شک ہوئی یہ کاغذ میسر نہ آیا، تحریر میں جو بے کاغذ رہا ہے۔  
 دیوں و جان پڑا یہاں تک کہ خان صاحب مصنف کی حالت شریف ہے۔  
 ملک بدستور مایوس ہیں۔

● کتب کا پراہم سیف یمانی کا مفرد رضا خانی ہے۔

## سیف یمانی

(حصہ دوم)



بہر حال اس پٹھانی دعوے کے جواب میں جو رہنماں حضرت علامہ بہشت نے لکھے وہ اتنی تک لہ جواب ہیں اور ان شاء اللہ العزیز تا قیامت ۱۔ جو رہیں گے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہمارا رسالہ "سیف یثربی حصہ اول ہے" جس میں جو نہ توئی حق وحدائق کے ساتھ دلائل کی روشنی میں رضا خانی جماعت کے میں الزامات کی حقیقت کو آشکار کیا گیا ہے اور ان کے ۲۲ تازہ سوالات کے جوابات نہایت مدلل طور پر لکھے گئے ہیں اور باب خالص سے قیاس امید ہے کہ وہ ہمارے اس تازہ رسالہ کو کچھ قرآن وحدیث اور فقہ فنی کی روشنی میں حل مسائل مختلف فیہا کے متعلق کوئی قطعی رائے قائم کر لیں گے۔

انفرض خدا کا افضل ہے کہ ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکے اور عطاء و سلطنت نے لا جواب منہی پیش کر کے اللہ کی مخلوق پر حجت قائم کر دی۔

① ہمارا اُن کا دوسرا اختلاف یہ ہے کہ ہم عرض کرتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی اپنی بعض تحریروں کی بنا پر خود اپنے فتوے سے ایسی ہی کافر ہیں جیسے کہ انہوں نے ہمارے کار کے متعلق لکھا ہے اب جو شخص ان کے مقام و جہد پر غور کرنے کے بعد ان کو دینی درجہ کا مسلمان سمجھے ان کے غرض میں شک کرے قیادیرت وہ بھی خود انہی کے فتوے سے ایسا ہی کافر ہے جیسے کہ خان صاحب ہماری جماعت کی طرف سے یہ دعویٰ خان صاحب کی حیات میں کیا گیا۔ متعدد تحریروں سے اُن کو اس کی خلاف ورزی کی جواب کا مطالبہ کیا گیا لیکن صدر نے بزعم مست (ملاحظہ ہو۔ رد المحتار علی المعادل الشطیر۔ واحدی النسخة والتعین علی واحد من الثلاثین اور نئے مجدد کا نیا ایمان وغیرہ وغیرہ)

مولوی مصطفیٰ رضا صاحب غفقتہ جناب مولوی احمد رضا خان صاحب نے "الموت الاحمر" میں ایک مضمون پر لکھا لیکن اس کو بھی اس کا یقین ہونا کہ یہ خبر نہ وہ تراویحات ہے اور اس پر یہ حقیقت چٹنی ہے تو ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اس کی اشاعت نے خان صاحب کے اس اقرار کی کفر پر جسٹری کردی اور ان کے اسلام ثابت کرنے کو وہجہ اشکال سے نکال کر وجہ استحالة (محال کے وجہ میں) میں داخل کر دیا۔ اور اہم سے اس انسان کی تحصیل چاہیں ہے تو ان شاء اللہ ہم کو ضرور ملے گا۔ مولوی غرضی حسن صاحب نے ۱۹۶۱ء میں پارہ ضلع "دینی قریب" کفر و یس کی سنی "تھوڑا سا" دعوے کے ساتھ پرانی روشنی ڈالی اور مذ

راشنی کی طرح ثابت کر دیا کہ خان صاحب بریلوی اپنے فتوے سے قطعی کافر و مرتد ہیں اب جو ان کے خلاف دعوے میں شک کرے وہ بھی انہی کے فتوے سے ایسی کافر و مرتد ہے یہ رسالہ غرضی بانی قعد اور میں شائع ہوا ہے۔ بعد جسٹری مولوی احمد رضا خان صاحب کے پاس بھیجا گیا۔ لیکن جواب سے آتی تک جواب ہے۔

اس کے بعد ہماری جانب سے آج تک خاموشی رہی لیکن کانپوری مصنف صاحب کے شوق تصنیف نے ہمیں فاضل بریلوی اور ان کے اذتاب و اتیان کے دیرینہ غم کو پھر تازہ کرنے پر مجبور کر دیا لہذا اس موضوع پر بھی کچھ لکھنا ناگزیر ہوا۔

اب سرگرم ہندوستان کے رضا خانی قیاد بعد مولوی مفتی منظر مہارٹھ مصنف موفد مہارٹھ سب سنیں اور جوش و شائشیں اور تحریروں جو ان کے یہ دوات قلم کا غنہ سنیں۔

☆☆☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُحَمَّدًا وَفَلْيُغْفِرْ لَنَا رَبُّكَ الْكَرِيمِ

در بار رسالت میں رضا خانوں کی ناپاک ستائشیں تو جین رسول اللہ (ﷺ) کے  
شرمناک مظاہرے وہابی گروں کی وہابیت کی رجسٹری شدہ دستاویز  
کی عین شرم کا شعر ہے

العین تظنوم دمی و دمانی ولا تری منہب الامور  
یعنی آنکھ اور قریب کی تمام چیزیں دیکھتی ہے مگر خود اپنے آپ کو بغیر تینہ کے نہیں  
دیکھ سکتی۔

بعد کی حال ہمارے رضا خانی دوستوں کا ہے ان کو دھروں کی خوبیاں برائیاں فیروں  
کے مناقب معایب اور ان کے بنیادیں اور جین مسلمان تھکتے ہیں لیکن اپنی طرف سے کچھ  
میں خلعت ہے کہ کفر کریں اور سوام بھیجیں تو جین کریں ان وقت میں شرم کریں اور اپنے  
کے موصد میں غرض جو چیز ان کی نظر میں آ رہی ہے اس کے لیے کفر ہے پنے لیے شرم ہر بندہ  
اس وقت ان کے سامنے آئینہ ہو کر پیش ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں  
غیر کی آنکھوں کا سکہ تجھ کو آتا ہے نظر دیکھ اپنی آنکھ کا مائل ذرا مہتر بھی  
رضا خانوں کے متنازعہ باطلہ

① مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے ایک چچ بھائی "مولوی برکات احمد صاحب" کی  
قبر میں وہ خوشبو توتی ہے جو آنحضرت ﷺ کے رضا المہر سے آتی ہے۔ (معاذ اللہ منہ)  
خان صاحب بالاقابیم کے لفظیات حصہ دوم مطبوعہ حسنی پریس بریلی کے ص ۵۵ پر ہے  
"اے حضرت نے ایک طویل کام کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا "جب میں کا (یعنی خان  
صاحب کے چچ بھائی برکات احمد صاحب کا) انتقال ہوا اور میں ان کے وقت ان کی قبر میں  
اترا مجھے بلا مالہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی مرتبہ وہ انور کے قریب آئی تھی۔ اچھی

مسلمان ایرانی کلچر پر ہاتھ رکھ کر اپنے گلوب سے فیصلہ لیں کیا یہ الفاظ کسی چھ مسلمان  
کے رہیں یا غیرت علی سکتے ہیں؟ کیوں مسلمانوں پر یہ غیب کا وہ واقعہ نور جو خیر الہیہ نہ تھ  
"مذہب حضور رسالت بنا و صیغہ الہیہ و ام کے شہادے سے ہر مذہب کے تہجد و خوشی میں  
یہ لفظ "فعل" کو بھی شرم رہا ہے اور جو حسب تحقیق ۱۰ امت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی فائیت رقت  
ہے ان قابل ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کے ایک چچ بھائی کی قبر و صیغہ (۱۰ امت)  
میں اس کے مسکے ہوئے یا اور نہ پاک جو نہ صرف ۱۰ مسلمان ہر قبیلہ کے مدنی تعلق  
کی بھی زیارت گاہ ہے کی لائق ہے کہ جو مولوی صاحب کے ایک مدنی منسل انسان کے مدنی و  
اس کے ہمراہ بلایا جائے اللہ والہ الیہ راہوں۔

آغا صاحب نے خوش عقیدہ لوگوں کے لیے اس تاویل کی بھی گنجش نہ چھوڑی کہ یہ  
صرف ایک واحد نہ مبالغہ ہے جس کی حقیقت کو اور ہے ہر مدنی فرما دیجئے بد مذہب و خوشہ  
محسوس ہوئی اچھی۔

کیوں نہیں آفر تو آپ اسی چودھویں صدی کے مجدد ہیں جس کی مجددیت کا دوسرا دور ہے  
۱۰ مہم احمد قادیانی ہے غرض شرم کا ہتھوڑا تو ہونا چاہیے خدا نہ راہ کریں ان  
پر ہر ہر ہر اسوتے تا چر قیامت بھی کچھ اور نہیں ہے۔ یہاں تک آپ کے حق حضرت مہتمم  
رسول اور چٹاں و جھلم ہیں

کار شیطان مبلکہ ہاشم ولی

گردی ہیں است لغت ہر ولی

۲۔ رضا خانوں کے اعلیٰ حضرت مجدد الہدعات فاضل بریلوی نے معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ  
کی امت کی وہ خود فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ کی نماز (جس میں بقول ان کے  
آنحضرت ﷺ بھی شریک تھے) میں نے پڑھائی فاضل موصوف کے لفظیات حصہ دوم  
پر ہے۔

"ان کے (یعنی خان صاحب کے ایک چچ بھائی مولوی برکات احمد صاحب کے) انتقال کے  
ان مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اللہ حضور پروردگار ﷺ سے  
شرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف



لیے جاتے ہیں فرمایا بركات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ ہمارے گھر میں نے پڑھا۔

مسلمانوں انہیں حضور سرور عالم صیب اعظم شفیع اکرم ﷺ کی محبت کا سہ خدا تعالیٰ اور اس کے لیے اپنے دل میں جو خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت ہی کے لیے بنایا گیا ہے صاف کو جگہ دے کر غور کرو انہیں معصوم ہو جائے گا کہ اس مدینہ شریف کے دھوکے شعلہ محبت کی کیا حقیقت ہے۔

آہا مقدس کے جس شہنشاہ نے شب معراج مسجد انیس میں از ۳۳ میں تمام دنیا پر اس کی امت کی قدرت نے جس کے پر ہمت انبیاء کا تاج رہا، فرشتوں نے جس کو امام بریلین کے سوا دی، آیت بریلی دے خان صاحب اس پر انبیاء کی امت کے مدعی ہیں نہ ہزار ماند عالمگیر کیسے کاور نہ اس چلے ہوئے دماغ کا نہیں علاج ہو جائے۔

”نیک مسلمان اس اور نظر میں جس کے ہر کیا کہہ سکتے ہیں صاحب ”پیشانی چمک کے گھاؤ یہ منہ اور مسور کی دال۔“

⑤ جو شخص حضور ﷺ کو کسی ناپاک گایاں سے جن کی نگاہ پاریوں پہنچے تو اس کے ہاں مشرکوں کی کتابوں میں بھی نہ پائی جاسے۔ پھر اس میں گایاں میں کی تاویل و توجیہ کی بھی گنجش نہ ہو اور مزید ہر یہ کہ ناپاک گایوں سے برکاتوں صاحب اعظم ﷺ کو بھی ذیت اور دکھ پہنچے دیکھنے سننے والوں کے بکھر بھی گئے گزب اور دل پاش پاش ہوں تو ان رضا خانی صاحبان اور ان کے خاں والا شان کے نزدیک ایسا شخص مسلمان ہے اسے ہر گز کافر نہ کہا جائے اس کو کافر کہنے والا ہے اقیلا سلاطینی سے دور اور راہ استقامت سے بھٹکا ہوا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا کافر مان ہے۔

**توضیح** مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اپنی کتاب ”الکوین الشہابیہ“ میں شہید مرحوم مظلوم علی بدعت (حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید) پر تہمیتیں بھجوتے ہوئے اپنے ہمارے اعمال کو اس طرح سیاہ فرماتے ہیں:

مسلمانو! مسلمانو! خدا را ان ناپاک شیطانی ملعون کلموں کو غور کرو۔ پادریوں پنڈتوں وغیرہم کے ہاں مشرکوں کی کتابیں دیکھو۔ ان میں بھی ان کی نگاہ پاریوں کے گزب اور

مدنی احام بلکہ مدنی امت کا کلیجہ چر کر دیکھیے کہ کس جگہ سے محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت بے عزت یہ مرتکب و اثنام کے لفظ لکھ دیے۔ مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف نہ ہوئی مطلق ہو کر ان سے انہیں ایذا نہ پہنچی۔ ہاں ہاں واللہ واللہ انہیں اظہار ہوئی اللہ واللہ انہیں یہ پہنچی اور انصاف کیجیے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں اس خبیث بددین نے جو ہمارے عزت والے رسول اور جس کے ہر شاہد و گواہ عالم پر ہر سچے کی نسبت یہ خفنی کلمات لکھے انہوں نے ہمارے اسلامی لوگوں پر تیرہ گز سے زیادہ کام کیا۔ اچھی جگہ از کوکتہ الشہابیہ ص ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳۔

یہ تو خدا خوب جانتا ہے کہ شہید مرحوم کا دامن ان تمام تلوکوں سے پاک ہے بلکہ یہ سب یاروں کی کار سازی کے کرشمے ہیں لیکن یہاں ہمیں اس سے بحث نہیں اس جگہ ہمارا مقصود یہ ثابت کرنا تھا کہ خان صاحب کے نزدیک شہید مرحوم تمام ان سنگین جرموں کے مرتکب ہیں ان کا ذکر ہم نے فقید کے ذیل میں کیا ہے واللہ واللہ اللہ ”کوہ شہید“ کی مذکورہ عبارت سے ثابت ہو گیا۔

اب ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ باوجود ان سنگین جرموں کے خان صاحب شہید مرحوم ہاں نہیں کہتے بلکہ تکفیر کو حذف اقصیٰ و حذف حکم نبوی بتلاتے ہیں اور مدعیانہ کو مذہب مفتی پر راجع ہے اس میں سلاطینی بتلاتے ہیں وہی ان کے نزدیک راہ استقامت ہے مدعیانہ خان صاحب بالحق ”تمہید ایمان“ ص ۳۳ پر اقام فرماتے ہیں۔

اور ہمارے خدا (اسمعیل دہلوی) کے غریب بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے دل لا لا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔

نیز اسی تمہید ایمان ص ۳۳ پر ہے۔

”علامہ حلی علیہ السلام کا کفر نہ کہیں بھی جواب ہے وہو الجواب وہہ یفتی وعلیہ الفتویٰ وہو المذهب وعلیہ الاعتقاد وہہ لایستلزم ولا یستلزم ولا یستلزم ولا یستلزم یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہو اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر اجماع اور اسی میں سلاطینی ہے اور اسی میں استقامت۔“

خان صاحب کی کل عبارتیں حاضر ہیں نتیجہ صاف ہے کہ خان صاحب کے نزدیک اپنے

تین جرموں کا مرکب بھی مسلمان ہے اسے کافر کہنے والے مختصر تہذیب کا کافر مان ہے سخت  
بے احتیاط اور ہلاکت میں پڑنے والا ہے۔

۱۰۔ نیک یہ انداز مسلمان ہے کہ جو بد بخت یہ جرم کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ شہ  
شریف دہلی

۱۱۔ وہی خیر یہ وغیرہ میں ہے تمام مسلمانوں کا اجتماع ہے کہ جو حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان  
پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر  
ہے تہذیب میں ۱۲۔

نیز ای کے میں ۲۸ پر ہے۔

۱۲۔ مجمع بہرہ اور حقہ میں ہے جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے جب کافر ہو اس کی قہر کی  
طرح قبول نہیں اور جو اس کے مذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

پھر ای کے میں ۳۵ پر ہے۔

۱۳۔ "نیک کہ مذکورہ مذہب یا تنقیص میں سید نبی و پیغمبر اسلام اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تہذیب  
تاریخ و تہذیب ہو اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو بوقت کفر نہ کفر و اسلام ۱۴۔ ناہوگ۔ در جو  
کو سہم نہ خود کافر ہے مگر شہادہ از یہ اور وہ وغیرہ

۱۵۔ وہی خیر یہ مجمع بہرہ اور حقہ و فیہ کتب معتدات میں ہے جو کہ جو شخص حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی تنقیص میں کرے کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اب خان صاحب کی نیکی عبارت کو ان تین عبارتوں کے ساتھ دیکھئے نتیجہ صاف ظاہر  
ہے کہ موقوف احمد رضا خان صاحب خود اپنے اقرار سے کافر ہیں ان کے کفر پر ساری امت محمدیہ  
و ائمہ سے اب جو ان کے کافر یا معذب ہونے میں شک کرے وہ بھی انکی کے قہر سے

۱۶۔ مولوی فہم الدین صاحب مروت آبادی نے انھیں کھلی کر پھینک دیں صاحب کے ال غرو نے بعد کویا کر بھی  
کو کافر نہ کہا ان کے مسلمان کہنے کو عظیم ہے کیسے اب بھی یہ معاذرت ہے کہ انھیں اہل حق نے مولوی اسٹیل  
صاحب سے کھلیاں کھائی کہ ان صاحب کا کفر ثابت ہونے کے لیے صرف تین دہائی ہیں۔ اور تہذیب  
۱۷۔ یہ سب کچھ ان عبارت سے ظاہر ہے جس میں احمد رضا خان صاحب نے مذکورہ کتب صاحب حضرت شہ  
مردم کو مسلمان کہتے ہیں مگر غلط

یہی کافر ہے وہ ۱۷۔

۱۸۔ اٹھتا ہے پاؤں یا رکاز زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں میاں آگے

۱۹۔ جو شخص قرآن عظیم میں جا بجا شرک مانے وہ مسلمان ہے اسے کافر کتاب اقصیٰ اور  
ہلاکت میں پڑنا ہے۔

۲۰۔ جو بد بخت ہے کہ حضرت نبی و پیغمبر اسلام سے کثرت شرک ہوئے وہ مسلمان ہے نہ۔

۲۱۔ علی ہذا جو ملال کو شرک بتائے وہ بھی ان کے نزدیک مسلمان ہے۔

۲۲۔ جس شخص کے کلام میں شرک کے اہر ہوں وہ بھی ان کے نزدیک مسلمان ہے۔

توضیح حضرت شہید مرحوم کے متعلق وہ کہ شہید میں ۳۴ پر ہیں مگر نشان فراموشی میں  
جو قرآن عظیم یک بات فرماتے اور یہ صاف سے مذہب میں کہ جات

۲۳۔ اس کے طور پر قرآن عظیم میں جا بجا شرک موجود۔

۲۴۔ اس کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام و اولاد السلام سے شرک صادر ہوئے۔

۲۵۔ یہی حضرات ملال کو حکم علیہم السلام و اولاد السلام سے شرک صادر ہوئے۔

۲۶۔ کتب شرک کے بھاری طور سے خود ان کے کلام میں برہانی حشرات الارض کی طرح  
بیچے ہیں انکی۔

۲۷۔ میں بہ جو ان تمام خرافات کے دو خان صاحب کے نزدیک مسلمان ہی ہیں نہیں کافر  
۲۸۔ (انکس عبارت مذکورہ صدر)

۲۹۔ نبی و پیغمبر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اولاد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جائز رہنا بھی (معاذ اللہ منہ)  
نہیں سمجھے وہ بھی ان کے نزدیک مسلمان ہے اسے کافر نہیں کہا جاسکتا (استغفر اللہ منہ)

توضیح خان صاحب موصوف شہید مرحوم کے متعلق وہ کہ شہید میں ۳۴ پر ہیں۔

۳۰۔ "یہاں اللہ سبحانہ کے طور کو زمین و آسمان کی نہ جانتا اور معاذ اللہ اس کا جس شخص کو

لیکن میں پھر بھی مسلمان لا حول و لا قوۃ الا باللہ

۳۱۔ یہ تمام مت محمدیہ علیہ السلام کو کافر مانے اور امت کے نزدیک تو یقیناً ناقض کافر



ہے لیکن رضا خانی صاحبان کے نزدیک مسلمان ہی ہے اس کو کافر کہنا جائز نہیں۔

**توضیح** موجد رضا خانیت جناب مولوی احمد رضا خان صاحب حضرت شہید مرحوم کے متعلق کو کہہ کے ص ۱۲ پر فرماتے ہیں۔

(اُس نے) "اسی قول میں تمام اہل کفر فرماتا۔" لیکن رہے پھر بھی مسلمان (دیکھو عبارات مذکورۃ المصدر)

⑪ جو ملعون علم الہی کو قدیم نہ مانے وہ مسلمان ہے ان کے نزدیک اُسے ہرگز کافر نہیں کہا جاسکتا۔

**توضیح** خان صاحب موصوف حضرت شہید مرحوم کے متعلق "کو کہہ شہابیہ" ص ۱۲ پر فرماتے ہیں۔

"(اُس کے نزدیک) علم الہی قدیم نہ ہو۔" لیکن باوجود اس کے خان صاحب کے "فری فیصلہ کے مطابق وہ مسلمان ہی ہیں جیسا کہ سابقاً معلوم ہوا۔"

⑫ جو مرد و صاف اقرار کرے کہ خدا تعالیٰ کی بات واقع میں جھوٹ ہو جانے میں کوئی حرج نہیں وہ مسلمان ہے الخ

**توضیح** خان صاحب موصوف شہید مرحوم کے متعلق کو کہہ ص ۱۳ پر فرماتے ہیں۔

"یہاں صاف اقرار کر دیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں جھوٹ ہو جانے میں تو حرج نہیں۔" لیکن فتویٰ اسی پر ہے کہ علماء محتاطین انہیں کافر نہ کہیں اس کو کافر کہنا ہلاکت میں پڑتا ہے۔ (کا سبق تنقہ)

⑬ جو جہنمی کہے کہ صفات انسانی کھانا پینا سونا پاخانہ پھرنا پیشاب کرنا جن ذوبنا مرنا غرض سب کچھ خدا کے لیے روا ہے وہ بھی رضا خانی مذہب میں مسلمان ہے۔

**توضیح** خان صاحب موصوف شہید مرحوم کے متعلق کو کہہ شہابیہ ص ۱۵ پر فرماتے ہیں۔

"اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی نے لے کر سکتا ہے وہ سب خدا کے پاک کی ذات پر بھی روا ہے جس میں کھانا پینا سونا پاخانہ پھرنا پیشاب کرنا جن ذوبنا مرنا سب کچھ داخل ہے۔"

لیکن وہ رے رضا خانیوں کے اسلام تیری وسعت کہ پھر بھی وہ مسلمان ہی ہیں (صیب کہ پہلے معلوم ہو چکا)

⑭ جو ملعون اللہ تعالیٰ کے جھوٹ کو متمنع بالظہر اور محال عادی بھی نہ مانے بلکہ صاف اقرار کرے کہ (مواذ اللہ) خدا جھوٹ بولتا رہتا ہے وہ بھی ان کے نزدیک مسلمان ہے اسے کافر کہنا خلاف احتیاط۔

**توضیح** خان صاحب موصوف شہید مرحوم کے متعلق اسی کو کہہ شہابیہ ص ۱۵ پر فرماتے ہیں۔

"اس میں صاف قرار ہے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا متمنع بالظہر بلکہ محال عادی بھی نہ ہو۔" لیکن فتویٰ وہی ہے "علماء محتاطین انہیں کافر نہ کہیں" اللہ رے احتیاط۔

⑮ جو مرد و صاف کہے کہ اللہ عزوجل میں ہر عیب و آفات کا تاب نہ ہے مگر وہ اپنی شان ہی رکھنے کے لیے مصلحتاً اس سے بچتا ہے وہ بھی اس کے نزدیک مسلمان ہے اس کے کفر پر حکم نہیں کیا جاسکتا۔

**توضیح** خان صاحب موصوف حضرت شہید مرحوم کے متعلق کو کہہ شہابیہ ص ۱۶ پر فرماتے ہیں۔

"خون میں مرد و صاف کہے کہ اللہ تعالیٰ میں عیب و آفات کا تاب نہ ہے مگر مصلحتاً ترفع کے لیے اس سے بچتا ہے۔"

یہیں فیصلہ وہی ہے کہ "میں اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا الخ" (عہدت پہلے گذر چکی ہے)۔

⑯ جو آدمی صاف ظاہر پر کہے کہ جن چیزوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جاتی ہے وہ تمام اہل اللہ تعالیٰ میں ہو سکتیں ہیں مثلاً سونا و گھن بیکنا جو روپیہ بنی و لا ہونا بندوں کے ذریعہ کو پنی بادشاہت میں شریک کر لینا ذلت و خواری کے باعث کسی دوسرے کو بنا مارنا لین و غیر وہ وغیرہ یہ سب کچھ خدا میں پایا جاسکتا ہے وہ مرد و بھی ان سے نزدیک نہیں ہے۔





۲۳۔ خدا کی کتاب قابل استناد نہیں۔

۲۴۔ اُس کا دین حق نہیں۔

۲۵۔ خدا ہے جس کا بہنا ناپا ملے۔

۲۶۔ ظالم ہونا ۲۷۔ حتی کہ مر جانا

۲۸۔ ناچنا ۲۹۔ قمر کا

۳۰۔ نٹ کی طرح کا کھیل

۳۱۔ عورتوں سے جماع کرنا۔

۳۲۔ لواطت جیسی بے حیائی کا مرتکب ہونا۔

۳۳۔ حتی کہ خود غصہ کی طرح مفعول بننا سب ممکن ہے۔

۳۴۔ کوئی خبیث کوئی فضیلت خدا کی شان کے خلاف نہیں۔

۳۵۔ خدا کھانے کا نہ ۳۶۔ مہر نے کاہن

۳۷۔ مردنی زنی کی علامت رکھتا ہے اور بالفضل موجود ہیں۔

۳۸۔ خدا صبر نہیں خوف دار مکمل ہے۔

۳۹۔ سب سے قہر مند نہیں۔ ۴۰۔ خفیہ مشکل ہے۔

۴۱۔ خدا وہ ہے جو اپنے آپ کو جلا سکتا ہے۔

۴۲۔ خدا وہ ہے جو اپنے آپ کو بڑا کر سکتا ہے۔

۴۳۔ خدا وہ ہے جو ہر کما کر یا پتا کا ٹکون کر یا بندہ مار کر خود بخوبی کر سکتا ہے۔

۴۴۔ خدا کے مال باپ جو درجہ سب ممکن ہے۔

۴۵۔ خدا مال باپ سے جدا ہوا ہے۔

۴۶۔ خدا بڑی طرح پھیل پھلتا ہے۔

۴۷۔ خدا ہر مکان طرح پر پھلتا ہے۔

۴۸۔ خدا ایسا ہے جس کا کام نہ ہو سکتا ہے۔

۴۹۔ خدا بندوں کے خوف کے باعث جھوٹ بولنے سے بچتا ہے کہ کہیں جھوٹ نہ سمجھیں۔

۵۰۔ خدا بندوں سے چراچھا کر پیت پھر کر جھوٹ بک سکتا ہے۔

توصیف قاضی بریلوی مولوی محمد رضا خان صاحب بالہا کھٹے نے فرمایا ہے۔

۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔

میں امید ہے کہ بدعتوں کے قبلہ و کعبہ جناب مولانا حامد رضا خان صاحب و صدر اہل فاضل جناب مولوی نعیم الدین صاحب اور چھوٹے میاں جناب معصیٰ رضا خان صاحب اور منظر اسلام بریلی کے محدث مولوی رحمہ اللہ صاحب اور بدعتی دارالتصنیف کے کارپرداز جناب مولوی شمس علی صاحب بریلوی وغیرہ وغیرہ دیگر اکابر ملت رضا خانیہ تہ تہایہ انتہائی حیثیت سے ہمارے ان عاجز سوالات کا جواب دے کر شکر و امتنان کا موقعہ دیں گے۔

اگر دیات اور صداقت کے ساتھ ہمارے ان سوالات کے واقعی جوابات دے دیے گئے تو ان شاء اللہ ہمارے ان کے بہت سے اختلافات کا فیصلہ مل ہو جائے گا۔

ہمارے جواب طلب سوالات:

۱: جو شخص آپ کی بی بی زوجہ بنتی نہ تھے وہ نبی رہے، نہ نبی امیں نہ کائنات سیدائے روضہ طہر کے ہم پلہ بتلائے اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟

۲: جو شخص اس زمانہ میں حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا دعویٰ ہو سکے انھوں میں اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بتلائے پھر اس گستاخی دے باکی پر ہاتھ لگے تو آپ کی کیا سمجھتے ہیں؟

۳: زید حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفیع میں کلی کلی گستاخیاں کرتا ہے جن میں کوئی تاویل بھی نہیں مل سکتی تو اس کی تہمید نہیں رہتا جو تہمید و سمیت ثابت ہو جائے کہ یہ عروہ سلطان ہے یا کافر؟

۴: مولوی احمد رضا خان صاحب نے تمہید ایمان ص ۷۰ پر شفاء شریف سے یہ عبارت نقل کی ہے "ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل" بتلایا جائے کہ اس عبارت میں صراح بمعنی متعین ہے یا بمعنی متعین۔

۵: ضروریات دین (جن کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے) کون کون سی چیزیں ہیں یہ تفصیل بحوالہ کتب معبرہ بیان کیا جائے۔

۶: اہل سنت و جماعت کی کیا تعریف ہے۔ وہ کون سے اعتقادات اور کون سے اعمال ہیں جن پر اہلسنت ہونے نہ ہونے کا مدار ہے۔

۷: اگر کسی مسئلہ میں اہل سنت میں سے کوئی امام یا بعض مشائخ یا بعض محققین میں سے ایک یا دو کسی طرف گئے ہوں اور اکثر یا اہل دہریہ یا اہل جانب ہوں اور ہر دو فریق کا شمار بھی اہل سنت و جماعت میں ہو تو اس مسئلہ مختلفہ زیر کی کسی ایک جانب پر اعتقاد رکھنے والا یا عمل کرنے والا کافر یا فاسق یا خارج از اہل سنت و جماعت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو فقہ کی شخص جو ہمارا ہم عصر ہے یا بعد میں سے ہے۔ جو حضرات اس طرف گئے ہوں وہ بھی ان القابات کے مستحق ہوں گے۔

۸: اشعریہ، ماتریدیہ یہ دونوں گروہ اہل سنت ہی کے ہیں یا ان میں سے کوئی اہلسنت سے خارج ہے۔ اگر خارج ہیں تو کس مسئلہ کی وجہ سے اور اگر کوئی بھی خارج نہیں۔ تو باوجود اتفاق فی ملت کہ کے دونوں گروہ اہل سنت و جماعت کیسے ہو سکتے ہیں اگر اہل سنت اور دیگر فرق باطلہ میں مدار اختلاف اختلاف عقائد ہے تو یہاں ایک گروہ باوجود اتفاق کے خارج از اہل سنت کیوں نہ ہو۔ اور اہل سنت کے نام سے کیا کیا عقائد و عقائد متضاد نہیں تو پھر کیا ہے؟

۹: مولوی احمد رضا خان صاحب نے اپنی متعدد تصانیف میں لکھا ہے کہ اگر کسی مسلم کے کلام میں ۹۹ پہلو کفر کے ہوں اور ایک ضعیف سا پہلو اسلام کا ہو تو اس کو مسلمان ہی کہا جائے گا جب تک کہ باقی ۹۹ ضعیف پہلو نہ ہوں گے کہ اس کی مراد کفر کا یہ ہے کہ اگر کسی کا کلام یا اس کا مسلک تو فرمایا جائے کہ اسی طرح اگر کسی کے کلام میں ۹۹ وجوہ اہل سنت و جماعت سے کھینچی گئی ہوں اور ایک وجہ ایسی ہو جس کی وجہ سے وہ اہل سنت ہی میں داخل رہے تو کیا پہلے مسئلہ کی طرح یہاں بھی اسی ایک وجہ کو اختیار کریں گے اور اہل سنت ہی میں رہنے والے یا اس صورت میں وہ اہل سنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

۱۰: وہ ضروریات اہل سنت و جماعت کون سے ہیں جن میں سے کسی ایک کے انکار کی وجہ سے انسان اہل سنت سے خارج ہو جاتا ہے یہ تفصیل بیان کریں۔

۱۱: جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری حقوق سے زیادہ وسیع اعظم مانے گا بعد از خدا بزرگ تو کی تہمید مختص



کا بچا مصدق بنے۔ "تمام علمی و عملی کمالات کا آپ کو خاتم سمجھے لیکن بااں ہمہ یہ بھی عقیدہ رکھے کہ دنیا دہی کے اہل علم جو کہ نبوت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتے اور جن کو روحانی مہل میں کچھ دخل بھی نہیں ان کو تحفہ ربیبہ کا ہم قدم میو نہیں جہ ممکن ہے کہ اس میں اہل انبیا کا راجہ علم زیادہ وسیع ہو کر چہ بھولی حیثیت سے پھر بھی تحفہ ربیبہ کا ہم مشرف نہ رہا وہ وسیع ہے یہ شخص کے شخص یا خیال ہے اور یا عقیدہ رکھنے والا مسلمان ہے یا کافر؟

۱۲ جبکہ کوئی علم کسی ادنیٰ کے ہے نہیں سے ثابت ہو تو کیا کسی اعلیٰ کو اس پر قیاس کر کے اس کے لیے بھی اس علم کا ثابت کرنا ضروری ہے یا اس کے لیے کسی مستقل شخص کی ضرورت ہوگی۔

۱۳ کیا غیر کسی شخص کے صرف قیاس سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ فلاں مفسر یا مفسرین حاصل تھا بالخصوص جبکہ وہ علم بھی علوم عالیہ کمالیہ میں سے نہ ہو۔

۱۴ کیا یہ ممکن نہیں کہ کوئی یہ علم جس کا حقیقی ثابت و منہات باری و مہمنا سے نہ ہو اور اس دین و ایمان سے بھی کوئی خاص تعلق نہ ہو وہ کسی ادنیٰ درجہ کے شخص کو حاصل ہو جائے اور اس سے اعلیٰ و افضل کو نہ ہو۔

۱۵ کیا اس علم کے ہر حصہ میں جو ہے اس اعلیٰ کے اس میں کوئی نقص نہ آتا ہے؟  
۱۶ کیا قرآن شریف سورہ میں کسی یہ مذکور ہے کہ ایک مذہب نے حضرت سیدنا برزخو ایک ایسی بات کی اطلاع دی تھی جس کی اس سے پہلے ان کو مطلق خبر نہ تھی۔

۱۷ کیا کوئی عقیدہ بغیر دلیل کے بھی قائم کیا جاسکتا ہے یہ عقیدہ کہ ہے ایسی بات کہ تمام ہدائی شریعت ساری اور کسی قسم کے اور بہت سے پیشوا ہمام (اس وقت میں کے جواری چور ڈاکو جانتے ہیں) بنا پر مشہور ان لوگوں کے لیے ثابت کیا جائے اور حضرات اولیاء کرام و انبیاء علیہم السلام کے لیے بوجہ عدم وجدان دلیل صحت نہ ہو جائے یہ عدم وجدان دلیل عدم ان حضرات قدسی صفات سے آگاہ نہیں ہونے سے نہ ہونا ہے۔

کیا اس میں ان حضرات کی ان تین باتیں ہیں۔

۱۸ آپ کے مولوی عبد السمیع صاحب بریلوی نے انور ساطعہ میں جو حدیثیں اس حدیث کے ثابت کرنے کے لیے پیش کی ہیں کہ ملک الموت اور شیطان میرا اسلمن و اعلم مولوی زمین کا مہم حاصل ہے اور قہر قبول ہیں یا نہیں؟

۱۹ اگر کسی نبی یا ولی کی نسبت چند اشیاء کا علم مطلق یا کسی خاص وقت میں نہیں سے ثابت ہو یا ثابت صرف علم مطلق غیب ہونہ اعمد مطلق الغیب و صحت تو ایسے شخص کی نسبت کسی خاص شے کو جو شیاء غائب معلومہ میں داخل نہ ہو یا دخول عدم دخول کا علم نہ ہو یا دخول معلومہ ہو مگر وقت مخصوص کے سوا اور وقت ہو۔ معلوم ہوا جائے گا یہ غیر معلومہ یا یہ ایسے شخص کی نسبت زیادہ ہے کہ مجھ کو اس خاص علم کے متعلق کوئی نہیں معلوم نہیں اور اس سبب اس کو نہیں نہیں۔ ہند میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ مہم حاصل ہے یا نہیں؟ کیا یہ ہے تو ہے اور نہیں۔ تو کیا یہ عقیدہ کفر ہے یا اس میں اس کی یا ولی کی تو ہیں ہے۔

۲۰ اگر کسی دلیل قرآنی حقوق کو کسی ادنیٰ درجہ کی چیز کا مفسر کسی شخص سے ثابت ہو، اس کی بنیاد ان کی نسبت اس خاص چیز کا علم مخصوص نہ ہو تو اگر اس چیز کا علم اول کو ثابت کیا جائے۔ نہ ہونے والا کیا اس میں اس کی عقیدہ توثیق اور جان کی تین باتیں ہیں یا یہ ثابت کرنے والا شخص کافر ہو جائے گا۔

۲۱ جس کے ایک دائرہ اندک حضرات نبی و پیغمبر اسلام سے ملے اور حضرت جبریل اور معراج کے واسطے سے خصوصاً فضل و برتریوں اس کا یہ حکم ہے وہ مسلمان ہے یا کافر؟  
۲۲ جس کا عقیدہ ہو کہ حضرات نبی و پیغمبر اسلام کا علم و دائرہ کے علم کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رہتا، مسلمان ہے یا نہیں؟

۲۳ جو شخص نفس انعقاد مجلس میلاد کو (اگرچہ اس میں اور منکرات نہ ہوں) بدعت اور منوع کہے (جیسا کہ مراد ان دن صاحب مدخل وغیرہ کی تہ بحت سے ظاہر ہے اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔ وہ اہل سنت میں داخل ہے یا نہیں؟

۲۴ جو شخص مجلس میلاد اور صورت یہ کہ اس میں در منکرات رنگ وغیرہ میں نہ ہوں (مجلس سدا للہاب منع کرے) (جیسا کہ حضرت امام ربانی نے کتابات میں تحریر فرمایا ہے) آپ

اس شخص اور مسند میں غلط سمجھتے ہیں یہ اس کی بدولت نہیں

۲۵. جو مسائل ان امام صاحب کے زمانہ میں موجود تھے نہ بعد میں ایک زمانہ تک موجود ہوئے نہ اس کا حکم فقہ میں مندرج ہوا اور اس صورت کے پیش آنے کے بعد طائفت وقت نے اس کا حکم بیان فرمایا اس حکم کو نہ ماننے سے بھی آدمی حقیقت و عقیدہ سے خارج ہو سکتا ہے یا نہیں؟

۲۶. جو شخص آنحضرت ﷺ کی غایت زہنی کا قائل ہو اور اس کے ساتھ ساتھ غایت رقی بھی حضور کے لیے ثابت کرے وہ مسلمان ہے یا فر؟

۲۷. کیا یہ جائز نہیں کہ قرآن مجید کی آیت کریمہ مشہورہ: "وَمَنْ يَرْفُضْ مَا فِي الْقُرْآنِ" کو لے کر اور کلام سے نکالا جائے۔

۲۸. قرآن عظیم کے اوصاف میں جو لفظ تنقضي عجائبہ "حدیث شریف میں وارد ہے۔ اس کی آپ کے نزدیک کیا مراد ہے؟

۲۹. کیا آپ حضرت کو یہ تسلیم ہے کہ آیت قریمہ کے لیے یہ کلمہ ہے: "یَا مَعْشَرَ النبییین" نہیں تو حدیث اکل یہ منہا ظہور نہیں کیا جواب ہے اور اگر تسلیم ہے تو کیا جواب ہے کہ کلمہ وطن سے کیا مراد ہے؟

۳۰. جس وقت آیت کے باطنی معنی سے ہا میں تو یہاں وقت خدائی معنی متروک ہو جاتا ہیں یا بلکہ وقت دونوں مراد ہوتے ہیں۔

۳۱. باطنی معنی کے بیان کرنے کا حق کس شخص کو حاصل ہے اس کے لیے اس میں ضرورت ہے اور ان معنی کی صحت کے کیا شرائط ہیں مفصل جواب دیا جائے۔

۳۲. کسی حدیث کو اگر بوجہ ظاہری تخریص کے کسی نے متروک کیا ہو۔ تو کیا جبکہ اس کے معنی صحیح ہیں پس اس وقت بھی وہ متروک ہی رہے۔ ان کا اس کے خلاف سے رد ہونی شخص معنی غیر متعارف بیان کرے۔ تو وہ قابل قبول ہوگا یا نہیں اگر نہیں تو کس وجہ سے کیا ہوا یہ معصوم قریب العباد ہونا وجہ دے یا کوئی دوسری وجہ۔

۳۳. اثر انبیاء علی دہرہ و انوارہم سجدت علیہم السلام ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں اور اگر صحیح ہے تو

اس کے یا معنی ہیں۔ آپ ﷺ کی یہاں نہ کسی تو یہاں حدیث صرف یہ ثابت قلم ہو سکتی ہے۔ اور کیا دوسرے ملانہ زمانہ بھی آپ کی کلمہ کے منکف ہو گئے اور آپ کی یہ رائے ان پر حجت ہوگی۔

۳۴. جب کسی حدیث کے معنی بظاہر نہ معلوم ہوں تو اس کو غلط کہہ دینا بھی قاعدہ کلیہ ہے یا کہیں اس قاعدہ کے خلاف بھی کیا جاتا ہے۔

۳۵. جو شخص اولیاء کرام کے حرارات پر غصہ زیارت جانے کو منع کرے وہ اہلسنت میں داخل ہے یا نہیں؟

۳۶. جو شخص عرس کو ممنوع اور ناجائز بتلائے (جیسے کہ حضرت شامی علیہ السلام صاحب اور حضرت قاضی شامی صاحب پانی پتی نے بتلائے ہیں تصانیف میں تصانیف ان کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟

۳۷. کیا نماز کی حالت میں آنحضرت ﷺ یا کسی دوسرے واجب الاحرام ہستی کی طرف صرف ہمت کرنا یعنی ہر طرف سے حتیٰ کہ اللہ عزوجل کی طرف سے بھی قصد الہی توجہ پھر کر آنحضرت ﷺ یا کسی دوسرے بزرگ کو مرکز توجہ بنالیا نہ درست ہے یا نہیں۔ دلیل لکھ جائے۔

۳۸. تاریخی حقیقت و مشہور شخصوں کی حریف بتائی جاوے۔ یہ حدیث تریف تعدد الی کلک تروا کا مطلب بیان کیا جائے۔

۳۹. آپ نے تقویۃ الایمان سے حضرت شہید مرحوم کی یہ عبارت نقل کی ہے "ہر مخلوق بڑا ہوا یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے ہمدست ہوگی ذلیل ہے" اس کے بعد آپ نے یہ منطلق اپنی طرف سے جاری کیا ہے کہ ہر بڑے چھوٹے میں جناب رسول اللہ ﷺ اور تمام حضرات انبیاء و اولیاء کرام علیہم السلام داخل ہیں لہذا یہ ان تمام حضرات کی توہین ہے اس وقت ہمارے سامنے سلطان الاولیاء حضرت خواجہ نقی الدین ریس کے ملفوظات مسکوبہ فوارہ انوار ہیں اس کے ص ۱۰۱ پر ہے۔

یہاں سے تمام مذکورہ فقرات نقل کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کلمہ شریف



یعنی کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ساری حقوق اس کے نزدیک اونٹ کی نیکی کے برابر نہ ہوں۔

اور حضرت شہاب الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ کی عوارف المعارف کے ص ۴۵ پر ہے لا یكمل ایمان المؤمن حتی یشکون الناس ماعور کسی شخص کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ تمام لوگ اس کے نزدیک نیکیوں کی طرح نہ ہوں۔

دریافت طلب یہ ہے کہ آپ کی دو منطق ان دونوں عبارتوں میں بھی جاری ہوتی ہے یا نہیں اگر نہیں تو وجہ فرق کیا ہے۔ کیا تمام حقوق اور تمام لوگوں میں حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام داخل نہیں اور اگر جاری ہوتی ہے تو کیا آسمان ولایت کے یہ دونوں آفتاب و مہتاب بھی آپ کے نزدیک ایسے ہی کافر ہیں جیسے کہ حضرت شہید مظلوم۔ جینا تو جروا۔ جینا تو جروا۔

۳۰۔ اگر کوئی شخص بلا استثناء تمام مہفیات کا علم جناب رسول اللہ ﷺ کے لیے مانے اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟ عقائد اہل سنت اور فقہ فنی کی کتابوں میں ایسے شخص کے متعلق کیا لکھا ہے؟

۳۱۔ اگر کوئی شخص تھے۔ سویں۔ چالیسویں بری و غیرہ رسوم مردہ بعد الموت کو ان وجود سے ناجائز سمجھے جو پہلے مذکور ہوئی ہیں تو وہ آپ کے نزدیک اہلسنت میں داخل ہے یا خارج؟

۳۲۔ اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو اور اس کی بعض صورتیں ایسی بھی ہوں جو بالاتفاق جائز ہوں تو متفق علیہا کو کرنا بہتر ہے یا مختلف علیہا کو۔

۳۳۔ آج کل شادی دہی، ایصال ثواب، عبادات میں کچھ بدعات و عبادات بھی رائج ہیں یا کل مستحب ہی ہیں۔ اگر کچھ رائج ہیں تو کیا ہیں؟ مفصل لکھا جائے۔

۳۴۔ اگر کسی موقع پر کوئی طریقہ جناب رسول اللہ ﷺ سے یا صحابہ یا تابعین یا ائمہ مجتہدین سے ثابت ہو تو اس کو ترک کر کے دوسرا طریقہ ایجاد کرنا یا اس میں زیادتی مختلف علیہا پیدا کرنا بہتر ہے؟ یا اسی پر اکتفا کرنا مناسب ہے۔

۳۵۔ زید کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو علم غیب عطائی حاصل تھا۔ بایں معنی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسی قوت عطا فرمادی تھی۔ جس سے آپ خود بخود بغیر تعلیم خداوندی غیب

کی چیزوں کا اور اک فرمایا تھے۔ بتلایا جائے کیا زید کا یہ عقیدہ صحیح اور مذہب اہل سنت کے مطابق ہے اگر نہیں تو یہ شخص اس عقیدے کی وجہ سے کافر ہے یا مسلمان۔ اگر مسلمان ہے تو اہل سنت میں داخل ہے یا خارج؟

۳۶۔ کیا آپ کے نزدیک شرک میں تشکیک ہے کیا آپ شرک دون شرک کے قائل ہیں۔

۳۷۔ کیا آپ کے نزدیک یہ صحیح ہے کہ قرآن و حدیث میں بعض مواقع پر ایسے کاموں پر بھی (تعلیقاً یا کسی دوسری وجہ سے) شرک کا اطلاق کر دیا گیا ہے۔ جن کی وجہ سے انسان کافر اور ابد رتلا ہوا کے لیے جہنم کا مستحق ہوتا ہے۔

۳۸۔ جس شرک کے متعلق قرآن عزیز میں ارشاد ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الا بے اس کی جامع مانع تعریف کیا ہے بحوالہ کتب معتبرہ بیان ہو۔

۳۹۔ جو شخص کہے کہ عبادات و ریاضات میں بعض اشیاء اپنے نبی سے زیادہ جاتے ہیں اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟

۴۰۔ مشرک محرم میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی سیلیں لگانا نظر لانا جس سے روغن کی رسوم تعزیر داری کی روغن بدعتی ہو۔ آپ کے نزدیک کیا ہے اور تعزیر داری کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟

۴۱۔ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرات اولیاء کرام کو ایسی قدرت دے دی ہے جس کی وجہ سے اب وہ بالکل مختار ہیں۔ مریض کو چاہیں اچھا کریں، اچھوں کو چاہیں بیمار کر دیں، جو جس کو چاہیں دیں، جس کو چاہیں نہ دیں سب کچھ ان کے اختیار میں ہے ایسے شخص کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟

۴۲۔ مشرکین عرب اپنے معبودان باطل کے لیے جو قدرت و تصرف ثابت کرتے تھے وہ اس کو ذلیل مانتے تھے یا عطائی مدلل سمجھتے تھے۔

۴۳۔ کیا وہ اپنے ان معبودوں کو خدا کا مخلوق اور اس کا محکوم اور ملک نہیں جانتے تھے کیا احادیث میں اس کا کچھ ذکر ہے؟

۴۴۔ جو شخص شرک ہے وہ تمام مخلوقات کی نسبت شرک ہے یا کوئی چیز ایسی بھی ہے کہ بعض



مخلوقات کو ثابت کیا جائے تو شرک اور بعض کے لیے ثابت کیا جائے تو شرک نہ ہو اگر ہے تو وہ کوئی صفت ہے اور وہ کون بشر ہے جس کے لیے اس صفت کا ثابت کرنا شرک نہیں۔  
۵۵: صفات منحصہ باری تعالیٰ کون کون سی ہیں جو بشر میں نہ بالذات پائی جاسکتی ہیں نہ بالعرض یا ایسی کوئی صفت نہیں۔

۵۶: کسی مخلوق کی نسبت کو وہ اول یا نبی کیوں نہ ہو۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ جمیع اشیاء پر قادر ہے تمام مخلوق کا پیدا کرنا مارنا جلانا رزق دینا۔ مریض کرنا عذرت کرنا۔ مالدار کرنا تنگدست کرنا۔ غرض جو کچھ کہ دنیا میں ہو رہا ہے اسی کے قدرت اور اسی کے فعل سے ہو رہا ہے وہی مارنا ہے وہی جلانا ہے جس قدر انعامات مخلوقات پر ہو رہے ہیں اسی کے جوہر کرم کا نتیجہ ہیں لیکن یہ سب کچھ باذن اللہ ہے خدا نے اسے ایسی قدرت دے دی ہے کہ وہ اپنے اختیار سے یہ سب کچھ کرتا ہے اور اس معاملہ میں بالکل مستقل ہے اصل قائل وہی ہے اللہ تعالیٰ تو محض معنی قدرت ہے۔ بتلایا جائے کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک و کفر ہے یا نہیں؟

۵۷: زید کا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں حضور کے بعد نبوت کا دعویٰ کفر محض ہے جس میں کوئی احتمال اسلام کا نہیں لیکن یاس ہر کسی اور نبی کے آنے کو منتفع بالذات نہیں سمجھتا بلکہ منتفع بالظہر ممکن بالذات سمجھتا ہے۔ بتلایا جائے کہ اس صورت میں زید مسلمان ہے یا کافر؟

۵۸: مفہوم کا حصہ واجب بالذات منتفع بالذات ممکن بالذات میں عقلی ہے یا غیر عقلی۔

۵۹: ان میں سے کسی ایک قسم کا اخطاب دوسری قسم کی طرف ممکن بالذات ہے یا منتفع بالذات؟

۶۰: کوئی واجب بالذات یا منتفع بالذات کسی موجود ممکن کا جز ہو سکتا ہے؟

۶۱: جس قدر ممکن بالذات ہیں وہ سب قدرت باری میں داخل ہیں یا نہیں؟

۶۲: کسی ممکن بالذات کو قدرت الہیہ سے خارج مان لینا مستلزم انکار الوہیت کو ہے یا نہیں؟

۶۳: ہر واجب بالظہر اور منتفع بالظہر کا ممکن بالذات ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

۶۴: شریعت میں کسی چیز کے واجب بالظہر یا منتفع بالظہر ہونے کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں۔

۶۵: منتفع بالظہر اور منتفع بالذات عدم وقوع میں دونوں برابر ہیں یا نہیں اول داخل قدرت اور ثانی خارج عن قدرت ہے یا نہیں اس کو بھی واضح کر دیا جائے کہ قدرت کے کیا معنی ہیں؟

۶۶: ہر واجب بالظہر یا منتفع بالظہر باوجود ضرورت وقوع یا عدم وقوع کے داخل قدرت ہے یا نہیں اور جانب مخالف تحت قدرت ہے یا نہیں؟

۶۷: جس کی نظیر منتفع بالذات ہو اس کا واجب بالذات یا منتفع بالذات ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

۶۸: آنحضرت ﷺ آپ کے عقیدہ میں انسان ہیں یا نہیں؟

۶۹: انسان نوع ہے یا نہیں؟

۷۰: نوع کے افراد متحد بالذات ہوتے ہیں یا نہیں؟

۷۱: کسی انسان کی نظیر و مثال میں اتحاد زمانہ بھی شرط ہے یا نہیں۔ اگر شرط ہے تو کیا پھر جس قدر افراد انسان گذر چکے ہیں۔ وہ سب منتفع بالظہر ہیں اگر ہیں تو یہ امتناع بالذات ہے یا نہیں۔ اور یہ امتناع نظیر قائل مدح ہے یا نہیں؟

۷۲: ایک نوع کے بعض افراد ممکن موجود اور بعض منتفع بالذات ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ہو سکتے ہیں تو تبدل ذات تو لازم نہیں آئے گا۔

۷۳: کسی امر ممکن کی نظیر ممکن بالذات ہوگی یا منتفع بالذات بھی ہو سکتی ہے کسی ممکن الوجود کی

کے افراد کی نسبت قدرت باری تعالیٰ متناہی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

۷۴: قدرت باری کو جو اہل سنت غیر متناہی کہتے ہیں ان کی اس سے کیا مراد ہے؟

۷۵: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام افراد انسانی اور متحد بالذات ہیں یا سب مختلف الماہیات اگر مختلف الماہیات ہیں تو وہ مہیات مختلف کلیات ہیں یا نہیں؟

۷۶: اگر علماء کے کلام میں لفظ واجب یا منتفع پایا جائے تو اس سے بالذات مراد ہوگا یا بالظہر یا قرینہ کا محتاج ہوگا۔

۷۷: جو شخص باری عزائے کے کذب کو محال بالظہر اور ممکن بالذات ہونے کی وجہ سے تحت

القدرة جانتے وہ مسلمان ہے یا دائرہ اسلام سے خارج؟



۷۸: بعض علماء نے جو قدرت کے دو معنی لکھے ہیں (ایک وہ صفت قدیرہ جو عجز کی ضد ہے اور تمام ممکنات پر حاوی ہے دوسرے تقدیر جو معصیات باغیر کوشاں نہیں) صحیح ہیں یا نہیں اور کتب شریعہ میں قدرت کس معنی میں مستعمل ہوتی ہے۔

۷۹: مجموعہ کلام پر قادر ہونا اس کے اجزاء پر قدرت کو بھی مستلزم ہے یا نہیں؟

۸۰: کیا دو چیزوں میں اتحاد ذاتی کے باوجود امکان ذاتی اور امتناع ذاتی کا تقابیر ہو سکتا ہے؟

۸۱: مرکب کا وجود اجزاء کے وجود سے ہوتا ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ صرف کل موجود ہو اور اجزاء کل کے کل بالان میں سے بعض مستطی ہوں۔

۸۲: صدق و کذب کلام کی ذاتیات میں سے ہیں یا لوازم ذات میں سے یا لوازم وجود میں سے یا عوارض ممکنہ میں سے۔

۸۳: ایک ہی کلام دو وقتوں کے اعتبار سے یا جگہ کے اختلاف کی وجہ سے صدق اور کذب میں مختلف ہو سکتا ہے یا نہیں؟

۸۴: محقق جیٹ اطلق نے سامرہ میں جو صاحب ممد کی غلطی نکالی ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟ پھر صاحب سامرہ کی یہ رائے کہ اوغل فی الشریعہ یہی ہے کہ کذب وغیرہ کو تحت القدرۃ مانا جائے اور امتناع کو اختیار ہی کہا جائے درست ہے یا نہیں؟

۸۵: قاضی بیضاوی کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کے وقوع یا عدم وقوع کی خبر دے دینا اس کو مقدوریت سے نہیں نکل دیتا اور علامہ سیالکوٹی کا زبردست الفاظ میں اس کی تائید کرنا مذہب اہل سنت کے موافق ہے یا نہیں؟

۸۶: علی ہذا میر سید شریف کا یہ فرمانا کہ کذب ان ممکنات میں سے ہے جن کو قدرت خداوندی شامل ہے درست و مطابق مذہب اہل سنت کے ہے یا نہیں؟

۸۷: یہ چاروں حضرات باب عقائد میں اہلسنت کے امام مانے جاتے ہیں یا نہیں؟

۸۸: خداوند جل و علی شانہ جو اپنے وعدوں اور وعیدوں کو پورا کرے گا تو یہ پورا کرنا بالاختیار ہوگا یا بالاضطرار۔ اگر کہا جائے کہ بالاختیار ہے تو مہربانی فرما کر اختیار کے معنی بتا دیے جائیں۔

۸۹: ان لوگوں کی نسبت باری تعالیٰ نے قرآن عزیز میں یہ خبر دی ہے کہ وہ ہرگز ایمان نہیں آویں گے ان کا ایمان لامناہن بالذات اور باوجود منتفع بالخیر ہونے کے داخل قدرت ہے یا نہیں؟

۹۰: جن کا برعکاس نے حرمین شریفین کے چار مصلوں کو اچھی نظر سے نہ دیکھا یا ان کی مذمت کی جن کے اسمائے گرامی شامی اور محدث الملاقا حاشیہ بحر الرائق کے حوالہ سے لکھے جاتے ہیں وہ آپ کے نزدیک گروہ اہل سنت میں داخل ہیں یا نہیں؟

۹۱: کیا تاج مبداء عرفا بالکمال الملاقا مشتق و مستلزم ہے؟

۹۲: کیا لام تعریف کی طرح اضافت بھی بعض اوقات مہدی کی منید ہو جاتی ہے؟

۹۳: کیا فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہیں اس کی تصریح کی ہے کہ اگر کسی مباح یا مستحسن چیز کے ساتھ لوگ واجب کا سامنا کرنے لگیں تو وہ چیز واجب الحکم ہو جاتی ہے؟

۹۴: بدعت شری کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے بدعت شری سے ہماری مراد ہر وہ چیز ہے جس کا ثبوت اولاً برہن شرعی (کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و افعال امت و قیاس مجتہد) سے نہ ہو پھر لوگ اس کو دینی بات سمجھنے لگیں۔

۹۵: آپ حضرات نیچے دسویں، چالیسویں، پری وغیرہ رسوم عربہ بعد الموت کو دینی کام سمجھتے ہیں یا آپ کے نزدیک بھی یہ صرف دنیوی کمیزے ہیں۔

۹۶: بزرگان دین کے حضرات پر بھول چڑھانے چاوری چڑھانے چڑھانے کرنے ان کے لیے نذر و نیاز ماننے وغیرہ کے جائز کرنے کے لیے ایسی تاویلات کرنا۔ جن کی عوام کو خبر بھی نہ ہو بلکہ وہ ان کی سمجھ سے بھی باہر ہوں درست ہے یا نہیں اور کیا آپ حضرات کی ان تاویلات سے عوام کے وہ افعال جائز ہو سکتے ہیں؟

۹۷: کیا عند القرائن لازم بول کر طرد اور طرد بول کر لازم مراد لیا جاسکتا ہے؟

۹۸: کیا حکم مطلق کی تعہید حکم کی تغیر ہے؟

۹۹: شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی و حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی و حضرت مجدد الف ثانی و حضرت شاہ



رفیع الدین صاحب و حضرت شاہ محمد الحق صاحب و حضرت شاہ مہداتہ صاحب  
 و حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی اور علامہ ابن ہمام صاحب فتح القدر اور علامہ ابن  
 عابدین شامی و حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تمام  
 تصانیف اور ان کا ہر ہر جزئی مسئلہ آپ کے نزدیک قائل ملے ہے؟ یا ان حضرات کی کچھ  
 باتیں آپ کے نزدیک ناقابل قبول بھی ہیں اگر ایسا ہی ہے تو وہ کون سی باتیں ہیں ایک  
 مکمل لیکن مختصر فہرست درکار ہے۔

سو (۱۰۰) سوال یہ ہوئے اور پانچ سوالات ہم اللہ اداوائے خواب کی بحث میں (حصہ  
 اول کے ص ۵۵ ص ۵۵) پر کر چکے ہیں سر دست ہم انہی ایک سو پانچ سوالات پر اکتفا کرتے ہیں  
 ان کا جواب آجانے پر ان شاء اللہ سو سوالوں کی ایک دوسری قسط پیش کریں گے۔  
 تمام سوالات کا جواب مل لے گا چاہے البتہ جہاں صرف آپ حضرات کا عقیدہ دریافت کیا  
 گیا ہے وہاں صرف عقیدہ کا اظہار ہی کافی ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِ  
 خَلْقِهِ وَنُوْر عَرْشِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ

وَاَنَا الْعَبْدُ الْمَذْنُبُ مُحَمَّدُ مَنظُورُ الْعَمَّالِیْنَ السَّجْدِیِّ غُفْرَ لَہِ اللّٰہِ وَاُوٰلِہِیْہِ وَاٰلِہٖہٗ وَسَلَامُ الْمُسْلِمِیْنَ  
 ۵۔ شوال المکرم ۱۳۳۸ھ

☆☆☆